(قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ
قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا)

کامیاب ہوا وہ جس نے (نفس) کا تزکیہ کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے نفس کا تزکیہ نہ کیا

تعلیمی ادارے اور کردار سازی

۱

برائے اساتذہ ایلیمنٹری سکولز

ڈاکٹر محمد امین

عزیز بک ڈپو ○ اردو بازار ○ لاہور

(قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ
قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا)

کامیاب ہُوا وہ جس نے (نفس) کا تزکیہ کیا اور ناکام ہُوا وہ جس نے نفس کا تزکیہ نہ کیا

تعلیمی ادارے
اور
کردار سازی

(۱)

برائے اساتذہ ایلیمنٹری سکولز

ڈاکٹر محمد امین

عزیز بک ڈپو ○ اردو بازار ○ لاہور

جملہ حقوق طباعت بحق ارقم فاؤنڈیشن محفوظ ہیں

طبع اول ---------- مئی ۱۹۹۷
نام کتاب ---------- تعلیمی ادارے اور کردار سازی
مصنف ---------- ڈاکٹر محمد امین
تیار کنندہ ---------- ارقم فاؤنڈیشن، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
مطبع ---------- بخاری پرنٹنگ پریس
قیمت ---------- ۴۵/۰۰ روپے

ناشر: عزیز بک ڈپو ○ چوک اردو بازار ○ لاہور
فون (۷۳۵۰۷۹۸ - ۷۳۵۴۵۱۵)

مشمولات ایک نظر میں

حرف اول

فصل اول: تربیت کا مفہوم، مقاصد اور اہمیت ۱۳

فصل دوم: بچے کی تربیت کے بنیادی اصول ۲۱

فصل سوم: بچے کی تربیت کے لئے اہم عملی اقدامات ۳۶

فصل چہارم: بچے کے بگاڑ کے اسباب و مظاہر اور ان کا علاج ۶۶

فصل پنجم: بچے کی تربیت کی زمانی ترتیب ۹۸

ضمیمہ 1: مختصر سو قرآنی آیات اور سو احادیث
برائے تربیت و صباحی خطابات ۱۲۲

ضمیمہ 2: نمونے کے چند صباحی خطابات ۱۴۲

ضمیمہ 3: اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے مجوزہ نصاب ۱۵۰

فہرست مضامین

حرف اول	صفحہ نمبر
فصل اول: تربیت کا مفہوم، مقاصد اور اہمیت	۱۳
تربیت کا مفہوم	۱۳
تربیت کے مقاصد	۱۴
تربیت کی اہمیت	۱۵
فصل دوم: بچے کی تربیت کے بنیادی اصول	۲۱
۱۔ تربیت کی بنیاد، اسلامی تعلیمات	۲۱
۲۔ مربی کے اوصاف	۲۳
۳۔ متوازن شخصیت کی تعمیر	۲۵
۴۔ تربیت کا سب سے بڑا ذریعہ استاد ہے۔	۲۶
۵۔ تربیت ایک عملی کام ہے۔	۲۶
۶۔ تربیت کے لئے وقت اور محنت درکار ہے۔	۲۷
۷۔ تربیت کے لئے عملی نمونہ ضروری ہے۔	۲۸
۸۔ نرمی و محبت	۲۹
۹۔ خیر خواہی کا جذبہ	۳۰
۱۰۔ ذہنی اور نفسیاتی ضرورتوں کا لحاظ رکھنا	۳۰
۱۱۔ تکرار اور اعادہ	۳۱
۱۲۔ مواد کا دلچسپ ہونا	۳۱
۱۳۔ موثر تلقین و تفہیم	۳۲
۱۴۔ دیگر شعبوں کا کردار	۳۲
۱۵۔ تربیت کے نتائج سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔	۳۳

فصل سوم: بچے کی تربیت کے لئے اہم عملی اقدامات ۳۶
۱۔ تربیتی نیٹ ورک قائم کیجئے ۳۶
۲۔ بچوں کو شام تک سکول میں رکھئے ۳۷
۳۔ مروجہ نصاب کے خلا کو پر کیجئے ۳۹
۴۔ صباحی خطابات کو موثر بنائیے ۴۰
۵۔ سکول کے اندر تربیتی اقدامات ۴۲
۶۔ سکول سے باہر تربیتی اقدامات ۴۳
۷۔ بزم ادب اور تقریری مقابلے ۴۳
۸۔ تحریری مقابلے ۴۴
۹۔ تربیت کا ماحول پیدا کیجئے ۴۴
۱۰۔ سمعی و بصری معاونات سے مدد لیجئے ۴۴
۱۱۔ تربیتی ماڈلز ۴۵
۱۲۔ عبادات ۴۶
۱۳۔ چارٹس ۴۷
۱۴۔ تقریبات ۴۷
۱۵۔ طلبہ کا ریکارڈ رکھئے ۴۸
۱۶۔ تربیت کی جانچ (Evaluation) کا نظام قائم کیجئے ۴۸
۱۷۔ لائبریری ۵۰
۱۸۔ علمی جستجو کی حوصلہ افزائی کیجئے ۵۳
۱۹۔ تعمیری مسابقت اور انعامات ۵۳
۲۰۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ۵۳
۲۱۔ کھیلیں ۵۵
۲۲۔ بچوں میں خود اعتمادی پروان چڑھایئے ۵۵
۲۳۔ سزا کی حوصلہ شکنی کیجئے ۵۶

۲۴۔ والدین کا تعاون حاصل کیجئے ۵۹
۲۵۔ گم شدہ اشیاء کا بنک ۵۹
۲۶۔ عملی کام ۶۰
۲۷۔ ٹک شاپ ۶۰
۲۸۔ سکول بنک ۶۱
۲۹۔ طالبات کے لئے خصوصی اقدامات ۶۱
۳۰۔ خارجی مدد ۶۲
۳۱۔ تربیتی ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد ۶۵
فصل چہارم : بچے کے بگاڑ کے اسباب و مظاہر اور ان کا علاج ۶۶
بچے کے بگاڑ کے اہم اسباب: ۶۶
۱۔ والدین کی غفلت ۶۶
۲۔ استاد کا منفی کردار ۶۹
۳۔ ٹی وی اور وی سی آر ۷۰
۴۔ غیر مناسب رسالے اور کتابیں ۷۳
۵۔ فارغ وقت کا غلط استعمال ۷۳
۶۔ بری صحبت ۷۵
۷۔ غربت وافلاس ۷۷
۸۔ والدین کی ناچاقی ۷۹
۹۔ والدین اور اعزہ کا غیر متوازن سلوک ۸۱
بگاڑ کے بعض مظاہر اور ان کا علاج ۸۳
اخلاقی بگاڑ: ۱۔ جھوٹ ۸۳
۲۔ چوری ۸۴
۳۔ گالی دینا ۸۶

نفسیاتی بگاڑ: ۱۔ جھجک ۸۷
۲۔ خوف ۸۸
۳۔ احساس کمتری ۸۹
۴۔ غصہ ۹۳

فصل پنجم: بچے کی تربیت کی زمانی ترتیب ۹۸
تربیتی سرگرمی متعلق بہ: ۱۔ تعلیم و تدریس ۹۹
۲۔ عبادات ۱۰۱
۳۔ اسلامی اخلاقیات ۱۰۳
۴۔ اسلامی معاشرتی آداب ۱۰۶
ضمیمہ جات: ۱۔ مختصر سو قرآنی آیات و سو احادیث برائے تربیت و صباحی خطابات ۱۲۲
۲۔ نمونے کے چند صباحی خطابات ۱۴۲
۳۔ اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے مجوزہ نصاب ۱۵۰

حرف اول

اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم محض حصول معلومات کا نام نہیں بلکہ عملی تربیت بھی اس کا جزو لاینفک ہے۔ اسلام ایسا نظام تعلیم و تربیت قائم کرنا چاہتا ہے جو نہ صرف طالب علم کو دین اور دنیا کے بارے میں صحیح علم دے بلکہ اس صحیح علم کے مطابق اس کی شخصیت کی تعمیر بھی کرے۔ یہ بات اس وقت بھی نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے جب ہم اسلامی نظام تعلیم کے اہداف و مقاصد پر غور کرتے ہیں۔ اسلامی نظام تعلیم کا بنیادی ہدف ہی یہ ہے کہ وہ ایک ایسا مسلمان تیار کرنا چاہتا ہے جو اپنے مقصد حیات سے آگاہ ہو' زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق گزارے اور آخرت میں حصول رضائے الٰہی جس کا پہلا اور آخری مقصد ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس دنیا میں ایک فعال' متحرک اور باعزم زندگی گزارے' جو تسخیر کائنات کرے اور ابنائے نوع کے لئے نافع اور مفید ثابت ہو۔ ایسی شخصیت کی تعمیر اسی وقت ممکن ہے جب تعلیم کے مفہوم میں حصول علم ہی نہیں بلکہ کردار سازی پر مبنی تربیت اور تخلیقی تحقیق بھی شامل ہو۔

بدقسمتی سے پاکستان میں تعلیم کو محض حصول معلومات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ دیکھا جائے تو حصول معلومات کے لیے نہ استاد کا وجود ناگزیر ہے اور نہ درسگاہ کا۔ معلومات تو لائبریری کی کتابوں میں یکجا مل جاتی ہیں اور آج کل کمپیوٹر کے دور میں تو یہ کام گھر بیٹھے بھی ہو سکتا ہے۔ ساری معلومات اپنے کمپیوٹر میں جمع کر لیجئے اور جب چاہے انہیں استعمال کر لیجئے۔

پاکستان میں جب سے پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیم کے شعبے میں آزادی سے کام کرنے کا موقع ملا ہے کئی لوگوں نے تعلیم کو کاروبار بنا لیا ہے۔ ہر گلی محلے میں سکول کھل گئے ہیں جہاں تربیت یافتہ اساتذہ ہیں نہ تعلیمی ماحول ہے اور نہ کھیل کے میدان ہیں۔ ایسے تعلیمی ادارے محض ٹیوشن سنٹر بن کر رہ گئے ہیں اور اس پر مستزاد تعلیمی اداروں کی

اکثریت کا انگلش میڈیم کہلانے کا خبط ہے۔ اسی طرح کئی امیر لوگوں نے تعلیم کو انڈسٹری سمجھ کر اس میں سرمایہ کاری شروع کر دی ہے۔ ایسے اکثر لوگوں کے پیش نظر بھی صرف دولت کمانا ہے نہ کہ تعلیمی معیار کی برتری یا اعلیٰ اخلاقی اقدار کا تحفظ۔ اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کوئی کاروبار اور صنعت نہیں بلکہ خدمت اور ذمہ داری ہے۔ تاہم اگر مخصوص حالات میں کچھ لوگوں نے اپنا رزق اس سے وابستہ کر لیا ہے تو بھی یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی جدوجہد کریں۔ جب وہ فیس لیتے ہیں تو عمدہ سروس بھی مہیا کریں۔ عمدہ سروس یہ ہے کہ وہ مسلمان طلبہ کو اچھا مسلمان بنائیں' دینوی تعلیم کے ساتھ انہیں ضروری دینی تعلیم بھی دیں' ان کی کردار سازی کا اہتمام کریں' ان کے اخلاق سنوارنے میں بھی محنت کریں۔ اگر وہ یہ نہیں کرتے اور مسلمانوں کے بچے ان کے ہاں ایسی تعلیم حاصل کرتے ہیں جو انہیں دین سے بے بہرہ کر دیتی ہے اور ان کے عقائد و اخلاق بگاڑ دیتی ہے تو وہ مسلمان نسل کی غلط تربیت کرنے کے جرم میں اللہ کے ہاں پکڑے جائیں گے۔ یہ محض روزگار اور پیسے کمانے کا مسئلہ نہیں بلکہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچانے کا مسئلہ بھی ہے اور اگر تعلیم و تربیت کے اس کام کو صحیح سپرٹ کے ساتھ کیا جائے تو یہ آخرت میں حصول رضائے الٰہی کا ذریعہ بھی ہے۔ علاوہ ازیں دنیا میں مسلمان امت کی سربلندی کا انحصار بھی اسی پر ہے کہ مسلمان نسل نو کی اسلامی روش کے مطابق تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہے کہ مسلمان طلبہ کو تعلیم دینا محض کاروبار اور جلب زر کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک مسلمان کے لیے یہ دین و ایمان کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا وہ سب لوگ جنہوں نے تعلیمی ادارے کھول رکھے ہیں یا کھلوا رکھے ہیں انہیں اس امر کا احساس ہونا چاہئے کہ شعبہ تعلیم کو اختیار کر کے درحقیقت انہوں نے کتنی نازک ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی ہے۔ یہ ایسا کام ہے کہ اگر وہ اسے صحیح طریقے سے انجام دیتے ہیں تو یہ صدقہ جاریہ ہے۔ جن طلبہ کی وہ اچھی تربیت کریں گے اور انہیں صحیح علم دیں گے جب تک وہ یا ان کے اچھے اثرات سوسائٹی اور آنے والی نسلوں پر پڑتے

رہیں گے انہیں ثواب پہنچتا رہے گا اور اس کے برعکس بھی صحیح ہے یعنی اگر وہ مسلمان طلبہ کو بے مقصد تعلیم دیں گے اور ان کی ناقص تربیت کریں گے تو جب تک وہ یا ان کے برے اثرات سوسائٹی اور آئندہ نسلوں پر پڑتے رہیں گے اس کا گناہ بھی ان تک پہنچتا رہے گا اور پہلا گروہ اگر صدقہ جاریہ کا مستحق ٹھہرے گا تو یہ دوسرا گروہ گناہ جاریہ کا مرتکب ٹھہرے گا اور اللہ کے ہاں برائی کے وبال اور برے انجام سے بچ نہ سکے گا۔

ایک اور مشکل یہ ہے کہ جن لوگوں کو ذمہ داری کا احساس ہے وہ بھی بے بسی محسوس کرتے ہیں کیونکہ مروجہ نصاب میں اسلامی تعلیمات کا حصہ نہایت کم ہے' اور ایک عام استاد' ہیڈ ماسٹر یا سکول مینجر کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں ہے کہ وہ کس سطح پر کس مواد کا اضافہ کرے نیز تربیت کے لیے ان کے سامنے کوئی ماڈل بھی نہیں ہے۔ زیر نظر کتابچہ اس مشکل کو حل کرنے کی ایک ابتدائی کاوش ہے۔ اس میں اساتذہ اور تعلیمی منتظمین کو یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں تربیت کی کیا اہمیت ہے۔ بچوں میں بگاڑ کے اسباب کیا ہیں اور تعلیمی ادارے میں کن اقدامات کے ذریعے ان کو سدھارا جا سکتا ہے اور ایک ایسا عمومی ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے جس میں طلبہ کی صلاحیتیں نکھریں' اچھی عادات پختہ ہوں اور وہ مستقبل میں ایک صالح نوجوان بن کر ابھریں اور ملک و ملت کا سرمایہ ثابت ہوں۔ اساتذہ اور منتظمین کی سہولت کی خاطر ضمیمہ جات کی صورت میں عمومی اخلاقی اور تربیتی موضوعات سے متعلق سو مختصر قرآنی آیات اور سو احادیث' نمونے کے چند صباحی خطابات' نیز اسلامی تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے مروجہ نصاب میں خامیوں کو پر کرنے کے لیے نیا اسلامی نصاب تجویز کیا گیا ہے۔

ہم پروفیسر ملک محمد حسین صاحب (ماہر تعلیم) جناب احمد جاوید صاحب (ماہر اخلاقیات) اور جناب محمد رفیق چودھری صاحب (ماہر اسلامیات و ادبیات) کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کا مسودہ دیکھا اور اسے بہتر بنانے کے لئے قیمتی مشورے دیئے۔

اہل علم' اساتذہ اور ماہرین تعلیم سے گزارش ہے کہ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں وہ ہمیں اپنے تجربات و مشاہدات اور اس کتاب پر تبصرے سے نوازیں تاکہ آئندہ ایڈیشن زیادہ بہتر صورت میں سامنے آ سکے۔

مارچ 1997ء

محمد امین
136- نیلم بلاک'
علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور۔

فصل اول

تربیت کا مفہوم، مقاصد اور اہمیت

تربیت کا مفہوم

تعمیر سیرت، کردار سازی، تزکیہ نفس اور تربیت ہم معنی الفاظ و اصطلاحات ہیں۔ تزکیہ نفس قرآنی اور دینی اصطلاح ہے جب کہ تعلیمی حلقوں میں اس کے لیے تربیت کی اصطلاح زیادہ مستعمل ہے۔ اس کتابچے میں بھی ہم تربیت ہی کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

گو تربیت بھی وسیلہ ہے ایک اچھا مسلمان اور انسان بننے کا لیکن تعلیم و تعلم کے حوالے سے دیکھا جائے تو تربیت دراصل مطلوب ہے۔ جہاں تک تعلیم اور حصول علم کا تعلق ہے تو وہ محض تربیت کا ایک وسیلہ ہے نہ کہ اس کا مقصد آخریں (End Result)-

تربیت ایک جامع اصطلاح ہے اس سے مراد محض دینی تربیت نہیں بلکہ ایمانی، اخلاقی، جسمانی، نفسیاتی، اجتماعی، فنی اور پیشہ ورانہ تربیت سب اس میں شامل ہیں۔ تاہم ایک مسلمان کے لیے ہر قسم کی تربیت کی اساس اصولاً اسلام ہی ہے کیونکہ یہی وہ نظریہ اور عقیدہ ہے جو اس کی ساری زندگی سے بحث کرتا اور ہر شعبہ زندگی میں اس کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ تربیت اور تزکیہ چونکہ مترادف المعنی ہیں لہٰذا تزکیہ نفس کے مفہوم کے تعین سے ہمیں تربیت کے مفہوم کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ تزکیہ نفس ایک عربی ترکیب ہے جس کے لغوی معنی یہ ہیں:

تزکیہ: 1- پاک کرنا، صاف کرنا (میل کچیل، گندگی وغیرہ سے)

2- بڑھانا، ترقی دینا، نشو و نما دینا

3- تعریف کرنا

4- ایک سے زیادہ ہونا

نفس 2 : 1- کوئی چیز اپنی ساری جزئیات سمیت

2- روح

3- برے بھلے کی پہچان کی حس (عقل)

4- جذبات و میلانات کی حس (دل)

5- عمل تنفس، دوران خون

تزکیہ نفس کے ان لغوی اطلاقات سے اس کا جو مفہوم متبادر ہوتا ہے وہ ہے انسانی شخصیت (اس کی ساری جزئیات سمیت یعنی روح، جسم، عقل، دل وغیرہ) کا ارتقا اس انداز میں کہ سلبی طور پر وہ ہر قسم کے منکرات اور برے میلانات سے پاک و صاف ہو جائے اور مثبت طور پر اس میں سارے معروف اور خوبیوں کے پہلو اجاگر ہو کر ترقی کرنے لگیں۔ معروف و منکر اور حسن و قبح کے ہر قوم کے اپنے معیارات ہوتے ہیں۔ ہمارے معیارات کی تحدید قرآن و سنت نے کر دی ہے لہٰذا تزکیہ نفس سے مراد ہے انسانی شخصیت کی اس انداز میں نشو و نما کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کیے جائیں اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ان سے رک جایا جائے۔

لہٰذا تربیت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ انسانی شخصیت کی ایسی نشوونما کہ اللہ و رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے انسان وہ کرے اور جن کاموں سے انہوں نے منع کیا ہے ان سے وہ رک جائے۔ دوسرے لفظوں میں اس سے مراد ہے صالح مسلمان بننا۔

تربیت کے مقاصد

ایک مسلمان معاشرے میں تربیت کا اصولی اور بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اچھا اور عملی مسلمان بن جائے اور اچھا اور عملی مسلمان وہ ہے جو اس دنیا میں اپنی

زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق گزارے تاکہ اس کے نتیجے میں اسے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے' تاہم اس بات کو اگر تعلیمی تناظر میں پھیلا کر دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ تربیت کے مقاصد یہ ہیں کہ طلبہ و طالبات :

1- فضائل اخلاق پر عمل کر سکیں
2- اخلاق رذیلہ سے بچ سکیں
3- انسانیت کے لیے نافع بن سکیں
4- تسخیر کائنات کر سکیں
5- وہ جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند ہوں
6- ان میں قائدانہ صلاحیتوں کی نشوونما ہو
7- ان میں نیکی اور اصلاح کے جذبے کی آبیاری ہو
8- ان کی تقریری و تحریری صلاحیتوں کی نشوونما ہو
9- خود اعتمادی کی تربیت اور حل مشکلات
10- احساس ذمہ داری کی پرورش

تربیت کی اہمیت :

جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا کہ تربیت و تزکیہ نفس ہم معنی الفاظ ہیں اور تزکیہ نفس کے بارے میں قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ پہلے پیغمبروں کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی لیے مبعوث کیے گئے تھے کہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں یعنی ان کی تعمیر سیرت اس انداز میں کریں کہ وہ اللہ کے اوامر و نواہی پر عمل کرتے ہوئے سچے اور صحیح مسلمان بن سکیں' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

1- "قد افلح من تزکی..... ان هذا لفی الصحف الاولی' صحف ابراهیم و موسیٰ"[3]

"کامیاب ہو گیا وہ جس نے اپنا تزکیہ کیا ..... یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی' ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں"

2- "یتلوا علیھم آیاتک و یعلمھم الکتاب والحکمہ و یزکیھم" [4]

"جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے"۔

3- "یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمہ" [5]

"جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے"

آخری دو آیات کو بغور دیکھنے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک جگہ تزکیہ نفس کو تعلیم کتاب و حکمت سے پہلے لایا گیا ہے اور دوسری جگہ بعد میں جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پیغمبر آخر و اعظم ﷺ کے مقصد بعثت کی ابتداء بھی تزکیہ نفس ہے اور انتہا بھی' اور یہ بات قابل فہم ہے کیونکہ تزکیہ نفس کے بغیر نہ تو کوئی شخص ایمان لا سکتا ہے اور نہ ایمان لا کر اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہو سکتا ہے یعنی نہ وہ اپنی داخلی اور انفرادی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر کما حقہ عمل کر سکتا ہے اور نہ اس کے بغیر نصرت دین' جہاد اور اجتماعی زندگی میں کوئی حقیقی انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا تربیت بہت اہم ہے۔ تحصیل علم سے بھی زیادہ اہم۔

(مندرجہ بالا بحث سے ضمناً" یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تزکیہ نفس خالص قرآنی اصطلاح ہے۔ اور یہ محض بعض لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ یہ مروجہ تصوف کی کوئی اصطلاح ہے جس سے مراد کوئی ایسے ورد وظیفے یا علم و عمل ہیں جو خلاف اسلام ہوں۔)

مسلمانوں کے زریں ادوار میں تعلیم میں یہ سب مفاہیم شامل رہے ہیں۔ امام مالکؒ نے موطا میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سورہ بقرہ آٹھ سال میں ختم کی 6 اور خطیب بغدادی نے روایت کیا کہ بارہ سال میں سورۃ بقرہ ختم کی اور خوشی میں اونٹ ذبح کر کے لوگوں کی ضیافت کی۔ ظاہر ہے کہ تقریباً" ڈھائی پاروں پر مشتمل سورۂ بقرہ کو پڑھنے میں تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بارہ سال نہیں لگے بلکہ وہ اس کے

مفاہیم و معانی پر تدبر کرتے رہے اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالتے رہے' اسی وجہ سے انہیں سورہ بقرہ کو ختم کرنے میں بارہ سال لگ گئے۔" مقدمہ ابن صلاح" میں ہے:

"علم حدیث کا طالب علم نماز' تسبیح (و تہلیل) اور دیگر اعمال صالحہ کے بارے میں جب احادیث پڑھے تو اسے چاہئے کہ ان پر عمل کرے اور یہ عمل کرنا گویا ان احادیث کی زکوٰۃ ادا کرنا ہے جیسا کہ بشیر بن الحارث الحافی نے کہا تھا کہ اے طلبائے حدیث! ان احادیث کی زکوٰۃ ادا کرو اور (کم از کم) دو سو احادیث میں سے پانچ (منتخب) احادیث پر ضرور عمل کرو" 7

تربیت کا بہترین موقع وہ ہوتا ہے جب انسان کی عادتیں بن رہی ہوتی ہیں اور میلانات و رجحانات پختہ ہو رہے ہوتے ہیں اور یہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے چنانچہ والدین کی اور معلمین کی یہ زمہ داری ہے کہ وہ اس عمر میں بچے کی صحیح اسلامی تربیت کریں کیوں کہ اس عمر میں بچے کا ذہن سادہ سلیٹ کی طرح ہوتا ہے کہ اس پر جو چاہے لکھ لیا جائے' اس حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے اس طرح ادا فرمایا کہ "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔یہ اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں" 8

اسلام اس عمر میں بچے کی تربیت کو انتہائی اہمیت دیتا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہو"۔ 9 مطلب یہ ہے کہ پیدا ہوتے ہی جو آواز سب سے پہلے بچے کے کان میں پڑے وہ توحید اور رسالت اور نیکی و نماز کی ہو10۔ پھر فرمایا کہ <بچہ سات کا ہو تو اسے نماز کی ترغیب دو اور دس سال کا ہو تو اس کا بستر الگ کر دو اور اسے مار کر نماز پڑھاؤ"۔ 11 نیز یہ بھی فرمایا کہ "اپنے بچوں کو اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے بچنے کی تلقین کرو"۔12

ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ بچپن میں اسلامی تربیت کی کتنی اہمیت ہے۔ اگر ہم اپنی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اور علماء امت تو اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے کوشاں ہوتے ہی تھے اور اپنے بچوں کو بہترین معلم

کے سپرد کرتے تھے لیکن عام خلفاء اور حکام بھی اپنے بچے کی نہ صرف تعلیم بلکہ تربیت کو بھی بہت اہم گردانتے تھے۔

چنانچہ روایت ہے کہ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بچے کو استاد کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "اسے قرآن سکھانے کے ساتھ سچ بولنا بھی سکھایئے' اس کے اندر بہترین اخلاق پیدا کرنے کی سعی کیجئے' اسے شعر سکھایئے تاکہ یہ ان سے شجاعت و بہادری کا درس لے۔ اسے اہل علم اور شرفا کے ساتھ بٹھایئے اور ملازموں اور نیچ لوگوں کی بری صحبت سے بچایئے کیونکہ برے لوگوں کی صحبت میں اس کے اندر برے اخلاق ہی پروان چڑھیں گے۔ لوگوں کے سامنے اس کی عزت کیجئے اور تنہائی میں اسے ڈانٹئے۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو اسے ماریئے کیونکہ جھوٹ سے فسق و فجور کا دروازہ کھلتا ہے جو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔[13]

چنانچہ علماء کا جو وارثان علوم انبیا ہیں'[14] اور معلمین کا جو کار نبوت میں مصروف ہیں[15] (یعنی لوگوں کو علم سکھانا اور ان کی تربیت کرنا) یہ فرض ہے کہ وہ نئی نسلوں کی تربیت ایک بنیادی دینی فریضہ سمجھتے ہوئے کریں۔

بعد کے زمانے میں جب نظام تعلیم میں تربیت کی کمی محسوس کی گئی تو خانقاہوں کی صورت میں تربیت کے الگ ادارے وجود میں آ گئے۔ گویا تعلیم کے لیے مدرسے اور تربیت کے لیے خانقاہیں لیکن مرور زمانہ سے تعلیم و تربیت کے یہ دونوں ادارے نہ صرف خراب ہوگئے بلکہ برباد بھی ہوگئے۔ اس وقت پاکستان میں صورت یہ ہے کہ انگریز کے قائم کردہ جدید تعلیم کے اداروں کے تتبع میں ہزاروں تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں لیکن تعمیر سیرت خصوصاً" اسلامی تناظر میں تعمیر سیرت کا ان کے ہاں کوئی تصور نہیں۔ ان اداروں میں جو لوگ اسلامی ذہن رکھتے ہیں ان کی مشکل یہ ہے کہ نصاب تعلیم میں اسلامی تعلیمات کا حصہ نہایت کم ہے اور تربیت کے لیے ان کے سامنے کوئی ماڈل نہیں۔ لیکن مشکلات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان پر سے فریضہ ساقط ہوگیا۔

اس میں شک نہیں کہ نصاب کو تبدیل کرنا یا اسے نظریاتی منہج پر مدون کرنا' اساتذہ کی نظریاتی تربیت کرنا اور تعلیمی اداروں کی ایسے اصولوں پر تنظیم کرنا جن کی

پابندی کرتے ہوئے تعلیم و تربیت کے اسلامی تقاضے پورے ہو جائیں یہ سب اسلامی ریاست اور حکومت کے کام ہیں لیکن اگر کوئی مسلمان ریاست ان جلیل القدر مقاصد کو اہمیت نہیں دیتی یا ان کے لیے کوئی اہتمام نہیں کرتی تو بھی جو افراد اور تنظیمیں تعلیم و تربیت اور دعوت و اصلاح سے متعلق ہیں ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ دیکھا جائے تو دوچند ہو جاتی ہے کہ کرنے کے یہ ناگزیر کام اگر حکومت نہیں کرتی تو چاہئے کہ وہ خود کریں' انفرادی سطح پر کریں' مل کر کریں۔ ان سے جو بھی بن پائے' جتنا کچھ بھی بن پائے اس کے لیے متحرک ہو جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تعلیم و تربیت کو اہمیت دی جائے' اپنی سرگرمیوں اور ترجیحات کا رخ ان کی طرف موڑ لیا جائے تو ملک و ملت میں ایک خاموش انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ اس ذریعے سے لوگوں کی زندگیوں میں اسلام لایا جا سکتا ہے اور اسے عملاً" نافذ کیا جا سکتا ہے۔ بس عزم صمیم اور صحیح حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

حواشی

1- ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، جلد 14 صفحہ 358'359

2- نفس المرجع صفحہ 233 و ما بعد

3- الاعلیٰ 87 : 14'19'18

4- البقرہ 2 : 129

5- 3 : 164

6- امام مالک، موطا کتاب القرآن، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1985ء

7- مقدمہ ابن صلاح، صفحہ 125، طبع بیروت 1978ء

8- صحیح بخاری کتاب القدر

9- البیہقی

10- ابن قیم الجوزیہ، تحفہ المودود فی احکام المولود

11- سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ

12- سنن ترمذی

13- ابن جریر

14- عبداللہ ناصح علوان، تربیتہ الاولاد فی الاسلام، جلد اول، صفحہ 144، مکتبہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب۔

15- سنن ابی داؤد

16- سنن ابن ماجہ فی المقدمہ

فصل دوم

بچے کی تربیت کے بنیادی اصول

پہلی فصل میں یہ بتایا گیا تھا کہ اسلامی نظام تعلیم میں تربیت کا مفہوم کیا ہے' اس کے مقاصد کیا ہیں' اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ اب اس فصل میں ہم یہ دیکھیں گے کہ اگر کوئی استاد اپنے تعلیمی ادارے میں بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کرنا چاہے تو اسے کون سے اصول مدنظر رکھنے چاہئیں۔

۱- تربیت کی بنیاد - اسلامی تعلیمات

اس سلسلے میں کسی ذہن میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے کہ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کیسے کرنی ہے؟ کیونکہ ہم مسلمان ہیں' مسلمان رہنا چاہتے ہیں' اچھے مسلمان بننا چاہتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اچھا مسلمان بنانا چاہتے ہیں' لہٰذا ہم اپنے بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں پر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اسلامی اصولوں کو اس لئے بھی اپنے بچوں کی تربیت کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں کہ ان سے بہترین تربیت ہوتی ہے' بہترین انسان وجود میں آتے ہیں' اعلیٰ ترین کردار تشکیل پاتے ہیں۔ یہ ہمارا دعویٰ اور ایمان ہی نہیں دنیا کی تاریخ بلکہ جغرافیہ بھی اس کا گواہ ہے۔ لہٰذا ہمیں اس سلسلے میں کسی احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو شخص طلبہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے' سربراہ ادارہ ہو یا استاد یا مربی ہو اس کے ذہن میں اس اصول کے بارے میں کوئی تحفظ نہیں ہونا چاہئے اور جو شخص مسلمان بچوں کی تربیت اسلامی تعلیمات کے علاوہ کسی دوسرے اصول پر کرنا چاہتا ہے اس کے غلط اور نادان دوست ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام کے سنہری اصول اس دنیا میں بھی عزت' عظمت اور سربلندی کے ضامن ہیں اور آخرت میں کامیابی کے بھی بشرطیکہ ہم ان پر عمل کریں لہٰذا اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی اور اپنی آنے والی نسلوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کریں تاکہ مستقبل کی کامیابیاں ہمارے قدم چومیں۔

یہاں کسی کا ذہن اس طرف نہیں جانا چاہئے کہ کردار سازی کے اصول تو ساری قوموں میں مشترک ہیں۔ مثلاً ساری قومیں کہتی ہیں کہ سچ بولنا چاہئے' امانت دار ہونا چاہئے' جھوٹ اور دغا سے پرہیز کرنا چاہئے وغیرہ لہٰذا تربیت میں "اسلامی" کے سابقے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سوال سادہ لوحی پر مبنی ہے کیونکہ گو عمومی طور پر امرو نواہی کے اخلاق اصول قوموں میں مشترک ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب ان کی تفصیلات میں جایا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہر قوم کے اخلاقی اصول ان عقائد اور اصولوں پر قائم ہوتے ہیں جو اس معاشرے میں جاری و ساری ہوتے ہیں مثلاً اسلام میں بھی انکساری ہے لیکن اس کی حدود و قیود کا تعین اسلام کے اخلاقی تصورات کرتے ہیں' مثلاً سجدہ صرف اللہ کو جائز ہے' کسی کے آنے پر کھڑے ہونے کی حوصلہ افزائی نہیں' زبان سے سلام کہنے اور مصافحے کا طریقہ ہے۔ اگر کوئی ایذا پہنچائے تو اس کو اسی حد تک ایذا پہنچانے کی اجازت ہے۔ اس کی بجائے ہندوؤں میں انکساری کا تصور یہ ہے کہ ہر ایک کے آگے ہاتھ باندھ کے کھڑے ہو جاؤ۔ عیسائیت یہ کہتی ہے اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ لگائے تو اسے دوسرا گال بھی پیش کر دو۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اخلاقی تصورات بڑی حد تک قوموں میں مشترک ہیں لیکن تفصیل میں جانے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں فرق ہے اور ہر قوم کے اخلاقیات اس کے عقائد پر مبنی ہوتے ہیں۔

یہ سوال بھی کسی کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ اسلام کیسی تربیت کرتا ہے؟ اور کس طرح کرتا ہے؟ اس کا جواب مختصر طور پر یہ ہے کہ جیسے کسی قوم کے عقائد ہوتے ہیں انہی کے مطابق اس کے اعمال و اقدار بنتے ہیں۔ عقائد میں جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس میں تصور انسان اور تصور کائنات کیا ہے؟ مثلاً اسلام کا تصور انسان و کائنات یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسے ایک اللہ نے پیدا کیا ہے۔ کائنات ساری اس کے لئے مسخر کی گئی ہے۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ انسان یہاں جو کچھ کرتا ہے اس سب کے لئے آخرت میں اللہ کو جواب دہ ہوگا۔ یہ دنیا انسان کے برتنے کے لئے ہے' لیکن اسے برتنا ہے ان احکام کے مطابق جو اللہ نے انسان کے لئے وضع کیے ہیں اور جس کا نمونہ ہے اس کا بھیجا ہوا رسولؐ۔ مزید یہ کہ اسلام کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے

ہم اسے چار اہم عنوانات میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک : ایمانیات' دوم : عبادات' سوم : اخلاقیات اور چہارم : معاملات۔ ایمانیات وہ عقائد ہیں جو سارے اعمال کی بنیاد ہیں۔ عبادات وہ ہیں جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان تعلق قائم کرتی ہیں۔ اخلاقیات وہ اخلاقی اصول ہیں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور معاملات وہ احکام ہیں جو انسانوں کے مابین تعلقات اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کے تفصیلی طور طریقوں میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ چاروں شعبے باہم دگر پیوستہ ہیں اور چاروں مل کر انسان کی تربیت کرتے ہیں اور اسے اس طرح کا انسان بناتے ہیں جس طرح کا انسان اللہ کو مطلوب ہے۔ مثلاً اللہ ایک ہے وہ ہمارا خالق اور مالک ہے' ہمیں اس کی عبادت کرنی چاہئے' اس کی رحمتوں اور عنایتوں پر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ یہ عبادت کس طرح کی جائے؟ اس کا طریقہ ہمیں نبی ﷺ نے بتایا کہ دن میں پانچ بار کرو' اس سے پہلے وضو کرو تاکہ صاف ستھرے ہو جاؤ۔ عبادت سارے لوگ مل کر کرو' تاکہ ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی رہے اور ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک رہو' لیکن ہر وقت عبادت ہی نہیں کرنی کہ نفس کا بھی تم پر حق ہے' بال بچوں کا بھی حق ہے لہٰذا سونا بھی ہے' کام بھی کرنا ہے' جسم کی صفائی بھی کرنا ہے۔ عبادت کے اوقات مقرر ہیں لہٰذا وقت کی پابندی بھی کرنا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کرنا ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے' اور آخرت کی زندگی میں ہم اس کی خوشنودی کے مستحق ٹھہریں۔ غرض کسی ایک قول کو لے لو تو پتہ چلے گا کہ یہ چاروں شعبے مل کر انسان کی تربیت کرتے ہیں اور اسے اس طرح کا انسان بناتے ہیں جس طرح کا ایک مثالی مسلمان ہونا چاہئے۔

2- مربی کے اوصاف[1]

مربی خواہ کلاس انچارج (استاد) ہو' خواہ ہیڈ ماسٹر یا مینجر ہو یا خصوصی طور پر مقرر کیا گیا کوئی آدمی۔ اس میں بعض بنیادی اوصاف کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ طلبہ کی اچھی تربیت کی بجائے بری تربیت کا سبب بن جائے گا۔ وہ بعض بنیادی اوصاف جو ایک مربی میں ہونے چاہئیں ان میں ایک اخلاص ہے۔ اخلاص کا مطلب ہے اخلاص فی اللہ۔ یعنی

وہ تربیت طلبہ کا کام اس نیت سے کرے کہ اس کا اجر اسے اللہ کے ہاں ملے گا' باقی عوامل کی حیثیت ثانوی ہو۔ اخلاص فی اللہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر کام میں برکت نہیں آ سکتی۔ دوسرے یہ کہ جو اللہ کے لئے مخلص نہ ہو وہ آدمیوں کے لئے مخلص کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا ہر مربی کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ یہ کام اپنی آخرت کے لئے کرے تبھی اس کے اندر اخلاص پیدا ہوگا۔ دوسرے نمبر پر تقویٰ ہے۔ تقویٰ کا مطلب ہے اللہ کا خوف۔ اردو میں اس کو پرہیز گاری کہتے ہیں۔ یعنی ان کاموں سے پرہیز جن سے اللہ نے منع کیا ہے اور ان کاموں کو کرنا جن کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ تقویٰ وہ بنیادی صفت ہے مربی جس کے بغیر مربی کہلوانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص جس کے اپنے دل میں اللہ کا خوف نہ ہو بچوں کے دل میں اللہ کا خوف کیسے پیدا کر سکتا ہے اور وہ ان کے لئے نمونہ کیسے بن سکتا ہے؟

تیسری خوبی جو ایک مربی میں ہونی چاہئے وہ اس کا صاحب علم ہونا ہے۔ علم کے بغیر عمل خطرناک ہوتا ہے اور عمل کے بغیر علم۔ مربی کو صاحب علم بھی ہونا چاہئے اور صاحب عمل بھی' اگر مربی اسلامی تربیت کے اصولوں کو نہ جانتا ہو' قرآن و سنت کا ضروری علم نہ رکھتا ہو تو وہ بچوں کی تربیت کیسے کرے گا؟ اس کے علاوہ جو خوبی مربی میں ہونی چاہئے وہ حلم و بردباری ہے۔ مربی کا حلیم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ بچہ تو ناسمجھ ہوتا ہے وہ غلطی ضرور کرے گا' اگر مربی میں برداشت کا مادہ نہ ہو تو وہ بچے کو پیار محبت سے سمجھانے کی بجائے اس پر چڑھ دوڑے گا۔ اسے ڈانٹنا شروع کر دے گا یا مارنا شروع کر دے گا اور یہ چیز بچے کی شخصیت کو مجروح کر دے گی کیوں کہ اس صورت میں بچہ یا تو مربی سے ڈر جائے گا یا اس سے نفرت کرنے لگے گا اور یہ دونوں صورتیں اچھی تربیت کے لئے زہر قاتل ہیں کیونکہ بچے معصوم ہوتے ہیں وہ محبت کی زبان سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور انہیں اسی طریقہ سے سمجھانا چاہئے لہٰذا مربی کا حلیم اور بردبار ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی طبیعت جلدی مشتعل نہ ہو بلکہ اس میں صبر اور برداشت کا مادہ ہو۔

ایک اور وصف جو مربی میں بدرجہ اتم پایا جانا چاہئے وہ اس کے اندر احساس ذمہ

داری کا ہونا ہے۔ اگر مربی کے اندر اس امر کا شدید جذبہ اور درد نہ ہو کہ اسے بچوں کو عملی مسلمان بنانا ہے تو شاید وہ اس کام کو دفتری انداز میں کرے کہ اوپر والوں کی باز پرس سے اسے کر لیا یا جب کبھی دل میں آیا بچوں کی تربیت کا خیال رکھا ورنہ نہ رکھا تو اس طریقے سے بچوں کی موثر تربیت نہیں ہو سکتی۔ مربی اگر ایک دفعہ بھی بچوں کی تربیت سے غافل ہوگیا اور بچے بگڑ گئے تو ان کا سنورنا آسان نہیں ہوتا۔ اس میں بڑی محنت اور وقت لگتا ہے لہٰذا مربی ایسا ہونا چاہئے کہ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کا احساس ہر وقت اس کے سر پر سوار رہے اور وہ ہر وقت اسی دھن میں رہے کہ وہ کیسے بچوں کی موثر تربیت کرے؟ اس کے لئے وہ مسلسل سوچتا رہے اور مسلسل تجربات کرتا رہے۔

3- متوازن شخصیت کی تعمیر

یہ اصول تسلیم کرنے کے باوجود کہ اسلامی تعلیمات ہی ہمارے تعلیمی اداروں میں تربیت کی بنیاد ہیں' بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم عملاً کس قسم کی شخصیت پروان چڑھانا چاہتے ہیں کیونکہ نظام تعلیم میں ثنویت کی بناء پر اسلامی تعلیم کی پروڈکٹ کا ایک ماڈل تو وہ ہے جو ہمارے دینی مدارس پیدا کرتے ہیں اور ایک ماڈل وہ ہے جو ہمارے جدید تعلیمی ادارے پیدا کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ دونوں ماڈل ناقص ہیں اور صحیح ماڈل اس وقت وجود میں آئے گا جب جدید تعلیم کو اسلامی تناظر میں اور اسلامی تربیت کی موجودگی میں ایک نظام تعلیم کی شکل دی جائے گی۔ جب تک نظام تعلیم کی یہ ثنویت ختم کر کے پاکستان میں سرکاری سطح پر اس طرح کا نظام تعلیم وجود میں نہیں لایا جاتا پرائیویٹ سیکٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حتی المقدور اس سمت پیش رفت کرتا رہے۔

غرض یہ کہ نظام تعلیم و تربیت کا اسلامی تصور یہ ہے کہ اس سے انسانی شخصیت کے سارے پہلوؤں (جسم' دل' دماغ اور روح) کی متوازن تعمیر ہو۔ اس سے ایک ایسی شخصیت ابھرے جو عصر حاضر کے تقاضوں پر پوری اترے' سائنس اور ٹیکنالوجی میں

مہارت حاصل کرے، کائنات کی تسخیر کرے اور اس کے ساتھ ہی وہ دینی اور روحانی طور پر بھی ایک مضبوط شخصیت ہو جو اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارے اور صلاح و تقویٰ اس کا ہتھیار ہوں۔

4- تربیت کا سب سے بڑا ذریعہ استاد ہے

طلبہ استاد کو نمونہ سمجھتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا استاد کو چاہئے کہ وہ طلبہ کے لئے اچھا نمونہ بنے۔ اپنے اخلاق و عادات کو بہتر بنائے اور اگر اس کے اندر کچھ کمزوریاں موجود ہوں تو وہ طلبہ کے علم میں نہ آنے دے۔ مثلاً ایک استاد کو چاہئے کہ وہ کبھی سگریٹ نہ پیے لیکن اگر بدقسمتی سے وہ سگریٹ پیتا بھی ہے تو اسے چاہئے کہ کبھی کلاس میں یا سکول میں طلبہ کے سامنے سگریٹ نہ پیے۔

استاد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ کو محض علم ہی نہ دے بلکہ ان کی تربیت بھی کرے۔ نصابی مواد میں اگر کوئی نقص ہو تو دوران تدریس اس کی کمی کو پورا کرے مثلاً ہمارے ہاں نصابی کتب میں اکثر معلومات کو اسلامی تناظر میں پیش نہیں کیا جاتا یا اسلامی نقطہ نظر سے کم مواد دیا جاتا ہے تو ایک اچھے استاد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نصاب کی اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

5- تربیت ایک عملی کام ہے

تربیت محض تعلیم و تدریس کا نام نہیں (اگرچہ تعلیم و تدریس بھی تربیت کا ایک حصہ ہیں) بلکہ یہ تعمیر سیرت و کردار کے لئے عملی اقدامات کرنے کا نام ہے اس لئے صباحی خطابات یا دوران تدریس کلاس روم میں تربیتی موضوعات پر گفتگو کر کے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ تربیت کا حق ادا ہوگیا ہے بلکہ ان امور کو تربیت کا ایک ذریعہ یا ابتدائیہ سمجھنا چاہئے مثلاً یہ کافی نہیں ہے کہ صباحی خطاب میں طلبہ کو یہ نصیحت کر دی جائے کہ سکول کے صحن میں کوئی طالب علم کاغذ نہ پھینکے بلکہ اس کے لئے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ مثلاً صحن کے مختلف حصوں میں ٹوکریاں یا ڈرم رکھوائے جائیں ان پر "مجھے استعمال کیجئے" لکھوایا جائے۔ اساتذہ اور کلاس مانیٹرز کو یہ ہدایت کی جائے

کہ کسی کو صحن میں کاغذ پھینکتے ہوئے دیکھیں تو اسے سرزنش کریں۔ طلبہ کو یہ بتایا جائے کہ جس طالب علم کو جہاں بھی صحن میں کوئی کاغذ کا ٹکڑا پڑا نظر آئے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے اٹھا کر ٹوکری میں پھینکے اور یہ کہ ہیڈ ماسٹر صاحب یا مربی کی انسپکشن کے وقت جو طالب علم بھی صحن میں پڑے ہوئے کسی کاغذ کے ٹکڑے کے قریب کھڑا پایا گیا وہ اس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ اسی طرح بچوں کو یہ بات بھی باور کرائی جائے کہ صفائی کے اس پروگرام میں وہ ایک دوسرے کے لئے آئینے کا کام کریں۔ مراد یہ ہے کہ ایک طالب علم اگر صحن میں کاغذ پھینکے تو دوسرا اسے فوراً سمجھائے کہ ایسا نہ کرو اور اگر اسے دوسرا نہ اٹھائے تو وہ خود آگے بڑھ کر اسے اٹھا کر ٹوکری میں پھینک دے۔

6- تربیت کے لئے وقت اور محنت درکار ہے

جب تربیت اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ تعلیم اور فراہمی علم تو اس کے لئے بھی اتنا وقت ضرور مہیا کیا جانا چاہئے جتنا ہم فراہمی علم و معلومات کے لئے کرتے ہیں اور اس کو بھی اتنی ہی توجہ دینی چاہئے اور اس کے لئے بھی اتنی ہی محنت کرنی چاہئے جتنی ہم بچوں کو پڑھانے لکھانے پر دیتے ہیں۔ اصولاً تو تعلیم و تربیت دونوں کو برابر وقت ملنا چاہئے لیکن اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو بھی تربیت کے لئے کچھ نہ کچھ وقت تو دینا ہی چاہئے مثلاً ہر ٹیچر کو چاہئے کہ وہ اپنے پریڈ میں سے کچھ وقت طلبہ کی تربیت کے لئے نکالے۔ اسی طرح اگر ہر کلاس انچارج کو اس کلاس کا مربی تصور کیا جائے تو اس کے پاس ہفتے میں کم از کم ایک پریڈ ایسا ضرور ہونا چاہئے جس میں وہ تدریسی کام نہ کرے بلکہ تربیت کا کام کرے۔ اس وقت میں وہ ایسے بچوں کو ذاتی طور پر وقت دے جو تربیتی لحاظ سے توجہ کے محتاج ہوں۔ ضرورت ہو تو دیگر اساتذہ کی مدد لے یا ایسے بچوں کے والدین کو بلائے اور ان سے تعاون چاہے۔ یہ بھی ہونا چاہئے کہ وہ مہینے میں ایک دفعہ دیگر اساتذہ کے ساتھ مل کر بیٹھے اور اپنی کلاس کے بچوں کی تربیت کے مسائل پر غور و خوض کرے تاکہ سب اساتذہ مل کر بچوں کی تربیت کر سکیں اور جن بچوں کو خصوصی

توجہ کی ضرورت ہو اس کا انتظام کیا جا سکے۔ اسی طرح کلاس انچارج یا مربی کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ سہ ماہی یا خصوصی تربیتی اجلاسوں میں تربیت سے متعلق اہم مسائل کو سکول کے پرنسپل یا چیف مربی یا سکول کی کونسل برائے تربیت کے سامنے رکھے تاکہ ان امور میں ضروری فیصلے کیے جا سکیں۔

7- تربیت کے لئے عملی نمونہ ضروری ہے

بچے معصوم ہوتے ہیں وہ نہ تو کافر ہوتے ہیں اور نہ منافق۔ یہ ہم بڑے ہیں جو انہیں کافر بھی بناتے ہیں اور منافق بھی۔ آج امت مسلمہ کا سب سے بڑا مسئلہ عملی نفاق کا ہے یعنی ہم جو بات کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ جو امراء عملی نفاق کے طلبہ میں نفوذ کا ذمہ دار ہے وہ یہ ہے کہ ان کے سامنے عملی نمونے نہیں آتے۔ اگر استاد بچوں کو پڑھائے کہ سگرٹ پینا بری بات ہے اور خود ان کے سامنے سگرٹ پیئے تو بچوں پر ایسے استاد کی نصیحت کا کیا خاک اثر ہوگا؟ یا کوئی خاتون استاد بچوں کو سادگی پر سبق پڑھائے اور خود وہ فیشن کا مرقع ہو تو طالبات ایسی استاد سے کیا متاثر ہوں گی؟ اس لئے طلبہ کی تربیت کا سوچتے وقت یہ اصول ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ ان کے سامنے مناسب عملی نمونہ پیش کرنا ناگزیر ہے۔ قرآن جیسی جلیل القدر کتاب کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیغمبر بنا کر بھیجا و اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو نمونے کا ایک انسان دکھانا مطلوب تھا تاکہ لوگ اس کی پیروی آسانی سے کر سکیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ استاد اور مربی عملی نمونہ بننے کی بھرپور کوشش کریں ورنہ بچوں کی تربیت نہ ہو سکے گی۔

یہاں ایک اور بات اہم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مربی کو اسلامی تعلیمات کا بہترین عملی نمونہ ہونا چاہئے اور جیسی مربی کی شخصیت ہوگی ویسی ہی بچوں کی شخصیت بنے گی، خواہ انہیں اس کا شعوری ادراک ہو یا نہ ہو، لیکن مربی بھی آخر ہماری طرح گوشت پوست کا انسان ہوگا اور اس کے ساتھ بھی کمزوریاں لگی ہوں گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ مربی ایک آئیڈیل ماڈل ہمیشہ بچوں کے سامنے رکھے اور ان سے یہ مطالبہ

کرے کہ وہ ہمیشہ اس ماڈل کی پیروی کی کوشش کریں۔ یہ آئیڈیل ماڈل ظاہر ہے ایک ہی ہستی کا ہو سکتا ہے اور وہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ نے یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ وہ ہمارے آئیڈیل ماڈل ہیں اور یہ کہ ہمیں ہمیشہ ان کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنی ہے[2]۔ پیغمبرؐ اس لئے آئیڈیل ماڈل ہیں کہ اللہ نے انہیں بھیجا ہی ایک آئیڈیل ماڈل کے طور پر ہے اور آپؐ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے ایک ماڈل انسان ہیں۔ مربی وقتاً فوقتاً بلکہ ہر اہم موقع پر اگر اس آئیڈیل کی تفصیلی نقشہ کشی بچوں کے سامنے کرتا رہے تو انہیں پتہ چلتا رہے گا کہ زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ اور وہ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کر کے بہتر سے بہتر انسان بننے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

8- نرمی و محبت

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے کا ذہن ایک صاف سلیٹ کی مانند ہوتا ہے اس پر جو چاہے نقش کر لیجئے لیکن بچہ عملاً بے جان سلیٹ نہیں ہوتا۔ وہ جیتا جاگتا احساسات اور شعور رکھنے والا ذی شعور فرد ہوتا ہے لہٰذا وہ وہی کچھ قبول کرتا ہے جو اسے محبت و شفقت سے دیا جائے اور جسے وہ خوش دلی سے قبول کرے۔ سختی، جبر اور دھونس سے اگر اسے کچھ بنانے کی کوشش کی جائے تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا بلکہ الٹا منفی ردعمل ظاہر کرے گا۔ ممکن ہے اپنی طبعی کمزوریوں اور محدود قوتوں کی بنا پر وہ اس ردعمل کو نمایاں نہ کر سکے، لیکن اتنا تو وہ بہرحال کر ہی سکتا ہے کہ دل میں آپ سے نفرت کرنے لگے اور جو کچھ آپ اسے دینا چاہتے ہیں اسے رد کر دے۔ اس لئے بچوں کی تربیت میں یہ بات بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ تربیت سختی سے ہرگز نہ کی جائے بلکہ اس میں ہمیشہ محبت اور نرمی کا پہلو غالب رہے۔ سختی اکثر حالات میں غیر مفید ہے[3] خواہ بچہ بظاہر غیر موافق ردعمل ظاہر نہ بھی کرے۔ ہر انسان سوچنے سمجھنے والی مشین ہے اور اپنے اندر دھڑکتا ہوا حساس دل رکھتا ہے۔ محبت سے تو اس کے دل و دماغ کو فتح کیا جا سکتا ہے، ڈنڈے کے زور سے نہیں۔ سختی صرف انتہائی غیر معمولی، استثنائی اور

انفرادی حالات میں کی جا سکتی ہے اسے ایک عموم' عادت اور اصول نہیں بنایا جا سکتا ورنہ بچے کے باغی ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے 4

9- خیر خواہی کا جذبہ

اس میں شک نہیں کہ استاد اور مربی کی یہ پیشہ ورانہ ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ کی تربیت کریں لیکن وہ اس فرض سے کما حقہ اسی وقت عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جب ان کے اندر طلبہ کی خیر خواہی کا جذبہ ہو' جب بچوں کی اسلامی تربیت ان کا مقصد حیات اور مشن بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "دین خیر خواہی کا نام ہے"5۔ لہٰذا طلبہ کی خیر خواہی کا جذبہ ہی استاد اور مربی کی تربیت کی بنیاد ہونا چاہئے۔ صرف کورس کی کتابیں رٹوا دینے سے یہ فرض ادا نہیں ہو سکتا' بلکہ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ طالب علم کی شخصیت کس انداز میں پروان چڑھ رہی ہے؟ اس کے اخلاق کیسے ہیں؟ اس کا کردار کیسا ہے؟ اور اگر بالفرض طالب علم معیار مطلوب پر پورا نہیں اترتا تو استاد کو سوچنا چاہئے کہ اس کی اصلاح اور بہتری کے لئے اس کے پاس کیا لائحہ عمل ہے؟ اور وہ اس پر کیسے عمل پیرا ہو سکتا ہے؟

10- بچوں کی ذہنی سطح اور نفسیاتی ضرورتوں کا لحاظ رکھنا

بچوں کی اسلامی تربیت کرنا اور ان کی تعمیر سیرت و کردار کی خواہش رکھنا اور اس کے لئے کوشاں ہونا ایک قابل قدر کام ہے' لیکن یہ کام حکمت و دانائی سے کرنے کا ہے۔ بد سلیقگی اور بھدے پن سے جذباتی انداز میں یہ کام کیا جائے گا تو بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے نہ واعظانہ رنگ مفید ہے نہ بھاری بھر مرصع و مرقع تقریریں کرنا۔ ضروری ہے کہ بچوں کو جو بات بھی کہی جائے اور جس عمل کی بھی ترغیب دلائی جائے وہ ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہو اور اس میں ان کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھا گیا ہو مثلاً پریپ کے بچوں کو صرف کھیل ہی کھیل میں پڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر انہیں اس طرح پڑھانے کی کوشش کی جائے جس طرح مثلاً حصہ مڈل میں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے تو یہ بچوں کے ساتھ ظلم ہوگا اور تعلیمی و تربیتی لحاظ سے غیر

مفید بھی۔ اسی لئے حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم یعنی لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق ان سے گفتگو کیا کرو۔

اسی طرح کھیل کود بھی بچے کی فطرت میں شامل ہے۔ بعض والدین چاہتے ہیں کہ بچہ ہر وقت پڑھتا رہے' یہ ممکن نہیں ہے اور نہ ہی موزوں ہے' جو والدین بچے کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل بنانا چاہتے ہیں انہیں پڑھائی کے ساتھ ساتھ بچے کے کھیل کود کے لئے بھی وقت مختص کرنا چاہئے تاکہ بچے کے کھیل کود اور پڑھائی کے اوقات میں ایک توازن باقی رہے۔

11- تکرار اور اعادہ

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بچے زیادہ دیر تک کسی ایک کام پر توجہ مرکوز نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ابتدائی جماعتوں میں پریڈ چھوٹے دورانئے کے رکھے جاتے ہیں' اس لئے یہ ضروری ہے کہ بچوں کو جو سکھانا مطلوب ہے اسے بار بار دہرایا جائے تاکہ وہ ان کے ذہن نشین ہو جائے اور پختہ ہو جائے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ابتدائی کلاسوں میں بچوں کو ٹیبل یاد کروانے کے لئے انہیں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ انہیں کورس کی صورت میں صوتی آہنگ کے ساتھ دہراتے رہیں۔ اس طرح یاد کیے ہوئے ٹیبل تا عمر یاد رہتے ہیں۔ یہی حال تربیت کا ہے جو عادات ہم بچوں میں پختہ کرنا چاہتے ہیں ضروری ہے کہ ان کی ترغیب دیئے جانے کا اعادہ کیا جاتا رہے۔ اسی طرح جو دیگر کام بغرض تربیت کروائے جائیں وہ ایک ہی دفعہ کروا کر چھوڑ نہ دیئے جائیں بلکہ ضروری ہے کہ وہ وقتاً" فوقتاً" ایک پلاننگ کے تحت دہرائے جائیں تاکہ ان کی عادت پختہ ہو جائے اور وہ شخصیت کا ایک حصہ بن جائیں۔

12- مواد کا دلچسپ ہونا

ماہرین تعلیم اس امر پر بھی متفق ہیں کہ بور اور اکتائے ہوئے بچوں کو کچھ نہیں سکھایا جا سکتا۔ چھوٹے بچوں کو صرف کھیل ہی کے ذریعے کچھ سکھایا جا سکتا ہے اور جب وہ کچھ بڑے ہوں تو بھی انہیں دلچسپ مواد کے ذریعے ہی متاثر کیا جا سکتا ہے اس

لئے ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت کے لئے جو طریق کار بھی تجویز کیا جائے اس میں اس امر کی ضمانت دی جائے کہ وہ دلچسپ ہو تاکہ وہ بچوں کی توجہ اپنی طرف کھینچے اور بچے اس میں شوق سے حصہ لیں۔ لہٰذا گفتگو دلچسپ انداز میں کرنا' اسے قصے کہانی کا رنگ دینا یا مکالمے کی صورت دینا مفید ہوگا۔ سمعی بصری آلات' نقشے' تصویریں' کارڈ' آلات وغیرہ غرض ہر وہ ذریعہ استعمال کرنا چاہئے جو تعلیمی مواد کو دلچسپ بنائے۔ چھوٹی عمر میں بچے زیادہ دیر تک اپنی توجہ مرکوز نہیں کر سکتے اور نہ انہیں لمبے عرصے کے لئے کسی ایک کام میں باندھا جا سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت کے لئے جو پروگرام وضع کیے جائیں وہ دلچسپ ہوں اور تھوڑے دورانئے کے ہوں البتہ مناسب وقفے کے بعد ان کے اعادے میں کوئی ہرج نہیں بلکہ یہ زیادہ موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

13- موثر تلقین و تفہیم

تربیت کا بہت بڑا ذریعہ وعظ و نصیحت اور تلقین و تفہیم ہے لیکن مربی کو کوشش کرنی چاہئے کہ یہ وعظ و نصیحت رسمی ہو کر غیر موثر نہ ہو جائے۔ اس غرض کے لئے قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ کے اسلوب کو رہنما بنانا چاہئے کہ گفتگو کبھی تو قصے کہانی کے انداز میں کرنی چاہئے' کبھی اسے سوال و جواب کا روپ دینا چاہئے' کبھی بات کو شگفتہ بنانے کے لئے اس میں مزاح کا عنصر داخل کر دینا چاہئے۔ گفتگو کو کبھی بہت زیادہ طول نہیں دینا چاہئے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ گفتگو مختصر اور موثر ہو۔ بات سمجھانے کے لئے مثالیں دی جا سکتی ہیں اور کبھی ضرب الامثال استعمال کرنی چاہئیں۔ ضرورت پڑنے پر ہاتھوں کو مناسب انداز میں ہلانا بھی گفتگو کو موثر بناتا ہے۔ بات میں یقین اور وزن پیدا کرنے کے لئے قسم کھائی جا سکتی ہے۔ جدول' نقشے اور تصویریں بھی دوران گفتگو دکھائی جا سکتی ہیں۔ تاکہ بات سامعین پر واضح ہو جائے۔

14- دیگر شعبوں کا کردار

اگرچہ بچے کی تربیت میں استاد ہی بنیادی کردار ادا کرتا ہے' تاہم نظام تعلیم میں ایسے دوسرے اجزاء بھی ہیں جن کا کردار بچے کی تربیت کے لحاظ سے اہم ہے۔ مثلاً

اس وقت جو نصاب پاکستانی سکولوں میں مروج ہے اس میں اسلامی مواد اتنا نہیں ہے جو بچے کی تربیتی ضروریات کے لئے کفایت کرے اور انگریزی میڈیم سکول غیر مسلموں کی لکھی ہوئی اور غیر ممالک میں چھپی ہوئی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ جن میں بعض اوقات اسلامی اصول و اقدار کے خلاف مواد بھی ہوتا ہے اور انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اساتذہ عام طور پر وہی کچھ پڑھاتے ہیں جو مقرر کردہ نصاب کا حصہ ہو' اب ان حالات میں اگر نصاب اور نصابی کتاب ہی ناقص ہو تو استاد کا کردار بھی گہنا سکتا ہے اگر وہ اسلام اور تربیت کے حوالے سے مشنری جذبہ نہ رکھتا ہو اور نصاب کی کمی کو وہ عمداً پورا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی طرح اگر تعلیمی ادارے کا کردار بحیثیت مجموعی اسلامی تربیت کے حق میں نہ ہو تو غالباً ایک استاد اگر چاہے بھی تو بچوں کی اسلامی تربیت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں اساتذہ کی نظریاتی تربیت کا کوئی خاص اہتمام نہیں۔ اس وقت ملک میں اساتذہ کی تربیت کے جو ادارے ہیں وہ اگر کچھ زور دیتے بھی ہیں تو فن تعلیم و تدریس پر۔ جہاں تک نظریاتی تربیت کا تعلق ہے اسے ہمارے ہاں وہ اہمیت نہیں دی جاتی جس کی وہ مستحق ہے۔ ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ استاد بچوں کی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے لیکن تعلیم کے دوسرے شعبوں کا کردار بھی اس سلسلے میں کم اہم نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ نظام تعلیم کے سارے شعبے مل کر بچے کی اسلامی تربیت کریں ورنہ موثر نتائج پیدا نہ ہو سکیں گے۔

15- تربیت کے نتائج سے مایوس نہیں ہونا چاہئے

بچوں کی تربیت کرنا آسان کام نہیں بلکہ ایک محنت طلب کام ہے۔ انسان جو عادتیں اپنا لے اور جو رویے اختیار کر لے ان سے مانوس ہو جاتا ہے اور ویسے ہی نفس انسانی برائی کی طرف جلد مائل ہوتا ہے 6-اور بھلائی کی طرف لپکنا اس کے لئے دوبھر ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کی بری عادات کو بدلنا اور انہیں اچھی عادات اپنانے پر مائل کرنا بعض اوقات آسانی سے نہیں ہو پاتا۔ کئی اساتذہ اس موقع پر مایوس ہو جاتے ہیں کہ

دفع کرو ہم کس مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ کورس کی کتابیں پڑھائیں اور ذمہ داری ختم۔ یا یہ سوچ کر دل کو جھوٹی تسلی دے لی کہ ان بچوں کی تربیت کی ذمہ داری ان کے والدین پر ہے جہاں وہ زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ ہمارا کیا ہے ہمارے پاس تو یہ صرف چند گھنٹے ہی رہتے ہیں۔ کبھی شیطان یہ کہہ کر ان کو تھپکی دیتا ہے کہ سارا معاشرہ ہی برا ہے وہ اکیلے کیا کر سکتے ہیں؟ لیکن اللہ کا خوف رکھنے والا ایک استاد جو اپنے ضمیر کی یہ آواز سنتا ہے کہ قوم کے یہ بچے اس کے پاس امانت ہیں اور اس کی اسلامی ذمہ داری ہے کہ وہ ان بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کرے تو ایسے استاد کو چاہئے کہ وہ بچوں سے کبھی مایوس نہ ہو' کیونکہ مایوس وہی ہوتا ہے جو اپنے رب سے مایوس ہو اور ایک مسلمان کبھی اپنے رب سے مایوس نہیں ہوتا کیونکہ ہمیں حکم ہی یہ دیا گیا ہے کہ "لاتقنطوا من رحمۃ اللّٰہ" [7] کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا ہر استاد کا' جس کے ذمے بچوں کی اسلامی تربیت کی ذمہ داری ہے' یہ فرض ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے کی ہمیشہ بھرپور کوشش کرے اور اللہ سے اچھے نتائج کی توقع کرتے ہوئے اپنے کام میں لگا رہے اور کبھی مایوس نہ ہو۔

حواشی

1- ابراہیم بن سعد اللہ بن الجماعہ' تذکرہ السامع والمتکلم فی ادب العالم و المتعلم' صفحہ 15' طبع حیدر آباد دکن

2- ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر' سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں تربیت اولاد' ماہنامہ "محدث"' شمارہ اکتوبر 1996ء صفحہ 51

3- امام غزالی' کیمیائے سعادت' صفحہ 567' ناشران قرآن لمیٹڈ' لاہور

4- ناہید فرزانہ' "بچے باغی کیوں ہوتے ہیں" ماہنامہ اردو ڈائجسٹ' شمارہ اکتوبر 1989ء صفحہ 190

5- صحیح بخاری' کتاب الایمان

6- یوسف 12 : 53

7- الزمر 39 : 53

فصل سوم

بچے کی تربیت کے لئے اہم عملی اقدامات

پاکستان میں تعلیمی اداروں سے وابستہ اکثر لوگ تو تربیت کی اہمیت ہی سے غافل ہیں لیکن بہت سے اساتذہ اور منتظمین ایسے بھی ہیں جو بچوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں لیکن ان پر واضح نہیں کہ یہ تربیت کیسے کی جائے یا اس کے لئے کون سے اقدامات کیے جائیں' لہٰذا ہم ذیل میں طلبہ کی تربیت کے اہم وسائل اور ذرائع بیان کیے دیتے ہیں:

1- سکول میں تربیتی نیٹ ورک قائم کیجئے

1- سکول میں ہر استاد کو خود کو مربی سمجھنا چاہئے (خصوصاً" پرنسپل' ہیڈماسٹر اور مالک ادارہ کو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو طلبہ کے سامنے ایک ماڈل کے طور پر پیش کرے بلکہ اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے بڑھ کر طلبہ کی تربیت کرے۔

2- اگر کسی وجہ سے سربراہ ادارہ خود اپنے آپ کو اس کام کے لئے موزوں نہ سمجھے تو اسے چاہئے کہ کسی موزوں استاد کو چیف مربی کے طور پر مقرر کر دے جو سارے سکول کے طلبہ کی تربیت کے لئے ایک مکمل اور مربوط لائحہ عمل مرتب کرے

3- چیف مربی کو چاہئے کہ اساتذہ میں سے ہر کلاس کا ایک مربی مقرر کرے۔ بہتر ہو اگر ایسا استاد کلاس انچارج بھی ہو۔

4- مربی استاد کو تدریس کے علاوہ کم از کم ہفتے میں ایک پیریڈ طلبہ کی تربیت کے لئے دیا جانا چاہئے۔

5- کلاس کے مربی استاد کو چاہئے کہ کلاس کے طلبہ میں سے کسی موزوں طالب علم کو مربی یعنی طلبہ کے اخلاق و کردار کا نگران مقرر کرے۔

6- اگر تعلیمی ادارہ بڑا اور رہائشی ہو تو ہوسٹل کا ایک مربی ہونا چاہئے اور طلبہ میں

سے ایک اس کا نائب ہو اور اگر ہوسٹل کے کئی بلاک ہوں تو ضروری ہے کہ ہوسٹل کے ہر بلاک میں ایک استاد مربی ہو جو طلبہ کے اخلاق و کردار کا ذمہ دار ہو۔ یہ استاد ہر ہوسٹل بلاک میں طلبہ ہی میں سے کسی ایک موزوں طالب علم کو مربی یعنی طلبہ کے اخلاق و کردار کا ذمہ دار بنا دے۔

7- چیف مربی اور مربی اساتذہ پر مشتمل ہر سکول میں ایک "تربیتی کونسل" ہونی چاہئے جو اپنے اجلاس باقاعدگی سے ہر ماہ منعقد کرے اور تربیت کے مسائل پر غور و فکر کرے۔

8- ہر سکول میں طلبہ کی تربیت کی جانچ (Evaluation) اور تربیت کے نگران اساتذہ کی چیکنگ کا موثر انتظام ہونا چاہئے۔

2- بچوں کو شام تک سکول میں رکھئے

تربیت کے نقطہ نظر سے یہ بہت موزوں ہے کہ سکول اقامتی ہو کیونکہ غیر اقامتی سکول کی صورت میں اس خدشے کا امکان باقی رہتا ہے کہ بچہ سکول میں جو کچھ سیکھے' گھر اور معاشرے کا غیر مناسب ماحول اس کے اثرات مٹا ڈالے۔ آج کل ہماری سماجی کیفیت یہ ہے کہ والدین طلبہ کے لئے زیادہ وقت نہیں نکالتے اور طلبہ کو سکول بھیج کر خود کو فارغ سمجھ بیٹھتے ہیں اس طرح وہ طلبہ کی تربیت سے غافل ہو جاتے ہیں اور اپنے حصے کا کردار ادا نہیں کرتے۔ ان حالات میں اگر سکول طلبہ کی تربیت اور تعمیر سیرت و کردار کی ذمہ داری قبول کرتا ہے تو وہ گویا دہری ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اسے اپنا فرض بھی ادا کرنا ہے اور گھر کے حصے کا بھی۔ اقامتی سکول کی صورت میں سکول یہ رول بخوبی ادا کر سکتا ہے اور بچے کے چوبیس گھنٹوں کو منضبط کر سکتا ہے۔ اگرچہ مکمل ہوسٹل لائف کے بھی کچھ منفی پہلو ہیں تاہم اقامتی سکول کی سمجھ دار انتظامیہ ان پر بڑی حد تک قابو پا سکتی ہے۔

2- کل وقتی سکول قائم کیجئے۔

چونکہ اقامتی سکول قائم کرنا آسان نہیں اور نہ ہر سکول کو اقامتی سکول میں بدلا

جا سکتا ہے لہٰذا بیچ کا ایک راستہ یہ ہے کہ سکول دن بھر کے لئے (Full day School) ہو یعنی طلبہ کو دوپہر کو گھر بھیجنے کی بجائے شام تک سکول ہی میں رکھا جائے اور ان کے معمولات کو منضبط کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح والدین کے لئے بچوں کو ٹیوشن سنٹر بھیجنے کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے' بڑے شہروں میں ٹریفک پر بھی اس کے خوشگوار اثرات پڑیں گے اور طلبہ کی تربیت بھی ہو سکے گی۔

3- اپنی آمدنی میں اضافہ کیجئے۔

اس وقت ہمارے ہاں جو رواج چل نکلا ہے وہ یہ ہے کہ ہر بچہ شام کو کہیں نہ کہیں ٹیوشن پڑھنے جاتا ہے۔ بعض اوقات ٹیوشن سنٹر بچے کو سکول کا کام کروانے کی بجائے خود اسے پڑھانا شروع کر دیتے ہیں اور اسے ہوم ورک بھی دیتے ہیں۔ اس طرح بچے کو بیک وقت دو تعلیمی اداروں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے اور وہ گویا مصیبت میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور بعض اوقات شدید مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف پرائیویٹ سکولوں کی ایک بڑی اکثریت شام کو ٹیوشن سنٹروں کا روپ دھار لیتی ہے اور بسا اوقات وہ دوسرے سکولوں کے بچے ہوتے ہیں۔ اس تاجرانہ ذہنیت کا نقصان ہر لحاظ سے بچہ ہی برداشت کرتا ہے کیونکہ بہت سے استاد دن میں اس لئے جان مار کر بچوں کو نہیں پڑھاتے کہ انہیں شام میں ٹیوشن بھی پڑھانا ہوتی ہے۔ تعلیم میں یہ تاجرانہ ذہنیت نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ غیر اخلاقی بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس تاجرانہ ذہنیت کی مذمت میں ہمارے چند سطور لکھ دینے سے اس کی اصلاح نہیں ہو جائے گی۔ لہٰذا بیچ کی راہ ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ پرائیویٹ سکول اپنے آپ کو فل ڈے سکول قرار دے لیں اور شام تک بچوں کو پڑھائیں اور اس کے عوض کچھ رقم بطور ٹیوشن فیس زائد وصول کر لیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے' ایک تو استاد کو پتہ ہو گا کہ اب یہ بچے اس کے گلے کا ہار بن ہی گئے ہیں اور اس نے ہی انہیں پڑھانا ہے خواہ صبح پڑھائے' خواہ شام کو لہٰذا وہ اپنی ذمہ داری محسوس کرے گا۔ دوسرے اگر اس سکول کا ذمہ دار کوئی ایسا شخص ہو جسے خدا کا خوف ہو اور وہ بچوں کی اسلامی تربیت میں دلچسپی

رکھتا ہو تو وہ بچوں کو دن بھر اپنے پاس رکھ کر ان کی تربیت کے لئے موثر اقدامات کر سکتا ہے اور زائد ٹیوشن فیس وصول کرنے کے نتیجے میں اسے مالی فائدہ بھی ہوگا۔

3- مروجہ نصاب کے خلا کو پر کیجئے

1- اس میں کوئی شک نہیں کہ تربیت میں استاد اور مربی کا رول نہایت اہم ہے اور نصاب اگر ناقص اور کمزور بھی ہو تو اچھا استاد اس کی کمی پوری کر سکتا ہے اور بقول اکبر الہ آبادی ۔

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

لیکن اس سے نصاب اور نصابی کتب کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نصاب کو اہمیت دی جائے۔ پاکستان کا نظام تعلیم ثنویت کا شکار ہے۔ جدید سکولوں میں دینی تعلیم کی کمی ہے۔ یہاں نہ باقاعدہ قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے نہ عربی زبان کی۔ اسلامیات میں عقائد' تاریخ اسلام' سوانح' فقہ اور اصول فقہ وغیرہ کا حصہ بہت کم ہے۔ تزکیہ و تربیت کا حصہ بھی برائے نام ہے اس لئے پرائیویٹ سکولوں کے مسلمان مالکان و سربراہان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ان مضامین سے متعلق مزید مواد داخل نصاب کریں اور اچھے اساتذہ کے ذریعے اس نصابی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

www.KitaboSunnat.com

2- اس میں کوئی شک نہیں کہ محض نصابی کتب میں اسلام اور تربیت سے متعلق مواد کی موجودگی اس امر کی ضامن نہیں ہو سکتی کہ طلبہ کی صحیح تربیت ہو جائے گی لیکن اس کی موجودگی بہرحال ضروری اور فائدہ مند ہے تاکہ طلبہ کو ضروری معلومات حاصل ہو سکیں اور استاد کو بھی ان موضوعات پر گفتگو اور ترغیب کا موقع ملے اور اسے ان موضوعات کی اہمیت کا ادراک رہے۔

3- اسلامی جماعتوں' اداروں' اساتذہ اور طلبہ کی اسلامی تنظیموں کو توجہ دلائیے کہ

وہ نیا اسلامی نصاب تیار کروائیں تاکہ یہ خلاء پورا ہو سکے۔

4- ہم نے اس کتاب کے آخر میں اسلامی تعلیم و تربیت کے مجوزہ نصاب کا خاکہ دے دیا ہے اسے بھی سامنے رکھیں۔

4- صباحی خطابات کو موثر بنائیے

صباحی خطابات تربیت کا ایک بہت موثر ذریعہ ہیں لیکن یہ ذہن میں رہے کہ انہیں محض لیکچر اور معلومات منتقل کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ انہیں عملی پروگرام کی بنیاد بنایا جائے اس کی کئی صورتیں ممکن ہیں اور کئی لوگوں نے کئی طرح کے تجربات کیے ہیں جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں :

1- صباحی خطابات میں طلبہ کو ایک پروگرام دیا جائے اور اگلے چند دن تک اس پر عمل درآمد کروایا جائے مثلاً طلبہ کو یہ بتایا جائے کہ سکول کو صاف رکھنا ہے اور ہر بچے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی کاغذ وغیرہ پڑا دیکھے اسے اٹھا کر ٹوکری میں ڈال دے۔ اب اگلے چند دن تک اس بات پر عمل کروایا جائے یہاں تک کہ طلبہ میں یہ عادت راسخ ہو جائے۔

2- بعض تعلیمی اداروں میں صباحی خطابات میں نماز کے مختلف حصے دہرائے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر بچے کو نماز لازماً" یاد ہو جاتی ہے۔ بعض سکولوں میں نماز کا ترجمہ اور تجوید سکھانے کا انتظام بھی اسی طرح کیا جاتا ہے۔

3- جہاں بچے زیادہ ہوں اور مارننگ اسمبلی کا اہتمام سہولت سے نہ ہو سکتا ہو وہاں کمروں میں سپیکر لگوائے جا سکتے ہیں اور اس طرح ہیڈ ماسٹر یا کوئی مقرر کردہ استاد سپیکر کے ذریعے سارے طلبہ کو بیک وقت خطاب کر سکتا ہے۔ بعض سکولوں میں اس طرح درس قرآن و حدیث اور قرآن حکیم کی تجوید کا انتظام ہوتا ہے۔

4- بعض تعلیمی اداروں میں یہ انتظام ہوتا ہے کہ ہر صباحی خطاب کی بنیاد کسی قرآنی آیت یا حدیث کو بنایا جاتا ہے اور متعلقہ آیت یا حدیث ہر کلاس کے بلیک

بورڈ پر لکھ دی جاتی ہے۔ بچے اس موضوع پر تقریر بھی سنتے ہیں اور آیت یا حدیث کو اپنی کاپی میں نوٹ بھی کر لیتے ہیں۔ ایسے بعض تعلیمی اداروں میں طلبہ صباحی خطابات کی الگ کاپی رکھتے ہیں اور کلاس کا انچارج استاد گاہے بگاہے اس کاپی کو چیک بھی کرتا رہتا ہے کہ طلبہ اس کاپی میں باقاعدگی سے لکھ رہے ہیں یا نہیں اور بعض اوقات ان کا امتحان بھی لے لیتا ہے کہ فلاں آیت کے کیا معنی ہیں یا فلاں حدیث کے کیا تقاضے ہیں؟

5- بعض تعلیمی اداروں کے سربراہ یوں کرتے ہیں کہ موضوع زیر بحث کو ایک رجسٹر میں لکھ لیتے ہیں اور اس پر سب اساتذہ سے دستخط کروا لیتے ہیں تاکہ اساتذہ کی اپنی تربیت بھی ہو اور ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس بھی ہو کہ اب انہوں نے اس اصول یا کلیے پر طلبہ سے عمل بھی کروانا ہے۔ اس طرح کا مستقل رجسٹر رکھنے سے ریکارڈ بھی رہتا ہے کہ کون سے موضوعات کب زیر بحث لائے گئے تھے اور کون سے موضوعات ابھی باقی ہیں۔

6- بعض تعلیمی اداروں کے ہیڈ ماسٹر یا صباحی خطابات کے انچارج استاد صاحبان صباحی خطابات کے لئے سال بھر کی منصوبہ بندی قبل از وقت کر لیتے ہیں۔ مثلاً اگر تعلیمی سال کے 34 ہفتے یا 204 دن ہوں تو وہ 34 موضوعات (ہفتے میں ایک) یا 68 موضوعات (ہفتے میں دو) یا 204 موضوعات (روزانہ ایک) کا انتخاب کر لیتے ہیں تاکہ کوئی اہم موضوع رہ نہ جائے۔ اس کتاب کی پانچویں فصل تربیت کی زمانی ترتیب میں ہم نے جو مواد دیا ہے اس میں سے صباحی خطابات کے لئے موزوں عنوانات کا تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

7- صباحی خطابات کے ان مجوزہ موضوعات پر گفتگو کے لئے ظاہر ہے مقرر کو تیاری کرنا پڑے گی۔ اساتذہ کو اس تیاری میں مدد دینے کے لئے ہم نے اس کتاب کے آخر میں سو مختصر قرآنی آیات اور سو مختصر احادیث کی ایک فہرست اور نمونے کے چند صباحی خطابات بطور ضمیمہ درج کر دئے ہیں۔

5- سکول کے اندر تربیتی اقدامات

1- وقت پر سکول آنا

(i) مقررہ وقت پر سکول پہنچنے پر اصرار کیا جائے۔ بہتر یہ ہوگا کہ بچوں کو وقت سے پانچ منٹ پہلے پہنچنے کی عادت ڈالی جائے اور بچوں کو خبردار کرنے کے بعد مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے سکول گیٹ بند کر دیا جائے۔

(ii) تاخیر سے آنے والوں کا ریکارڈ رکھا جائے۔

(iii) بغیر عذر تاخیر سے آنے والوں کو سختی سے سمجھایا جائے۔

(iv) عادی تاخیر سے آنے والوں کو سکول میں داخلے کی اجازت نہ دی جائے۔

2- سکول پہنچنے پر درج ذیل امور کی پڑتال کی جائے:

(i) یونیفارم اور جوتوں کی صفائی

(ii) جسمانی صفائی مثلاً بال کٹوانا، کنگھی کرنا، دانت صاف کرنا وغیرہ

3- تدریسی اوقات میں سکول کا نظم و ضبط:

(i) شور و غل نہ ہو

(ii) طلبہ بلا ضرورت ادھر ادھر نہ گھومیں

(iii) زیادہ طلبہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوں تو وہ قطار بنائیں

4- تفریح کے وقت کے آداب:

(i) بے ہنگم بھاگ دوڑ اور شور و غل نہ ہو

(ii) کھانا پینا سلیقے اور ترتیب سے اسلامی آداب کے مطابق ہو

(iii) بازار کی مضر صحت، گلی سڑی، گندی، ٹھنڈی اور کھٹی میٹھی چیزوں سے پرہیز کیا جائے

5- چھٹی کے وقت:

(i) بچے چھٹی سے پانچ منٹ پہلے بستے کی تیاری کریں اور احتیاط سے اپنی چیزیں اکٹھی کریں

(ii) سکون اور نظم و ضبط سے کلاسوں سے باہر جائیں۔ ہڑبونگ اور شور شرابے کی کیفیت نہ ہو

6- سکول کی صفائی میں طلبہ کا حصہ:

(i) ادھر ادھر کاغذ وغیرہ نہ پھینکیں

(ii) ہر طالب علم کی ذمہ داری ہو کہ وہ جہاں بھی کاغذ وغیرہ پڑا پائے تو اسے اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دے

(iii) سکول کے مختلف حصوں میں ردی کی ٹوکریاں یا ڈرم مہیا ہوں جن پر "مجھے استعمال کیجئے" تحریر ہو

6- سکول سے باہر تربیتی اقدامات

1- بچوں کو سکول سے باہر کی دنیا سے روشناس کروانے' ان کے مشاہدے کو صیقل کرنے اور ان کی معلومات میں اضافے کے لئے انہیں قریبی تاریخی مقامات' صنعتی و علمی اداروں' باغات' پارکوں نیز عجائب گھر' چڑیا گھر اور سائنس میوزیم وغیرہ کی سیر کروائی جائے۔

2- کبھی کبھار انہیں علماء' صلحاء اور ماہرین فن کے پاس لے جایئے تاکہ وہ ان سے استفادہ کر سکیں۔

7- بزم ادب اور تقریری مقابلے

1- ہر ہفتے ہر کلاس کے لئے بزم ادب کا پریڈ ہو۔

2- سکول کی سطح پر مہینہ میں ایک بار بزم ادب ہو۔

3- بین المدارس تقریری مقابلوں میں شرکت کے مواقع مہیا کیے جائیں۔

4- بزم ادب میں بیت بازی کے مقابلے اور معلومات عامہ کی کوئز کا اہتمام کیا جائے۔

5- تقریری مقابلوں کے عنوانات میں اسلامی اور اصلاحی پہلوؤں پر زور دیا جائے تا کہ [illegible] تیاری کے وقت اور سامعین کی سنتے وقت تربیت ہو۔

6- بہتر مقرر [illegible] کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے جائیں۔

8- تحریری مقابلے

1- ہر کلاس ہر ماہ ایک دیواری مجلّہ (Wall Magazine) تیار کرے جس میں زیادہ سے زیادہ طلبہ شرکت کریں۔
2- ہر مہینے تمام کلاسوں کا دیواری مجلّے کا مقابلہ ہو۔
3- اول آنے والی جماعت کو انعام دیا جائے۔
4- ان دیواری مجلوں کے انتخاب پر مشتمل ایک سالانہ مجلّہ شائع ہو۔
5- بہتر مضامین لکھنے والے طلبہ کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے جائیں۔

9- تربیت کا ماحول پیدا کیجئے

تربیت کا کام انفرادی سطح پر نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ایک اجتماعی جدوجہد ہے اور اس کی بہترین صورت تو یہ ہے کہ درسگاہ' گھر' مسجد اور معاشرہ سب مل کر بچوں کی اچھی تربیت میں معاون بنیں اور کم از کم سکول کی حد تک یہ بھی ناگزیر ہے کہ اس کے سارے ماحول کو تربیت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ مثلاً" سربراہ ادارہ' اساتذہ' طلبہ اور درسگاہ کے ملازمین سب اس مہم میں شریک ہوں' سب ایک دوسرے کی مدد کریں' ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں۔ ہر کوئی خود کو سنوارنے کی کوشش کرے اور دوسروں کے لئے اچھی مثال قائم کرے اور اس طرح ایک ایسا ماحول پیدا ہو جس میں اخلاقی اصولوں کے مطابق چلنا آسان اور بری باتوں پر عمل کرنا دوبھر ہو جائے۔ ایک ایسی فضا ہی میں تربیت کا کام احسن اور موثر انداز میں ہو سکتا ہے۔

10- سمعی و بصری معاونات سے مدد لیجئے

تعلیم و تربیت میں سمعی و بصری معاونات کی اہمیت مسلمہ ہے۔ سمعی معاونات کے ذریعے بچوں کو منتخب چیزیں دلچسپ پیرائے میں بیان کر کے سنوائی جا سکتی ہیں اور بصری معاونات کے ذریعے دلچسپ' تعمیری اور مفید پروگرام تیار کر کے بچوں کو دکھائے جا سکتے ہیں اور حسب ضرورت ان کا اعادہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ بچے چونکہ فلمیں اور کارٹون نہایت شوق سے دیکھتے ہیں لہٰذا ایسی چیزیں اگر نظریاتی اور ملی تناظر میں بچے کی ذہنی سطح

کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیار کر کے بچوں کو باقاعدگی سے مہیا کی جائیں تو یہ تربیت کا ایک موثر ذریعہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ پاکستان جیسے بڑے ملک میں جہاں صلاحیتوں کی کمی نہیں اور اسلامی جماعتیں اور ادارے بھی کثرت سے ہیں' اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی جا رہی کہ بچوں کے لئے سمعی و بصری معاونات اسلامی تناظر میں تیار کروائے اور ملک بھر میں تقسیم کروائے جائیں تاکہ لاکھوں بچے اس سے مستفید ہوں۔ اس وقت تفریح کا واحد ذریعہ ٹی وی کے کارٹون اور بچوں کے دیگر پروگرام ہیں جو بدقسمتی سے ایسے اصحاب تیار کرتے ہیں جن کے پیش نظر نہ اسلام ہوتا ہے نہ مسلمان' بلکہ یہ پروگرام اکثر تو غیر مسلموں کے تیار کردہ اور درآمد شدہ ہوتے ہیں یا جو مقامی طور پر تیار کیے جاتے ہیں تو اکثر غیر ملکی پروگراموں کی اندھی نقالی اور چربہ سازی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی نظریاتی سمت سے محروم ہوتے ہیں بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اکثر غیر اسلامی تصورات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان حالات میں ان اصحاب اور اداروں پر زبردست ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو اسلامی نظام تعلیم و تربیت کے علمبردار ہیں۔ ان لوگوں کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے' اپنے افرادی' مالی اور علمی ذرائع جمع کرنے چاہئیں اور کوئی نہ کوئی صورت ایسی بنانی چاہئے کہ اسلامی تناظر میں سمعی و بصری معاونات بچوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے تیار کیے جائیں اور انہیں سارے ملک میں مہیا کیا جائے۔

تازہ ترین معلومات کے مطابق مندرجہ ذیل اداروں سے بچوں کے لئے آڈیو وڈیو پر اسلامی تناظر میں کچھ چیزیں مل سکتی ہیں۔

1- دعوۃ اکیڈیمی' انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی
فیصل مسجد' اسلام آباد

2- سمع و بصر
منصورہ' ملتان روڈ' لاہور

11- تربیتی ماڈلز

1- بچوں کے اندر جو صفات پیدا کرنی مطلوب ہوں ان کے ماڈل تاریخ

اسلام سے بچوں کے سامنے نمایاں کر کے پیش کیے جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ تو ساری کی ساری اسوہ حسنہ ہے۔ علاوہ ازیں صدق کے لئے حضرت ابوبکرؓ، دینی غیرت کے لئے حضرت عمرؓ حیا کے لئے حضرت عثمانؓ، شجاعت کے لئے حضرت علیؓ، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سادگی میں حضرت ابو ذرؓ، علم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ادب میں حضرت حسانؓ، امیری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، امانت میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، شجاعت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی شخصیات بچوں کے سامنے رکھی جائیں۔

2- بچیوں کے سامنے صحابیات مثلاً حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت خولہؓ اور حضرت اسماءؓ کے حالات زندگی بطور نمونہ سامنے رکھے جائیں۔

3- سائنس، ادب، ٹیکنالوجی، سیاحت، قضا، انتظام ملکی، سیاست غرض مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نامور اور مشہور مسلمان رہنماؤں اور دانشوروں کے حالات زندگی ان کے سامنے رکھے جائیں۔

4- انبیاء و صلحاء کے ساتھ ایسے بڑے لوگوں کے بچپن کے حالات بھی دلچسپ انداز میں بچوں کو سنائے جائیں جنہوں نے نامساعد حالات میں اپنی محنت اور لگن سے زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

12- عبادات

1- سکول میں باجماعت نماز کا اہتمام ہو اور اس کے لئے جملہ وسائل مہیا ہوں مثلاً سکول میں مسجد ہو جس میں چٹائیاں، لاؤڈ سپیکر اور وضو کا انتظام ہو اور اساتذہ میں سے کوئی ایک اس کا امام اور خطیب ہو۔

2- ہر کلاس میں ایک ناظم صلاۃ مقرر ہو اور بچوں کو مسجد میں لے جانا اس کی ذمہ داری ہو۔ باقاعدگی کے لئے مسجد میں باقاعدہ حاضری بھی لگائی جا سکتی ہے اور چھوٹی جماعتوں کے طلبہ کو صحیح طریقے سے وضو کرنا اور نماز پڑھنا وہاں عملاً" سکھایا جائے اور مسجد اور نماز کے آداب بتائے جائیں۔

3- بڑے بچوں کو روزے کا پابند بنایا جائے۔
4- فرقہ واریت کی مذمت کی جائے۔

13- چارٹس

1- ہر کلاس اپنے کلاس روم میں (اور ہوسٹل کے طلبہ اپنے ہوسٹل میں) خوبصورت چارٹ آویزاں کریں جو ہر کلاس کے طلبہ کی ذہنی سطح اور تعلیمی ضروریات کے مطابق ہوں۔
2- ان چارٹوں کے مشمولات:۔
(i) قرآنی آیات و احادیث ترجمے کے ساتھ۔
(ii) مفید اسلامی معلومات مثلاً اسلامی مہینوں کا کیلنڈر' اسماء حسنیٰ کا چارٹ اور جنتی' دوزخی اور منافق لوگوں کی نشانیوں سے متعلق چارٹ۔
(iii) اخلاقی فضائل کو ذہن نشین کرنے کے لئے چارٹ مثلاً دوسروں کو معاف کرنا' گناہ کبیرہ سے نفرت' قبر میں سوالات' دل کی درستگی' آخرت میں باز پرس' زبان کا صحیح اور غلط استعمال' صحبت نیک و بند' اعمال صدقہ جاریہ وغیرہ۔
(iv) اقوال زریں۔
(v) گرلز سکولوں میں پردے اور لباس کی شائستگی کے متعلق چارٹ۔
(vi) اقامتی سکولوں میں ڈائینگ ہال میں کھانے کے آداب کے چارٹ وغیرہ

14- تقریبات

1- سکولوں میں تقریبات خصوصاً" ملی اسلامی تقریبات کا اہتمام کیا جائے' جیسے استقبال رمضان' لیلۃ القدر' ہجری سال کا آغاز' یوم فتح مکہ اور یوم سقوط ڈھاکہ وغیرہ۔
2- تقریب والے دن سکول میں چھٹی نہ کی جائے بلکہ متعلقہ تقریب کے حوالے سے سکول میں پروگرام ہوں۔
3- اگر چھٹی کرنی ناگزیر ہو تو تقریب سے ایک دن پہلے تقریب کے حوالے سے

سکول میں پروگرام ہو جس میں بچوں کو ضروری معلومات اور ہدایات دی جائیں۔

4- تقریب کے اگلے دن بچوں سے پوچھا جائے کہ انہوں نے تقریب دی گئی ہدایات کے مطابق گزاری یا نہیں؟ مثلاً شب قدر سے ایک دن پہلے سب بچوں سے کہا جائے کہ شب قدر پر پٹاخے نہیں چلانے بلکہ نفل پڑھنے اور اللہ سے دعا مانگنی ہے۔ جب شب قدر گزر جائے تو اگلے دن طلبہ سے پوچھا جائے کہ کیا انہوں نے پٹاخے چلائے تھے؟ کیا انہوں نے نفل پڑھے تھے؟ اسی طرح بڑی عمر کے لڑکوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت یہ ذمہ داری سونپی جائے کہ وہ چھوٹے بچوں کو منع کریں گے کہ وہ پٹاخے نہ چلائیں۔ پھر شب قدر کے دوسرے دن ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے بچوں کو پٹاخے چلانے سے منع کیا تھا یا نہیں؟

15- طلبہ کا ریکارڈ رکھئے

سکول میں ہر طالب علم کے بارے میں ایک فائل کھولی جائے جس میں اس کے ضروری کوائف مثلاً والدین کا مکمل پتہ اور فون نمبر (تاکہ کسی ایمرجنسی میں یا بوقت ضرورت ان سے رابطہ کیا جا سکے' انہیں امتحانی رپورٹیں بھجوائی جا سکیں وغیرہ)۔ بچے کے خاندان کی تعلیمی' سماجی اور معاشی حالت (کتنے بہن بھائی سکول میں پڑھتے ہیں وغیرہ) امتحانی نتائج' اخلاقی رویے' حاضری اور کارکردگی وغیرہ کی تفصیلات موجود ہوں۔

16- تربیت کی جانچ (Evaluation) کا نظام قائم کیجئے

جس طرح تعلیم میں طالب علم کی لیاقت جانچنے کے لئے امتحانوں کا ایک باقاعدہ نظام موجود ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ کون سا طالب علم کتنا سیکھ رہا ہے اور ان امتحانوں ہی کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ کو خصوصی تیاری کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح تربیت کے کام کی جانچ کا بھی ایک نظام ہونا چاہئے۔ ہم اس کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کرتے ہیں :-

1- تربیتی گراف کا طریقہ اپنایئے جس کا تفصیل یہ ہے۔

i- ہر مربی کلاس ٹیچر اپنی کلاس کا ایک تربیتی گراف بنائے جس میں سب طلبہ کے نام موجود ہوں۔

ii- اچھی کارکردگی کی صورت میں اضافی نمبر دیئے جائیں اور کمزوری دکھانے کی صورت میں نمبر منہا کر دیئے جائیں مثلاً اگر بنیادی نمبر 100 ہوں تو جو طالب علم باقاعدگی سے نماز پڑھے اسے 2 نمبر دیئے جائیں اس طرح اس کے نمبر 102 ہو جائیں گے' اور جو طالب علم نماز نہ پڑھے تو اس کے 2 نمبر منہا کر دیئے جائیں یعنی اس کے 98 نمبر ہو جائیں۔ اس طرح مختلف کمزوریوں مثلاً جھوٹ بولنا' گالی دینا' جھگڑا کرنا' تاخیر سے سکول آنا اور وقت کی پابندی نہ کرنا وغیرہ ان میں سے ہر ایک کے دو دو نمبر ہوں اور ان کے ارتکاب پر اتنے نمبر کاٹ لئے جائیں اور اس کے برعکس اخلاق حسنہ کے بھی نمبر ہوں جو اس کے گراف میں جمع کر دیئے جائیں۔ اس طرح ہر طالب علم کو معلوم ہوتا رہے گا کہ اس کی اخلاقی حالت کیسی ہے؟

iii- ایسا تربیتی گراف نمایاں طور پر ہر کلاس میں آویزاں ہو تاکہ طلبہ اپنے نمبروں کی کمی بیشی سے آگاہ رہیں' جن کے نمبر کم ہو جائیں وہ اپنی اخلاقی کمزوری دور کر کے اپنے کم شدہ نمبر بڑھانے کی کوشش کریں اور جن کے نمبر زیادہ ہوں وہ انہیں مزید بڑھانے کے لئے کوشاں ہوں۔ اس گراف میں جس طالب علم کے نمبر ایک مقررہ حد سے کم ہو جائیں اسے تربیت کے پرچے میں فیل گردانا جائے اور اگلی کلاس میں نہ بھیجا جائے۔ جس لڑکے کے نمبر سب سے بڑھ جائیں اسے حوصلہ افزائی کا انعام دیا جائے یا سکول کا مثالی لڑکا قرار دیا جائے۔

iv- اس طرح کا گراف ہر طالب علم کی پرسنل فائل میں بھی موجود ہو اور کلاس روم میں درج ہونے والی معلومات وہاں بھی ریکارڈ کی جائیں' تاکہ بوقت ضرورت کام آئے مثلاً بچے کے والدین کو دکھانے کے لئے یا فائل دیکھتے ہوئے بچے کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے۔

2- تربیتی گراف کو سامنے رکھتے ہوئے طلبہ کا سالانہ امتحان بھی لیا جائے اور اس

کے باقاعدہ نمبر ہوں جو طالب علم کے فیل یا پاس ہونے پر اثر انداز ہوں۔ ایک طالب علم اگر تربیت میں فیل ہو تو اسے سارے مضامین میں فیل تصور کیا جائے اور اگلی کلاس میں ترقی نہ دی جائے۔

3- مربی اساتذہ کا احتساب اور چیکنگ بھی ہونی چاہئے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ اساتذہ تربیت کا کام کتنا کر رہے ہیں اور کیسے کر رہے ہیں تاکہ اگر ان کو مدد اور رہنمائی کی ضرورت ہو تو وہ بروقت مہیا کر دی جائے۔ اس غرض کے لئے چیف مربی یا پرنسپل صاحب کو چاہئے کہ وہ تربیت کے انچارج اساتذہ سے ان کی کارکردگی بسلسلہ تربیت طلبہ کی ماہانہ رپورٹ طلب کرے اور مسائل و مشکلات میں ان کو ضروری مشورے دے۔ اگر کافی تعداد میں طلبہ تربیت میں کمزور ہوں تو استاد کی پرسش ہونی چاہئے اور اسے تنبیہہ کی جانی چاہئے بلکہ اس کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ میں بھی اس کا اندراج ہونا چاہئے۔

17- لائبریری کا کردار

1- ہر سکول میں لازماً ایک لائبریری ہو۔

2- اس لائبریری میں ایسی کتابیں ہوں جو مختلف عمر کے بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق ہوں بالخصوص قرآنی قصوں پر مبنی کہانیاں اور دیگر اسلامی و اخلاقی قصے۔

3- ہر کلاس کا ہفتے میں ایک پریڈ لائبریری کا ہو اور یہ باقاعدہ سکول ٹائم ٹیبل کا حصہ ہو۔

4- طلبہ کو دعوت دی جائے کہ وہ لائبریری کے ممبر بنیں۔

5- کتابیں جاری کرنے کو سہل بنایا جائے اور اس کی حوصلہ افزائی کیا جائے۔

6- بچوں کو اضافی مطالعے کی ترغیب دلائی جائے۔

7- لائبریری سے زیادہ استفادہ کرنے والے طلبہ کو انعام دیا جائے۔

8- لائبریری میں فضول اور مخرب اخلاق کتابیں ہرگز نہ ہوں، کتابوں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیا جائے۔

9- اگرچہ ہمارے ملک میں نہ طباعتی اداروں کی کمی ہے نہ کتابیں لکھنے والے مصنفین کی لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ چھوٹے بچوں کے لئے دلچسپ، تعمیری اور اسلامی مواد کی کمی ہے اور جو ہے وہ کہیں یکجا نہیں ملتا۔ لہٰذا مصنفین کو اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کی تعمیر سیرت و کردار کے لئے سائنسی انداز میں کتب لکھیں مثلاً اس غرض کے لئے "ایج گروپ" کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ لکھنے والے کو اندازہ ہو کہ اس عمر کا بچہ کس کلاس میں ہوگا اور اس کا ذخیرہ الفاظ کتنا ہوگا۔ مثلاً 7 سال کی عمر کے بچے کے لئے جو کہانیوں کی کتاب موزوں ہو سکتی ہے وہ 10 سے 12 سال کے بچوں کے لئے موزوں نہیں ہو سکتی اور اس کے برعکس بھی صحیح ہے لہٰذا کتابیں "ایج گروپ" کو پیش نظر رکھ کر لکھی جانی چاہیں۔ دوسری بات یہ کہ ملک میں چند ایسے ادارے وجود میں آنے چاہئیں جہاں مختلف اداروں کی طبع کردہ بچوں کی اسلامی اور تعمیری کتب اور دوسرا مواد یکجا مل جائے۔

10- والدین کو توجہ دلائی جائے کہ ہر گھر میں بچوں کے لئے الگ لائبریری ہو بلکہ ہو سکے تو ہر بچے کا کمرہ الگ ہو جس میں اس کی اپنی لائبریری ہو۔ نیز بچوں کو ان کی عمر اور جنس کے مطابق میگزین خرید کر ہر ماہ دیئے جائیں تاکہ ان کا پڑھنے کا شوق بڑھے اور ان کے علم میں بھی اضافہ ہو۔

11- طلبہ کو شہر اور ملک کی بڑی بڑی لائبریریوں کی سیر کرائی جائے اور وہاں موجود ذخیرہ کتب، مخطوطہ جات، مائیکرو فلمیں، قدیم کتب کی حفاظت کا انتظام، محققین کے کمرے اور ان کے لئے تحقیقی سہولیات یہ سب چیزیں طلبہ کے علم میں لائی جائیں اور طلبہ کو ان کے استعمال کے بارے میں بتایا جائے تاکہ ان کے اندر علم کا شوق پیدا ہو اور بڑے ہو کر ان عظیم لائبریروں سے استفادے کی خواہش ان کے اندر بیدار ہو۔

12- بچوں کی اسلامی کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں۔
دعوہ اکیڈیمی، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، فیصل مسجد، اسلام آباد

ii- اسلامک پبلی کیشنز
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

iii- فیروز سنز
شاہراہ قائد اعظم، لاہور

iv- مکتبہ تعمیر انسانیت
اردو بازار، لاہور

v- الحسنات اکیڈیمی
منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

vi- چلڈرن قرآن سوسائٹی
وحدت روڈ، لاہور

13- بچوں کے مندرجہ ذیل رسالے اسلامی پس منظر رکھتے ہیں اور انشا اللہ ان کی تربیت کے لئے مفید ہوں گے۔

1- ماہنامہ نور، سید پلازہ، کمرہ نمبر 14، 30- فیروز پور روڈ، لاہور۔
2- ماہنامہ کوثر، چلڈرن قرآن سوسائٹی، وحدت روڈ، لاہور۔
3- ماہنامہ نونہال ہمدرد، تہ خانہ ہمدرد، ناظم آباد، کراچی۔
4- ماہنامہ پیغام، 1-اے، ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔
5- ماہنامہ تعلیم و تربیت، فیروز سنز، 32- شاہراہ بن بادیس، لاہور۔
6- ماہنامہ ساتھی، F-206، سلیم ایونیو، گلشن اقبال، بلاک بی، کراچی۔
7- ماہنامہ آنکھ مچولی، پی آئی بی کالونی نمبر 1، کراچی۔
8- ماہنامہ پھول، نوائے وقت بلڈنگ، شاہراہ فاطمہ جناح، لاہور۔
9- ماہنامہ ذہین، 130- ستلج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔
10- ماہنامہ بچوں کی باجی، B-565 غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد۔

18- علمی جستجو کی حوصلہ افزائی کیجئے

علمی جستجو میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کیجئے تاکہ وہ کلاس روم میں سوال پوچھتے ہوئے یا کسی بھی دوسرے معاملے میں استاد سے رجوع کرتے ہوئے جھجکیں یا ڈریں نہیں بلکہ اس امر کی تحسین کی جائے تاکہ ان کے اندر اعتماد پیدا ہو اور حوصلہ افزائی کا یہ رویہ ان کے علم و عمل میں ترقی کا باعث ہو۔

19- تعمیری مسابقت اور انعامات

بچوں کے اندر تعمیری جذبوں اور عادتوں کو پروان چڑھانے کے لئے یہ مناسب ہے کہ ان کے اندر مسابقت کے جذبے کو انگیخت کیا جائے اور کامیاب ہونے والے بچوں کو انعامات دیئے جائیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ چند مجوزہ مقابلے :

1- روزانہ : - حاضری کے مقابلے۔
- نماز پڑھنے کے جماعت وار مقابلے۔

2- ہفتہ وار : - کمروں کی صفائی کے مقابلے۔

3- ماہانہ : - ذاتی طہارت و صفائی کے مقابلے (اندرون جماعت)

4- سہ ماہی : - کھیلوں کے مقابلے۔
- ذہنی آزمائش کے مقابلے

5- شش ماہی : - بیت بازی کے مقابلے۔
- حمد و نعت کے مقابلے۔

6- سالانہ : - جسمانی ورزش کے مقابلے۔
- سماجی کاموں میں حصہ لینے کے مقابلے
- کمروں کی تزئین و آرائش کے مقابلے۔
- جلسہ تقسیم انعامات' یوم والدین۔

20- امر بالمعروف و نہی عن المنکر

سکول میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضا کو پروان چڑھایئے۔ اس کے لئے

ذیل کے اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں :

1- سینئر بچوں کا رول

بڑے بچوں کو چھوٹوں پر ذمہ دار بنایا جائے اور اس طرح سکول میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضا پیدا کی جائے کہ جہاں بھی کوئی غیر مناسب حرکت ہو وہیں سینئر طالب علم اسے ٹوک دے۔ سینئر طلبہ کی عزت کی جائے اور ان کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ وہ جونیئر بچوں کی رہنمائی کریں۔

2- گھر پر اثرات

اگرچہ بچوں کی عمر سیکھنے کی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود اگر سکول میں بچوں کی تربیت اچھی ہو اور مطلوبہ ماحول گھر میں موجود نہ ہو تو بچوں کو سکھایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے اور ادب و تمیز کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا دائرہ گھر تک وسیع کر سکتے ہیں مثلاً بچہ اگر نماز پڑھنے مسجد جاتا ہے لیکن اس کا بڑا بھائی یا والد مسجد نہیں جاتا تو وہ کہہ سکتا ہے کہ "آیئے بھائی جان! مسجد میں نماز پڑھ آئیں۔ میں اکیلا ہوں باتیں کرتے چلے جائیں گے۔" یا مثلاً اس سے چھوٹے بچے گھر میں ٹی وی دیکھنے کے رسیا ہیں تو اس کا کام ہے کہ وہ آہستہ آہستہ ان پر اثر انداز ہو اور انہیں سمجھائے یہاں تک کہ ایک دن ایسا آجائے جب وہ ٹی وی کے شیدائی نہ رہیں۔ اس سے پیشتر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بڑے بچوں کو یہ ٹارگٹ دیا جا سکتا ہے کہ وہ شب قدر پر چھوٹے بچوں کو سمجھائیں کہ آج کا دن عبادت کا ہے پٹاخے چلانے کا نہیں۔

ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ ان کے پرائمری مدرسے میں بچوں کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ بازار کی چیزیں نہیں کھانی چاہئیں کیونکہ بازار میں کھڑے ہو کر کھانا آداب کے خلاف ہے اور چیزوں کا معیار بھی عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ وہ کہنے لگے کہ ایک دن ایک بچے کے والد ہمارے سکول آئے اور کہنے لگے کہ کل ہم بازار گئے تھے' شاپنگ کے دوران ایک جگہ چاٹ کھانے کا پروگرام بن گیا لیکن آپ کے شاگرد نے کہا کہ ہمیں سکول میں سمجھایا گیا ہے کہ بازار میں کھڑے ہو کر کھانا بری بات ہے لہٰذا میں نہیں

کھاؤں گا تو اس پر سب نے چاٹ کھانے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اسی طرح ہمارے ایک دوست بچوں کو سکول میں دعائیں یاد کرواتے ہیں۔ ایک والد نے انہیں رپورٹ دی کہ میرا بچہ گھر آ کر کہتا ہے کہ ابا جی! مجھ سے دعا سن لیجئے کیونکہ مجھے کل کلاس میں سنانی ہے۔ بعض اوقات بجلی نہیں ہوتی تو مجھے پتہ نہیں چلتا کہ وہ دعا ٹھیک بھی سنا رہا ہے یا نہیں۔ ایک دن اندھیرے میں اس نے دعا سنانی شروع کی اور بھول گیا تو مجھ سے پوچھنے لگا۔ میں نے کہا' بیٹے یہ دعا تو مجھے بھی نہیں آتی۔ میں نے یہ کہہ تو دیا لیکن مجھے بہت شرم محسوس ہوئی چنانچہ میں نے ایک ایک کر کے وہ دعائیں یاد کر لیں۔ اس طرح سکول کی تربیت اور بچے کی وجہ سے ایک باپ کی بھی تربیت ہو گئی۔

3- صحیح طریقہ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی سپرٹ یہ ہے کہ نیکی کو اپنے تک نہیں رکھنا چاہئے بلکہ جس نیکی پر خود عمل کریں وہ دوسروں تک بھی پہنچائیں لیکن اس کے کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائرہ کار اور اختیارات کا خیال رکھیں تاکہ لڑائی جھگڑے اور فساد کی صورت نہ پیدا ہو۔

21- کھیلیں

1- سکول میں کھیل کا گراونڈ ضرور ہونا چاہئے۔

2- سکول میں کھیلوں کا سامان مہیا کرنے میں غفلت نہ کی جائے۔

3- کوشش کی جائے کہ تمام طلبہ کھیل میں حصہ لیں۔

4- سکول کے اندر مختلف جماعتوں کے اور سکول کے دوسرے سکولوں سے مقابلے کروائے جائیں۔

5- لڑکیوں کے کھیل کے میدان کی چار دیواری ہونی چاہئے اور ان میں مردوں کا داخلہ ممنوع ہونا چاہئے۔ ان کو ٹریننگ دینے والی بھی خاتون ہی ہونی چاہئے۔

22- خود اعتمادی

طلبہ میں خود اعتمادی پیدا کی جائے۔ ان کے ساتھ تحکم کی بجائے شفقت کا رویہ

اختیار کیا جائے۔ مقررہ حدود کے اندر انہیں ہر طرح کی آزادی دی جائے تاکہ ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو اور اس طرح ایک صحت مند شخصیت پروان چڑھے جو عزم و ہمت سے آئندہ زندگی کے حالات کا مقابلہ کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ طلبہ کو آزادانہ کام کرنے کے مواقع مہیا کیے جائیں مثلاً

1- ہوسٹل ہو تو اس کا میس وہ خود چلائیں۔
2- کھیلیں خود منظم کریں۔
3- سکول میں کوئی جلسہ وغیرہ ہو رہا ہو تو اس کا انتظام وہ خود کریں۔
4- سکول بنک اور ٹک شاپ خود چلائیں۔
5- بوقت ضرورت ان کی رہنمائی کی جائے تاکہ وہ غلطیاں کم کریں اور تکلیف نہ اٹھائیں۔

23- سزا کی حوصلہ شکنی کیجئے

اسلامی نظریہ تعلیم و تربیت کی رو سے سزا آخری چارہ کار ہے خواہ فرد کا معاملہ ہو یا معاشرے کا۔ معاشرے میں بھی اسلام دعوت و اصلاح اور تزکیہ و تربیت کے ذریعے ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے جن میں نیکی کرنا آسان اور برائی کرنا مشکل ہو جائے۔ دعوت و اصلاح کے ذرائع اتنے زیادہ اور اتنے موثر ہونے چاہئیں کہ ہر صالح فطرت آدمی ان کے اثرات قبول کرے لیکن مسخ شدہ فطرت کا حامل کوئی شخص اس سب کے باوجود اگر معاشرے کے امن کو اپنے فساد سے برباد کرنے پر تل جائے تو وہ ضرور سزا کا مستحق ہے تاکہ معاشرے کو اس کے فتنہ و فساد سے بچایا جا سکے۔ یہی حال بچوں کی تعلیم کا ہے۔ چھوٹے بچے معصوم فرشتے ہوتے ہیں انہیں جدھر لگایا جائے وہ لگ جاتے ہیں لہٰذا ان کو سزا دینے کا تصور فضول ہے۔ بڑے بچوں میں بھی کم ہی ایسے ہوتے ہیں جو اتنے لاپرواہ یا مفسد ہوں کہ سزا تک نوبت پہنچے۔ اصل یہ ہے کہ استاد کو حلیم الطبع ہونا چاہئے' اسے معمولی باتوں پر غصہ نہیں آنا چاہئے۔ کوئی چیز اگر بچوں کو کئی بار بھی سمجھانا پڑے تو یہ کام اسے حوصلے اور صبر سے کرنا چاہئے۔ بچوں کو پیار محبت سے پڑھانا

اور سمجھانا چاہئے۔ اگر کوئی بچہ پھر بھی توجہ نہ کرے' لاپرواہی سے کام لے تو اسے جھڑکنا چاہئے' ڈانٹنا چاہئے لیکن مارنا نہیں چاہئے کیونکہ بہت سے بچے ڈانٹ ڈپٹ ہی سے سلجھ جاتے ہیں۔ انہیں دھمکانا چاہئے کہ اگر تم نہ سدھرے تو تمہارے والدین تک شکایت پہنچے گی۔ ہیڈ ماسٹر کو بتایا جائے گا' سکول سے تمہارا نام خارج کر دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس سے بھی بچے سدھر جاتے ہیں لیکن اگر یہ سارے طریقے ناکام ہو جائیں اور استاد سمجھے کہ کوئی بچہ ایسا ہے جو سزا کے بغیر نہیں سدھرے گا تو اسے بدرجہ مجبوری سزا دی جا سکتی ہے۔

ہم اس رائے کے قائل ہیں کہ بچوں کو پیار محبت سے پڑھانا چاہئے اور سزا کو معمول نہیں بنانا چاہئے مگر بدرجہ مجبوری اور آخری چارہ کار کے طور پر سزا دی جا سکتی ہے۔ اور اس کے بھی کچھ اصول و ضوابط ہیں لیکن پیشتر اس کے کہ ہم ان اصول و ضوابط کا ذکر کریں ہم یہاں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مغربی تہذیب کا یہ اصول کہ بچے خواہ پڑھیں خواہ نہ پڑھیں' خواہ سنوریں یا بگڑیں مگر استاد کو مارنے کا حق نہیں ہے یہ غلط ہے کیونکہ اصل بات بچے کی اصلاح ہے اور اس اصلاح کے لئے ہر وہ طریقہ اختیار کیا جائے گا جو اصلاح میں مدد دے اور سزا بھی اس اصلاح کا آخری ذریعہ ہے اور یہ بات قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں عورتوں کے بارے میں آتا ہے کہ اگر وہ نافرمانی پر مصر ہوں تو انہیں سمجھایا جائے' پھر ان کا بائیکاٹ کیا جائے' پھر بھی باز نہ آئیں تو انہیں مارنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی ترغیب دو اور تین سال تک ترغیب دلانے کے باوجود اگر وہ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھے تو اسے سزا دے کر نماز پڑھاؤ۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی استاد اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ تربیت و اصلاح کے تمام طریقے بیکار ہو گئے ہیں اور سزا اب ناگزیر ہے تو اسے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ استاد کو اس وقت بچے کو ہرگز سزا نہ دینی چاہئے جب غصہ اس پر حاوی ہو چکا ہو کیونکہ اس صورت میں وہ زیادتی کرے گا اور غصہ اتر جانے کے بعد اسے

پشیمانی اور ندامت ہوگی۔ جس استاد کو بچوں کی معمولی باتوں پر غصہ آئے اور بار بار آئے اسے چاہئے کہ معلمی چھوڑ دے اور کوئی دوسرا کام کرے۔

2- کسی بچے کو اس لئے نہیں مارنا چاہئے کہ وہ کند ذہن یا غبی ہے۔ ظاہر ہے ذہین ہونا یا نہ ہونا کسی کے اختیار میں نہیں ہوتا یہ خدا داد چیز ہے لہٰذا ایسے بچے کو دوبارہ سمجھانا چاہئے' اس کے والدین کو متوجہ کرنا چاہئے' اسے کسی خصوصی سکول میں بھجوانا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

3- سزا دینے سے پہلے استاد کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کوئی بچہ کتنی سزا کا مستحق ہے۔ جو بچہ تھوڑی سی یا معمولی سزا سے سدھر سکتا ہو اسے زیادہ سزا نہ دینی چاہئے۔ بچوں کو جانوروں کی طرح نہیں مارنا چاہئے۔

4- بچہ خواہ کسی عمر کا ہو اسے کبھی انتقاماً" سزا نہیں دینی چاہئے۔ کیونکہ شاگرد کبھی استاد کا مدمقابل نہیں ہوتا' جو استاد انتقاماً" بچوں کو سزا دیتا ہو اس کی جگہ کلاس روم نہیں نفسیاتی ہسپتال ہے۔

5- اگر بچہ پہلی بار غلطی کرے یا معمولی غلطی کرے تو اسے سزا نہیں دینی چاہئے۔

6- بچے کو چہرے پر نہیں مارنا چاہئے کیونکہ چہرے پر مارنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جسم کے نازک حصوں مثلاً" سر' سینہ' پیٹ وغیرہ پر بھی نہیں مارنا چاہئے کیونکہ اس سے زیادہ نقصان کا خدشہ ہو سکتا ہے۔ ہاتھوں اور پیروں پر البتہ مارا جا سکتا ہے۔

7- دس سال سے کم عمر کے بچے کو بالکل نہیں مارنا چاہئے' جو حدیث پہلے گزر چکی اس کا تقاضا یہی ہے۔ عقل سلیم بھی اسی کی متقاضی ہے۔

8- اگر بچہ سزا پانے کے بعد سنبھل جائے' سنور جائے تو اس کے ساتھ پیار اور محبت کا سلوک کرنا چاہئے تاکہ اسے بھی احساس ہو کہ استاد مشفق ہے مجبوراً" اس نے سزا دی تھی قصائی نہیں ہے۔

9- استاد کو سزا دینے سے پہلے اپنا احتساب کرنا چاہئے۔ ممکن ہے وہ خود کوئی چیز اچھی طرح سمجھا نہ سکا ہو' جس سے چند زیادہ ذہین لڑکوں نے تو سبق سمجھ لیا ہو

لیکن باقی نہ سمجھ سکے ہوں' ایسی صورت میں سزا نہ دینی چاہئے۔

10- استاد کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے پیش نظر فقط بچے کی اصلاح ہے اور وہ بچوں کے نزدیک باپ کی طرح ہے اور اس کا بنیادی اصول بچوں کو پیار و محبت سے پڑھانا ہے۔ بچے کو سزا مجبوراً" آخری چارہ کار کے طور پر صرف اس کی اصلاح کے لئے دینی ہے' لہٰذا جب تک وہ بچے کا فائدہ سزا میں نہ دیکھے ہرگز سزا نہ دے۔

ہمارا خیال ہے کہ اگر کوئی استاد ان دس نکات کو ذہن میں رکھے تو شاید اسے بچوں کو سزا دینے کی نوبت ہی نہ آئے یا اگر دینا ہی پڑے تو وہ بچے کے لئے نقصان کا باعث نہ ہو ورنہ بچے کو غیر ضروری طور پر سزا دینا اسے نفسیاتی مریض اور اخلاقی مجرم بنا سکتا ہے جس کی ذمہ داری سے استاد بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

24- والدین کا تعاون حاصل کیجئے

1- ہر طالب علم کی پرسنل فائل میں اس کے گھر کا پتہ اور فون نمبر موجود ہو۔

2- طلبہ کی تعلیمی و اخلاقی حالت سے والدین کو برابر مطلع کیا جانا چاہئے۔

3- سکول دور ہو تو مستقل خط و کتابت ہونی چاہئے۔

4- وقتاً" فوقتاً" والدین سے ملاقات کا اہتمام کیا جائے۔ سالانہ یوم والدین کافی نہیں کیونکہ اس طرح کی کسی تقریب میں بچے کے انفرادی مسائل پر گفتگو نہیں ہو سکتی۔ بہتر یہ ہے کہ باری باری ہر طالب علم (خصوصاً" وہ جس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو) کے والد / گارڈین کو بلایا جائے۔

25- گمشدہ اشیاء کا بنک

پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر کے کمرے میں یا اس کی نگرانی میں ایک الماری ہو جسے گمشدہ اشیاء کا بنک قرار دیا جائے۔ جس بچے کو کوئی گری پڑی چیز ملے وہ یہاں پہنچا دے، اور جس بچے کی کوئی چیز گم ہو جائے اسے یقین ہو کہ اس بنک سے مل جائے گی۔

26- عملی کام

یہ ضروری ہے کہ طلبہ سے سکول میں عملی کام کروایا جائے تاکہ ان کو عملی زندگی کا اور کام کرنے کا کچھ تجربہ ہو اور ان کے اندر یہ احساس پیدا نہ ہو کہ کام کرنا چھوٹے آدمیوں کا کام ہے اور بڑے آدمی تو کام نہیں کرتے یا کام کرنا ان کے شایان شان نہیں ہوتا مثلاً

1- سکول میں کوئی تقریب ہو تو اس کا انتظام طلبہ سے کروایا جائے۔

2- سکول میں اگر باغیچہ ہو تو اس میں گوڈی کرنے اور پانی دینے کا کام بھی طلبہ سے کرا لیا جائے۔ اگر لان زیادہ ہوں تو ہر کلاس کو ایک لان تفویض کر دیا جائے اور ان میں باہمی مسابقت کروائی جائے اور پہلی پوزیشن لینے والے کو انعام دیا جائے وغیرہ۔

3- کلاس روم کی آرائش بھی طلبہ کی ذمہ داری ہو کہ وہ چارٹ وغیرہ بنائیں اور موزوں جگہ لٹکائیں۔

4- ہوسٹل ہو تو اس کے متعلقہ کام بھی طلبہ کے سپرد ہونے چاہئیں۔

5- گم شدہ اشیاء کا بنک' ٹک شاپ اور سکول بنک چلانے کا کام طلبہ سے لیا جائے۔

27- ٹک شاپ

1- بعض تجربہ کار اساتذہ کا کہنا ہے کہ طلبہ پر جتنا زیادہ اعتماد کیا جائے وہ اتنا ہی اچھا ردعمل ظاہر کرتے ہیں اور مایوس نہیں کرتے مثلاً اگر طلبہ کی تربیت پر محنت کی گئی ہو تو اس میں کوئی ہرج نہیں کہ ہر چیز کی قیمت اس پر لکھ دی جائے اور طلبہ سے یہ کہا جائے کہ خود چیز اٹھائیں اور اس کی قیمت بکس میں ڈال دیں' پیسے وصول کرنے اور گننے والا کوئی آدمی نہ ہو۔

2- اس میں بھی کوئی ہرج نہیں کہ رش کے اوقات میں مثلاً صبح سکول لگنے سے فوراً" پہلے اور تفریح اور چھٹی کے وقت باری باری ایک طالب علم کی ڈیوٹی لگا دی جائے جو ٹک شاپ کو سنبھالے تاکہ طلبہ کو چیزیں ڈھونڈنے میں دقت نہ ہو

یا کسی نے بقایا لینا ہو تو اس کو مدد مل جائے۔

3- یہ بھی مناسب ہو گا کہ ایسی ٹک شاپ طلبہ کے فنڈ سے شروع کی جائے تاکہ طلبہ کو احساس ہو کہ یہ ان کی اپنی ملکیت ہے اور اس کا نفع نقصان ان کا اپنا نفع نقصان ہے۔

4- اگر سکول بڑا ہونے کی وجہ سے ٹک شاپ کا کام زیادہ ہو تو ایک قابل اعتماد فل ٹائم ملازم رکھا جا سکتا ہے جو سامان خرید کر لانے اور سجانے وغیرہ کا ذمہ دار ہو۔

28- سکول بنک

1- طلبہ کو عملی زندگی کا تجربہ کروانے اور ان میں بچت کی عادت ڈالنے کا ایک طریقہ بعض لوگ یہ تجویز کرتے ہیں کہ سکول میں طلبہ کا ایک بنک ہو۔

2- ایک مناسب استاد اس بنک کی نگرانی کریں۔

3- اس بنک کا کام یہ ہو کہ اسکول کے فارغ اوقات میں یعنی سکول شروع ہونے سے پہلے، تفریح کے وقت اور چھٹی کے وقت، جو طلبہ اپنی بچت کے پیسے جمع کروانا چاہیں یا واپس لینا چاہیں وہ اس بنک سے رجوع کریں۔

4- اس بنک کے حسابات کو سادہ رکھا جائے۔ ایک طالب علم پیسے وصول کرتا جائے دوسرا واپس کرتا جائے، اگر رش ہو تو اندراج کرنے کے لئے زائد ایک ایک طالب علم کو ساتھ رکھ لیا جائے۔

29- طالبات کے لئے خصوصی تربیتی اقدامات

طالبات کے تعلیمی اداروں میں:

1- خواتین اساتذہ خود کو سادگی اور شائستگی کا نمونہ بن کر دکھائیں تاکہ فیشن پرستی کی فضول لہر کی روک ہو۔

2- خواتین کے تعلیمی ادارے میں مرد ملازمین بالکل نہ رکھے جائیں۔ مالکان کو بھی اپنی اعتماد کی کسی خاتون کے ذریعے نگرانی کرنی چاہئے۔

3- خواتین اساتذہ اور بڑی کلاسوں کی لڑکیوں پر پابندی ہو کہ وہ سکول آتے جاتے وقت اسلامی آداب کا خیال رکھیں خصوصاً" چادر یا برقع استعمال کریں اور سکول' کالج کے اوقات میں بھی دوپٹے کا اہتمام رکھیں۔

4- چھوٹی بچیوں کو سکارف باندھنے کی عادت ڈالیں تاکہ مستقبل میں انہیں چادر اوڑھنے کی ترغیب ملے۔

5- چادر اور دوپٹے کی بجائے V کی پٹی ہرگز استعمال نہ کی جائے۔

6- طالبات کا نصاب طلبہ سے الگ اور ان کے تعلیمی ادارے بھی علیحدہ ہونے چاہئیں۔

یہ فلسفہ غلط ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کا نصاب ایک ہو یا انہیں اکٹھے پڑھایا جائے۔ عورتیں ہمارے معاشرے کا نصف ہیں اور ان کی ذمہ داریاں اور دائرہ کار بھی مردوں سے الگ ہے لہٰذا اصول کی بات یہ ہے کہ ہر سطح پر طالبات کا نصاب بھی طلبہ سے الگ ہونا چاہئے اور ان کے تعلیمی ادارے بھی ہر سطح پر مردوں سے الگ ہونے چاہئیں۔ حالت یہ ہے کہ دنیا کے اکثر بڑے ممالک میں خواتین کی الگ یونیورسٹیاں اور کالج و انسٹی ٹیوٹ موجود ہیں۔ محض اس لئے کہ وہاں خواتین کی ایک بڑی تعداد کے پیش نظر ان کا آزادانہ تعلیم حاصل کرنے کا حق تسلیم کیا جاتا ہے' اگرچہ وہ اسے کوئی دینی تقاضا نہیں سمجھتے اور نہ ان کی تہذیبی اقدار اس کا تقاضا کرتی ہیں لیکن بدقسمتی سے پاکستانی حکمرانی اسے بنیاد پرستی کا مظہر سمجھتے ہیں لہٰذا ابھی تک یہاں خواتین یونیورسٹی قائم نہیں ہو سکی اور نہ یہاں خواتین کے خصوصی نصاب کی کوئی کوشش ہوئی ہے حالانکہ یہ ہماری دینی تعلیمات کا تقاضا بھی ہے اور ہماری تہذیبی اقدار کا مطالبہ بھی۔

30- خارجی مدد

1- یہ استاد ہی کا کام ہے کہ وہ طلبہ کی رہنمائی کرے اور عام حالات میں استاد کی یہ مدد کفایت کرتی ہے لیکن اگر بچے کو خصوصی مدد کی ضرورت ہو تو استاد کا کام

یہ ہے کہ وہ خارجی رہنمائی لینے میں ذرا بھی نہ جھجکے۔ بگاڑ کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ (1) جسمانی (2) نفسیاتی (3) اخلاقی۔

2- جسمانی بگاڑ یعنی بیماری کی صورت میں استاد کو چاہئے کہ بچے کو ڈاکٹر اور طبیب کے پاس بھیجے۔ بڑے تعلیمی اداروں میں فل ٹائم ڈاکٹر اور ڈسپنسری موجود ہونی چاہئے۔ چھوٹے تعلیمی اداروں کو چاہئے کہ وہ پارٹ ٹائم ڈاکٹر رکھ لیں یا کسی ایک ڈاکٹر کے ساتھ طے کر لیں کہ وہ بوقت ضرورت بچوں کو اس کے پاس بھجوا دیا کریں۔ اچھے تعلیمی ادارے ہر بچے کی عمومی صحت کا سالانہ معائنہ بھی کرواتے ہیں اور اس کا ریکارڈ بچے کی پرسنل فائل میں رکھتے ہیں۔ ضرورت ہو تو بچے کی صحت کے بارے میں والدین کو بھی مطلع کرتے ہیں۔

3- نفسیاتی بگاڑ یعنی نفسیاتی بیماریوں کی صورت میں ماہر نفسیات کی مدد لی جانی چاہئے۔ ترقی یافتہ ممالک کے بڑے تعلیمی اداروں میں ماہر نفسیات بھی موجود ہوتے ہیں جو بوقت ضرورت طلبہ کی مدد کرتے ہیں۔ پاکستان میں ابھی اس کا رواج کم ہے اور معاشرے کا عمومی رجحان یہ ہے کہ نفسیاتی بیماریوں کو برا سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ صحت مند رویہ نہیں ہے۔ نفسیاتی یا دماغی مرض بھی جسمانی مرض کی طرح ہوتا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ نفسیاتی مریض کو برا سمجھا جائے یا کسی نفسیاتی مرض میں ماہر نفسیات کی مدد نہ لی جائے۔ ہمارے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ہر تعلیمی ادارے کا ایک ماہر نفسیات سے رابطہ اور تعلق ہو تاکہ بوقت ضرورت اساتذہ کسی طالب علم کو وہاں بھجوا سکیں۔

4- اخلاقی بیماریاں بھی جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں کی طرح ہوتی ہیں جن کا باقاعدہ علاج ہونا چاہئے اگر سکول کا نظام تربیت یا سکول کا مربی کسی بچے کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہو کہ اس بچے کی اصلاح اس کے بس میں نہیں ہے تو جس طرح جسمانی امراض میں بچے کو ڈاکٹر یا طبیب کے پاس بھیجا جاتا ہے' اسی طرح اخلاقی بیماریوں (مثلاً جھوٹ بولنا' چوری کرنا وغیرہ) میں بھی طالب علم کو ماہر اخلاق کے پاس بھیجا جانا چاہئے۔

وہ بھی ایک زمانہ تھا کہ مسلم معاشرے میں دو ادارے ہوتے تھے۔ تعلیم کے لئے مدرسہ اور تربیت کے لئے خانقاہ لیکن وقت نے ان دونوں اداروں کو برباد کر دیا۔ خانقاہوں کے مربی اب پیشہ ور پیر بن گئے ہیں جنہوں نے اسے ایک کاروبار اور آمدنی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے باقی جہاں تک تربیت یا اس کے فن کا تعلق ہے یہ اس سے قطعاً" نابلد ہیں۔ اصل تصور یہ تھا کہ خانقاہ میں بیٹھنے والا مرشد یعنی ہدایت دینے والا اور اس کے پاس آنے والا مرید یعنی طالب ہدایت ہوتا تھا۔ اب جہالت اور پیٹ پرستی نے نہ حقیقی مرید رہنے دیئے نہ مرشد' صرف دنیا داری رہ گئی ہے۔ تاہم یہ نقشہ جو ہم نے کھینچا ہے عمومی صورت حال کی عکاسی کرتا ہے ورنہ اللہ کے بندے کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوتے ہیں اور ایسے افراد اب بھی اکا دکا مل جاتے ہیں جو سچ مچ مرشد ہوتے ہیں۔ یعنی طالبان کی اصلاح اور رہنمائی کر سکتے ہیں جو ایک خالص فنی کام ہے۔ ہمارے نزدیک ایک صحیح مرشد اور مربی میں مندرجہ ذیل خوبیاں ہونی چاہئیں:

1- اس کا کوئی عمل خلاف شریعت نہ ہو۔
2- اسے شریعت کا ضروری علم حاصل ہو۔
3- اس کے پاس بیٹھنے والے اکثر لوگ دیندار ہوں۔
4- وہ لوگوں سے کسی حالت میں بھی اور کسی شکل میں بھی پیسے نہ لیتا ہو۔
5- وہ پڑھا لکھا شخص ہو' انسانی نفسیات سے واقف ہو۔
6- تصوف کی مروجہ خرابیوں میں سے کوئی اس میں موجود نہ ہو مثلاً لوگوں کا اس کے ہاتھ چومنا اور اس کے پائنتی پیٹھ نہ رہنا' اس کا عام لوگوں سے الگ خاص قسم کا لباس پہننا' قوالیاں سننا' لوگوں سے پیسے لینا' اپنی کشف و کرامات اور قبولیت دعا کا ڈھنڈورا پیٹنا اور لوگوں کو تعویز دینا وغیرہ وغیرہ۔

: اگر آپ کو کوئی ایسا آدمی مل جائے جو مذکورہ بالا خوبیوں کا حامل ہو تو وہ ماہر اخلاق اور صحیح مربی ہے۔ ضرورت ہو تو خود بھی اس سے استفادہ کیجئے اور اپنے بچوں کی تربیت میں بھی اس سے مدد لیجئے۔ حسن اتفاق سے ہماری نظر میں ایک ایسا آدمی ہے' اگر آپ

ضرورت محسوس کریں اور آپ کو اور کہیں نہ ملے تو ہم سے رابطہ کر لیجئے۔(ڈاکٹر محمد امین 136- نیلم بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور)

31- تربیتی ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد

1- پاکستان کے تعلیمی اداروں میں بچوں کی تربیت ایک ایسا موضوع ہے جس پر نہ تو عموماً" غور و خوض ہوا ہے اور نہ ریسرچ لہٰذا اس موضوع پر ورکشاپ اور سیمینار منعقد کرنے چاہئیں تاکہ ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کیا جا سکے۔ خود دوست احباب سے مل کر اس کا انتظام کیجئے یا اساتذہ و طلبہ کی اسلامی تنظیموں کو توجہ دلایئے کہ وہ اس کا انتظام کریں۔

2- تعلیمی ادارے کی سطح پر جو لوگ تربیت سے متعلق ہوں ان کے باقاعدہ اجلاس ہونے چاہئیں اور تربیت کے لئے نت نئے اور موثر ذرائع اختیار کیے جانے چاہئیں اور عملی تجربات بھی جاری رہنے چاہئیں۔

فصل چہارم

بچے کے بگاڑ کے اسباب و مظاہر اور ان کا علاج

یہ کتاب ہم اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے سربراہوں اور منتظمین کے لئے لکھ رہے ہیں تاکہ وہ بچوں کی تربیت اور اصلاح کر سکیں لیکن بچوں کی اصلاح و تربیت صحیح خطوط پر اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک تربیت و اصلاح کرنے والوں کو یہ پتہ نہ ہو کہ بچوں میں بگاڑ کے اسباب کیا ہیں اور بگاڑ کی وجہ سے امراض کن شکلوں میں ظہور پذیر ہوتے ہیں اور ان کا علاج کیا ہے؟ لہٰذا اس فصل میں ہم انہی تین امور پر روشنی ڈالیں گے ؎

بچے کے بگاڑ کے اسباب

بچے کے بگاڑ کے اسباب میں سے چند اہم یہ ہیں:

۱- والدین کی غفلت

بچوں کے بگڑنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین بچوں کو وقت اور توجہ نہیں دیتے اور ان کی صحیح تربیت نہیں کرتے۔ یہ بات بظاہر ٹھیک نہیں لگتی کیونکہ فطری طور پر سارے والدین اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اور اکثر تو یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اپنی اولاد ہی کے لئے کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود سچ وہی ہے جو ہم نے کہا ہے اور اس کی کچھ وجوہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

بعض والدین یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اولاد کو اچھا پہنا دیا' اچھا کھلا دیا' اچھے سکول (اچھے سکول کا عموماً" یہ معیار سمجھا جاتا ہے کہ اس کی فیس زیادہ ہوتی ہے' انگریزی یونیفارم ہوتی ہے' پہلی جماعت سے انگریزی پڑھائی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ) میں داخل کروا دیا اور گویا اس طرح بچوں کی اچھی پرورش کا حق ادا کر دیا' اس سے بڑھ کر وہ اور کیا کریں؟

بعض والدین جو زیادہ امیر ہوتے ہیں ان کے پاس اولاد کے لئے' سہولتیں بہت ہوتی ہیں لیکن وقت اور توجہ وہ بچوں کو نہیں دے سکتے' بچوں کو آیائیں پالتی ہیں' وہی ان کے کپڑے بدلتی اور سکول کے لئے تیار کرتی ہیں' ڈرائیور بچوں کو سکول چھوڑ آتا اور واپس لے آتا ہے' پاپا اکثر دوروں پر رہتے ہیں اور ماما کلب' سوشل سرگرمیوں اور میٹنگوں وغیرہ میں اتنی مصروف ہوتی ہیں کہ بچوں سے صبح شام یا آتے جاتے ہائے' ہیلو ہو جاتی ہے۔ ایسے والدین سمجھتے ہیں کہ ان کی اولاد انتہائی اچھے طریقے سے اور ٹھاٹھ سے پرورش پا رہی ہے اس سے بڑھ کر بچوں کی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے؟

بعض والدین بہت غریب ہوتے ہیں' وہ بیچارے دن رات دال روٹی کی فکر میں لگے رہتے ہیں' یا تو وہ بے روزگار ہوتے ہیں یا معمولی ملازمت وغیرہ ہوتی ہے یا وہ شام کو دوسری ملازمت پر چلے جاتے ہیں یا اوور ٹائم کام کرتے ہیں۔ ایسے والدین کے نزدیک یہی بہت ہے کہ بچوں کو دو وقت کی روٹی میسر آ گئی' کپڑوں سے ان کا تن ڈھنپ گیا اور ان کو جیسے تیسے کسی سرکاری سکول میں داخل کروا دیا۔ وہ بچوں کے لئے ان ہی ضروریات میں پھنسے رہتے ہیں اور اس سے آگے بچوں کی تربیت کے بارے میں سوچنے کے لئے ان کے پاس نہ وقت ہوتا ہے اور نہ توجہ۔

اصل بات یہ ہے کہ والدین خواہ غریب ہوں یا امیر یہ ان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی اچھی تربیت کریں اور انہیں اچھے آداب سکھائیں' تاکہ ایک بہتر نسل وجود میں آئے۔ اس سلسلے میں جتنے بھی عذرات پیش کیے جائیں انہیں عذر لنگ ہی کہا جائے گا کیونکہ بچوں کی اچھی تربیت کے سلسلے میں اللہ و رسول کے جو احکام ہیں ان کی موجودگی میں کوئی عذر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا"[2]

ترجمہ: "اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے"

"وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا"[3]

"(اے مومنو!) اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو"۔

اور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مرد اپنے اہل و عیال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت مرد کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ 4

"اپنی اولاد اور گھر والوں کو اچھی باتیں سکھاؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو"۔5

"جس کی تین یا دو بچیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرے تو وہ جنت میں جائے گا"6 (تلخیصاً)

اور پہلی فصل میں بھی احادیث گزر چکی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہو نیز یہ کہ سات سال کی عمر میں اسے نماز پڑھنے کی ترغیب دو اور دس سال کی عمر میں ان کے بستر الگ کر دو اور انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ حضورؐ کے ان احکام پر دوسرے اخلاق حسنہ کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ دوم نے اہل شام کو لکھا کہ "اپنی اولاد کو تیراکی' تیر اندازی اور گھوڑ سواری سکھاؤ" 7 اور حجاج بن یوسف نے اپنے بیٹوں کو استاد کے سپرد کرتے ہوئے کہا "انہیں لکھنا سکھانے سے پہلے تیراکی سکھائیے کیونکہ اگر انہوں نے لکھنا نہ بھی سیکھا تو کوئی انہیں لکھ دے گا لیکن اگر انہوں نے تیرنا نہ سیکھا تو کوئی ان کی جگہ تیر نہیں سکے گا"۔8

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کا حکم ہر مسلمان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کے لئے کوشش کرے لہٰذا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا ایک شرعی حکم ہے جس کا تارک گنہگار ہے اور ترک فرائض کی وجہ سے مستحق عقاب بھی۔ لہٰذا اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی سزا سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی جائے۔ اسلاف کے اقوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت ہی والدین کی ذمہ داری نہیں بلکہ ان کی جسمانی اور عسکری تربیت بھی ان کی ذمہ داری ہے تاکہ

وہ معاشرے کے مفید رکن بن سکیں۔

لہٰذا سب والدین کو سمجھ لینا چاہئے کہ بچوں کی صرف مادی ضروریات پوری کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا بھی ان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ بچوں کو وقت دینا' انہیں پڑھانا' انہیں تفریح کے لئے لے جانا' ان کو تعلیم کے لئے سکول یا کھیلنے کے لئے گراؤنڈ میں لے جانا' اس کے دوستوں کے بارے میں آگاہی رکھنا' ان کے اساتذہ سے رابطہ رکھنا' ان کو دینی تعلیم دلوانا' ان کی تربیت کرنا یہ سب والدین کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اسے ہرگز تضیع اوقات یا غیر ضروری نہیں سمجھنا چاہئے اور نہ دوسری مصروفیات اور سرگرمیوں کو ان کاموں پر فوقیت دینی چاہئے۔ یہ خود بہت ضروری سرگرمیاں ہیں۔ نیک اور لائق اولاد سے بڑھ کر والدین کے لئے سرمایہ کاری کیا ہو سکتی ہے لہٰذا بچوں کی اچھی تربیت ایک دینی و اخلاقی فریضہ ہی نہیں دنیا داری کی رو سے بھی گھاٹے کا سودا نہیں۔ جو والدین بچوں کی اچھی تربیت کرنے کے لئے وقت نہیں نکالتے وہ بالاخر پچھتاتے ہیں' اس دنیا میں بھی اور آخرت کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے' چنانچہ ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک نامی گرامی چور کو پھانسی دینے سے پہلے جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے اپنی ماں سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب اس کی ماں روتی دھوتی اس کے پاس آئی تو اس نے کہا "ماں! جس دن میں نے سکول کے ایک ساتھی کے بستے سے پنسل چرائی تھی اس دن اگر تم مجھے جھڑک دیتیں تو میں آج یہاں تک نہ پہنچتا' آج تمہارے رونے کا کیا فائدہ؟ چور تو مجھے تم نے ہی بنایا ہے"! ہر استاد اور مربی کا فرض ہے کہ اگر وہ محسوس کرے یا اس کے علم میں آئے کہ والدین بچے پر توجہ نہیں دے رہے یا ان کی غفلت سے بچہ بگڑ رہا ہے تو وہ بچے کے والدین سے رابطہ کرے اور انہیں ان کی ذمہ داری یاد دلائے۔

2- استاد کا منفی کردار

استاد کا کام اگرچہ بچے کو تعلیم دینا اور اس کی اچھی تربیت کرنا ہے تاہم اگر وہ اپنا فریضہ مثبت طور پر انجام نہ دے اور اس کا کردار منفی ہو تو بچے کے اخلاق و کردار پر

بھی اس کے اثرات منفی پڑیں گے۔ کسی بھی استاد کے مندرجہ ذیل رویے بچوں کے بگاڑ کا سبب بن سکتے ہیں:

1- اگر استاد بچوں سے یکساں سلوک نہ کرے۔ بعض کو توجہ' احترام اور محبت دے اور بعض کو نظرانداز کردے یا انہیں حقارت کی نظر سے دیکھے۔

2- اگر وہ تشدد پسند ہو اور بچوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مارنے کا عادی ہو۔

3- اگر وہ اتنا نرم مزاج ہو کہ بچوں کو کبھی کچھ نہ کہے اور وہ اتنے دلیر ہو جائیں کہ کام ہی نہ کریں یا نظم و ضبط کی پابندی نہ کریں۔

4- اگر وہ بچوں کے سامنے برا اخلاقی نمونہ پیش کرے مثلاً ان کے سامنے سگریٹ پیے' فحش کلامی کرے' گالی دے' قہقہے لگائے' پیسے لے کر نمبر بڑھا دے یا انتقاماً کسی کے نمبر کم کر دے یا اسے فیل کر دے' بچوں کو اپنے پاس ٹیوشن پڑھنے پر مجبور کرے وغیرہ وغیرہ۔

5- اگر اسے اپنے مضمون پر عبور نہ ہو اور گپ شپ لگا کر پیریڈ کا وقت پورا کرے یا گائیڈیں خلاصے سامنے رکھ کر پڑھائے۔

لہٰذا ہر استاد کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے منفی رویوں سے بچے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے بچوں کی موثر تعلیم و تربیت میں اپنا مثبت کردار ادا کرے۔

2- ٹی وی اور وی سی آر

ٹی وی نے ہماری اخلاقی اقدار اور سماجی رویوں پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ بڑے دن بھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے تھے اس طرح انہیں ایک دوسرے کے حالات کا پتہ چلتا تھا' وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے' ایک دوسرے سے موانست اور محبت بڑھتی تھی' پھر لوگ جلدی سو جاتے تھے اور صبح جلدی اٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور دوسرے کاموں میں لگ جاتے تھے۔ اب صورت یہ ہے کہ اکثر چھوٹے بڑے رات کو ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں اور صبح دیر سے اٹھتے ہیں' نماز بھی رہ جاتی ہے اور علی الصبح تازہ دم دن بھر کے

کاموں کی ابتدا بھی نہیں کی جا سکتی۔ ٹی وی کا ایک نقصان سنیما اور فلم سے بڑھ کر یہ ہے کہ سنیما تو وہی شخص جاتا تھا جسے وہاں لگی ہوئی فلم پسند ہوتی تھی' اب ٹی وی کی صورت یہ ہے کہ آپ سنیما نہیں جاتے بلکہ ٹی وی آپ کے بیڈ روم میں گھس گیا ہے' یہاں آپ اپنی مرضی کی فلم نہیں دیکھتے بلکہ وہ فلم دیکھتے ہیں جو ٹی وی کے منتظمین آپ کو دکھانا چاہتے ہیں۔

ٹی وی کے برے پروگراموں کا سب سے زیادہ نقصان بچوں کو ہوتا ہے کیونکہ بچے اس کے اتنے رسیا ہو جاتے ہیں کہ وہ ٹی وی کے سامنے سے ہٹتے ہی نہیں۔ جو پروگرام پاکستان ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ فیصد تک معلوماتی ہوتے ہیں اور باقی 85'90 فیصد مواد ایسا ہوتا ہے جو بچوں کی تربیت کے حوالے سے نقصان دہ ہوتا ہے۔ خود بچوں کے اکثر پروگرام بھی دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ کارٹونوں وغیرہ کے اکثر پروگرام بھی بیرونی کلچر کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ بچوں کے مقامی پروگراموں میں ٹیبلو اور ڈرامے کے نام پر بچوں کو گانے' رقص کرنے اور ادا کاری کی تربیت دی جاتی ہے۔

ذرا بڑے بچے جب پروگرام دیکھنے بیٹھتے ہیں تو وہ صرف بچوں کے یا معلوماتی پروگرام ہی نہیں دیکھتے بلکہ ہر قسم کے پروگرام دیکھتے ہیں جن میں بے ہنگم موسیقی' ناچ گانے اور بے حیائی پر مبنی پروگرام زیادہ ہوتے ہیں' مغرب سے درآمد شدہ جاسوسی فلمیں اور دوسرے پروگرام حتیٰ کہ سپورٹس پروگرام بھی عریانی اور بے حیائی کے پہلو لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ پاکستانی فلمیں بھی اس میں کسی سے کم نہیں لیکن اب ڈش کے ذریعے بھارتی اور دیگر غیر ملکی پروگرام براہ راست دیکھنے کی سہولت نے تو شرافت' وضع داری اور شرم و غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ وی سی آر اگر گھر میں نہ ہو تو ہر گلی محلے میں کرایہ پر مل جاتا ہے اور بھارتی لچر فلمیں بھی ہر جگہ باسانی دستیاب ہیں اور بلا جھجک (کم از کم بڑے شہروں میں) دیکھی جاتی ہیں' بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ثقافت کی حد تک بھارت ہمیں فتح کر چکا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ لیکن قبل بلوغت اور ابتدائے بلوغت کا زمانہ انسانی زندگی کا ایک انتہائی نازک مرحلہ ہوتا ہے اس مرحلے

میں ایسی فلمیں، ڈرامے دیکھنا جن میں عریانیت ہو، جذبات کو برانگیختہ کرتا ہے اور اس کا تسلسل بالآخر بدکاری اور جرائم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ بچے توجہ سے ہوم ورک نہیں کرتے، جلدی نہیں سوتے، تعلیم میں جان نہیں مارتے، صبح تازہ دم نہیں اٹھتے۔ ان کی آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے نقصانات ہیں جن کا ہر وہ شخص مشاہدہ کر سکتا ہے جس کے گھر میں ٹی وی ہے۔ لہٰذا خوش نصیب اور قابل داد ہیں وہ والدین جنہوں نے گھروں میں ٹی وی نہیں رکھا تاکہ بچے برباد نہ ہوں اور وہ اس طرح بچنے والے وقت کو بچوں کی تعمیری اور تفریحی سرگرمیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً بچوں کے لئے تعمیری کتب اور رسالے مہیا کرنا، ان کو پارکوں اور باغات میں لے جانا وغیرہ۔ اس کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر گھر میں ٹی وی ہو تو خود پاس بیٹھ کر بچوں کو صرف وہ پروگرام دیکھنے دیئے جائیں جو براہ راست ان سے متعلق ہوں اور کم نقصان دہ ہوں۔ فی زمانہ یہ بھی بڑے مجاہدے کی بات ہے۔ رہے وہ والدین جنہوں نے بچوں کو چھوٹ دے رکھی ہے کہ وہ جب تک چاہیں ٹی وی دیکھتے رہیں یا وہ خود رات گئے تک ٹی وی اور وی سی آر پر فلمیں دیکھتے ہیں اور اس ناپاک شغل میں بچوں کو بھی شریک کرتے ہیں یا بچوں کو اس طرح کی تفریح کی اجازت دیتے ہیں تو ان کی بدقسمتی میں کوئی شک نہیں کیونکہ دین و دنیا پر اس کے برے اثرات جلد ہی نمایاں ہونے شروع ہو جاتے ہیں اس کے لئے یوم آخرت کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ہر استاد اور مربی کا بھی فرض ہے کہ وہ بچوں کو سمجھائے کہ وہ ٹی وی نہ دیکھیں، وی سی آر کے قریب نہ جائیں اور فلموں اور گانوں سے پرہیز کریں تاکہ ان کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو اور نہ ان کے برے اثرات ان کے اخلاق و عادات پر پڑیں۔

ہم یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتے ہیں کہ اسلام فنون لطیفہ اور تفریح کا مخالف نہیں وہ ان کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ اسلامی اصول و اقدار کی نفی نہ ہو چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حبشیوں کے کرتب اور تماشے مسجد نبوی کے صحن میں کروائے اور خود حضرت عائشہؓ کو اپنی اوٹ میں کھڑا کر کے دکھائے۔ [9]

4- غیر مناسب رسالے اور کتابیں

اس وقت بازار میں ایسے اخبار' رسالے اور کتابیں عام ملتی ہیں جن کا مواد بچوں کی اخلاقی تربیت پر برے اثرات ڈالتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ والدین اور اساتذہ اس امر کا خیال رکھیں کہ بچوں کو ان کی عمر کے مطابق تعمیری اور دلچسپ رسالے اور کہانیوں وغیرہ کا انتخاب مہیا کیا جائے۔ والدین اور اساتذہ کا یہ بھی فرض ہے کہ بچوں کے لئے گھر اور سکول میں لائبریری ہو جس میں بچوں کے رسالے باقاعدگی سے آئیں اور بچوں کے لئے تعمیری اور موزوں کتب موجود ہوں۔ نیز یہ کہ سکول کی لائبریری میں ایسی کتابیں موجود نہ ہوں جو مخرب اخلاق ہوں۔ ایک صاحب نے ہم سے ذکر کیا کہ جب وہ سکول میں تھے تو انتہائی ذہین تھے اور سکول بھر میں فرسٹ آیا کرتے تھے۔ مڈل کے امتحان کے بعد کی چھٹیوں میں وہ لائبریری کے انچارج استاد کے پاس گئے کہ انہیں مطالعہ کے لئے کوئی مواد دیا جائے تو انہوں نے اسے ناول پڑھوانے شروع کر دیئے جس کی انہیں ایسی لت پڑی کہ بعد میں وہ سالانہ امتحان کے دنوں میں بھی ناول پڑھتے رہتے اور اس طرح ایک ذہین نوجوان کا مستقبل محض اس لئے برباد ہوگیا کہ اسے چھوٹی اور کچی عمر میں ناول پڑھنے کی عادت پڑ گئی۔

چھوٹی عمر کے بچے جنوں اور پریوں کی کہانیاں پڑھنے میں دلچسپی لیتے ہیں ضروری ہے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کو اس غیر حقیقی زندگی سے نکالا جائے ورنہ وہ عمر زیادہ ہونے کے باوجود بچے ہی رہیں گے۔ لہٰذا والدین اور اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے بچے کیا پڑھتے ہیں؟ اور ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں ان کی عمر کے مطابق موزوں لٹریچر مہیا کریں تاکہ غلط اور غیر موزوں لٹریچر کی طرف ان کا دھیان نہ جائے۔

5- فارغ وقت کا غلط استعمال

فارغ وقت کا غلط استعمال ہمارے ہاں بچوں کے بگاڑ کا ایک بڑا سبب ہے۔ بعض

اوقات امتحانات کے نتائج میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے اور بچوں کو کئی ماہ تک گھر میں فارغ رہنا پڑتا ہے اور ان کے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں ہمارے تعلیمی اداروں میں چھٹیاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ گرمیوں میں تین ماہ کی طویل چھٹیوں کے علاوہ امتحان کے بعد چھٹیاں' موسم بہار کی چھٹیاں' چھوٹے چھوٹے مذہبی تہواروں کی چھٹیاں جیسے آخری چہار شنبہ' شب معراج' شب قدر' عاشورہ وغیرہ وغیرہ

اس مسئلے کے حل پر غور کرتے ہوئے ہمیں دو چیزیں ذہن میں رکھنی چاہئیں ایک تو یہ کہ بچے کو فطری طور پر کھیل کود اور تفریح سے دلچسپی ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ بچے میں بہت انرجی ہوتی ہے جسے وہ استعمال کرنا چاہتا ہے لہٰذا وہ نچلا نہیں بیٹھ سکتا۔ اس فارغ وقت کے صحیح استعمال کے کئی طریقے ہیں مثلاً:

اول : ہماری جدید تعلیم میں بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام برائے نام ہے لہٰذا تعلیمی ادارے کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بچے کو کھیل کود اور تفریح کے مواقع پوری طرح مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی یہ خامی پوری کر دی جائے اور اس کے لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں موزوں استاد کا انتظام کیا جائے جو قرآن حکیم کے ضروری حصے زبانی یاد کروا دے' کچھ عربی زبان پڑھا دے' قرآنی اور مسنون دعائیں اور اذکار یاد کروا دے اور دین کی بنیادی معلومات پر کچھ کتابوں کا مطالعہ کروا دے۔

دوم : بچے کو کسی ایک یا کئی ایک اچھی لائبریریوں کا ممبر بنوا دیا جائے اور کوشش کی جائے کہ وہاں اسے اچھی تعمیری کتب کے مطالعے کی عادت پڑ جائے۔

سوم : اسے مطالعاتی ٹور کے لئے بھیجا جائے اور اگر طلبہ کا ایک گروپ کسی استاد کی نگرانی میں ملک کے خوبصورت علاقوں اور تاریخی و قابل دید مقامات کی سیر کو جائے تو اس سے بہترین نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ ملک کے دوسرے علاقوں کے دورے سے بچوں کے ذہن میں کشادگی اور وسعت پیدا ہوگی جو بالآخر عوامی بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

چہارم : اگر بچہ کسی مضمون میں کمزور ہو مثلاً انگریزی' ریاضی وغیرہ میں تو اس وقفے کے صحیح استعمال کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اسے اس مضمون کی کمزوری دور کرنے کا

موقع دیا جائے۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ استاد نصابی ضروریات سے قطع نظر اس مضمون کے مبادیات اس طالب علم کو اچھی طرح سمجھا دے۔

استاد اور مربی کا فرض ہے کہ وہ تعلیمی ادارے کی طرف سے والدین کو مشورہ دے کہ :

1- چھٹیوں کے دوران بچے کو دور نزدیک کے عزیز و اقارب کے گھر بھیجا جائے۔ موجودہ زمانے میں زندگی اتنی مصروف ہوتی جا رہی ہے کہ لوگوں کو اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کے لئے بھی وقت نہیں ملتا۔ اس سے رشتہ داروں کے ساتھ قربت اور محبت بڑھے گی اور مستقبل میں ان کے رشتوں وغیرہ کے سلسلے میں بھی آسانی پیدا ہو جائے گی۔

2- کھیل کود اور تفریح کے سلسلے میں اتنا کافی نہیں ہے کہ بچوں کو کھیل کود کی اجازت دی جائے بلکہ اس کے لئے کھلے دل سے ان کو سہولتیں بھی مہیا کرنی چاہئیں مثلاً اگر کھیل کا میدان دور ہو تو اسے وہاں چھوڑنے اور واپس لانے کی سہولت یا آنے جانے کا کرایہ دینا چاہئے اور کھیلوں میں مقابلہ کرنے اور انعام حاصل کرنے پر ابھارا جائے۔ اگر وہ کھیل میں کپ وغیرہ جیت کر آئے تو اسے حوصلہ افزائی کا انعام دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

سطور بالا میں جن سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا اہتمام لڑکوں کے علاوہ لڑکیوں کے لئے بھی کیا جائے کیونکہ فراغت اور بے کاری صرف لڑکوں ہی کے لئے مضر نہیں ہوتی بلکہ لڑکیوں کے لئے بھی مضر ہوتی ہے لہٰذا ان کی تعمیری مصروفیت کا انتظام کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا لڑکوں کا۔

6- بری صحبت

بچوں کے بگاڑ کے بڑے اسباب میں سے ایک بری صحبت بھی ہے۔[10] ٹی وی، وی سی آر، گندے ناول اور رسالے بھی بری صحبت میں شمار کیے جا سکتے ہیں، تاہم بچے اگر ایسے بچوں کو دوست بنائیں اور ان کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں جن کی بری عادتیں پختہ ہو چکی ہوں مثلاً وہ سگریٹ پیتے ہوں، گالی دیتے ہوں، پڑھائی کے چور ہوں تو جو بچہ

بھی ایسے بچوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا وہ انہی کی عادتیں سیکھ لے گا۔ اس لئے والدین اور اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ ہر وقت چوکنے رہیں اور دیکھتے رہیں کہ ان کے بچوں کے دوست کون ہیں اور ان کا اٹھنا بیٹھنا اور پڑھنا لکھنا کس قسم کے بچوں کے ساتھ ہے؟ کوئی بچہ اگر اپنے سے بڑی عمر کے لڑکے سے دوستی رکھے تو اس میں بھی بے راہ روی کا امکان ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بچے کے دوست اس کے ہم عمر اور ہم جنس ہوں اور یہ بھی بہتر ہے کہ وہ انہی کے سماجی رتبے کے ہوں' ورنہ بچہ امیر ساتھیوں کی محفل میں یا تو احساس کمتری کا شکار ہو جائے گا یا والدین پر دباؤ ڈال کر ان کے معیار کے مطابق بننا چاہے گا اور یہ دونوں روشیں غلط اور نامناسب ہیں۔

بری صحبت کے برے اثرات سے انکار کرنا روز روشن کو جھٹلانے کے مترادف ہے شیخ سعدی نے اس ضمن میں اپنے ایک قطعے میں ایک دلچسپ اور موثر حکایت لکھی ہے جو کچھ یوں ہے۔

گل خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوب بدستم
بأو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلاویزے تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
کمالے ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یعنی مجھے تحفے میں خوشبو ملی تو میں نے اسے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دلاویزی سے میں جھوم اٹھا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں تو محض ناچیز مٹی ہوں۔ ہاں یہ ہوا کہ ایک مدت تک پھول مجھ پر گرتے رہے اور ان کے ساتھ رہ رہ کر ان کی خوشبو میرے اندر بھی رچ بس گئی ورنہ تو میں وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔

صحبت کے اثرات کو نبی اکرم ﷺ نے ایک انتہائی خوبصورت مثال سے

واضح کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ "اچھے اور برے شخص کی صحبت کی مثال عطر فروش اور لوہار کی سی ہے۔ اگر تم عطر فروش کے پاس جاؤ گے تو یا تو اس سے کچھ عطر خریدو گے اور اگر نہ بھی خریدا تو عطر کی خوشبو سے لازماً" لطف اندوز ہو گے اور اگر تم لوہار کے پاس جاؤ گے اور وہ دھونکنی دوہ رہا ہو تو خدشہ ہے کہ آگ کے چنگارے اڑ کر تم پر گریں اور تمہارے کپڑے جل جائیں اور اگر یہ نہ بھی ہو تو دھوئیں اور بدبو سے تو تمہارا پالا پڑے گا ہی"۔ [12] اس لئے اللہ تعالیٰ نے اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے[13] اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ظالم لوگ حسرت اور افسوس سے اپنی انگلیاں چبائیں گے کہ اے کاش ہم نے رسولؐ کا ساتھ دیا ہوتا اور برے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کی ہوتی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا (تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا)۔ [14]

بعض تیز اور ہوشیار بچے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو خوب سمجھتے ہیں اور انہیں اچھے اور برے کی خوب پہچان ہے لہٰذا برے بچوں کے برے اثرات ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اپنی ہوشیاری سے بوقت ضرورت وہ ان سے کوئی کام نکلوا سکتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "آدمی اپنے دوستوں ہی سے پہچانا جاتا ہے"۔ [15] لہٰذا برے دوستوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ نیز اساتذہ اور والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو بری صحبت سے بچائیں اور ان پر کڑی نظر رکھیں۔

7- غربت و افلاس

بچوں کے بگاڑ کے مختلف اسباب میں سے ایک غربت و افلاس بھی ہے اس کا ایک نقصان تو یہ ہے کہ جس گھر میں والدین اپنے بچوں کے لئے روٹی، کپڑے اور کتابوں کا خرچ مہیا نہ کر سکیں ان کی پریشان حالی اور پریشان خیالی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے والدین اپنی پریشانیوں میں اتنے غرق ہو جاتے ہیں کہ وہ بچوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ بچے جب اپنی ضروریات کا تقاضا ان سے کرتے ہیں تو وہ انہیں ڈانٹ دیتے ہیں

اور اس طرح بچہ آہستہ آہستہ ان کے پیار و محبت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ یہ محرومیاں معصوم بچے کے ذہن پر بہت برا اثر ڈالتی ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کی شخصیت کو کچل ڈالتی ہیں۔ رد عمل کا شکار ہو کر وہ یا تو دبو' شرمیلا اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے یا بعض اوقات تلخ ہو کر انتقامی کاروائیوں پر اتر آتا ہے۔ ایسے بچے جب ذرا بڑے ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ گھر میں نہ کھانے کو ملتا ہے نہ پہننے کو اور ماں باپ کی ڈانٹ ڈپٹ الگ تو وہ گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔ ایسے بچے اکثر خرکاروں' چور اچکوں' بدمعاشوں یا پیشہ ور گداگروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو بسا اوقات انہیں برے کاموں اور جرائم کی راہ پر ڈال دیتے ہیں اور اس طرح معاشرہ اپنے ایک کار آمد اور مفید کارکن سے محروم ہو جاتا ہے۔

اگرچہ اس بات پر بحث کرنا کہ اس قسم کی مفلسی تیسری دنیا خصوصاً" مسلمان ملکوں ہی کا مقدر کیوں ہے ہمارے موضوع سے خارج ہے تاہم اس طرف اشارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ صورت حال اسلام کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور غیر مطلوب ہے۔ اس سلسلے میں حکومتوں' افراد معاشرہ اور فرد تینوں کے لئے سنت رسول ﷺ میں رہنمائی موجود ہے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس ایک انصاری آئے اور سوال کیا۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے پاس گھر میں کوئی چیز موجود نہیں؟ اس نے کہا ایک چادر اور پانی کا گھڑا ہے۔ آپؐ نے وہ منگوا کر حاضرین میں سے ایک کو دو درہم کے عوض بیچ دیا۔ پھر اس انصاری سے کہا کہ ایک درہم کا گھر راشن لے جاؤ اور دوسرے درہم سے کلہاڑے کا پھل خرید لاؤ۔ وہ خرید لایا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ ڈالا اور کہا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹو اور بیچو' اور اگلے پندرہ دن تک میں تمہاری شکل نہ دیکھوں۔ وہ انصاری دو ہفتے بعد آیا تو اس نے رپورٹ دی کہ اس نے اس دوران پندرہ درہم کمائے تھے جن سے اس نے گھر والوں کے لئے راشن پانی اور کپڑا لتا خریدا تھا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے بجائے اس کے کہ لوگوں سے سوال کرو جو اس دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی تمہارے لئے باعث رسوائی ہو"۔ [16] اس سے یہ پتہ چلا کہ حکومت اور حکمرانوں کا کام یہ ہے کہ وہ

لوگوں کے لئے روزگار کا انتظام کریں تاکہ وہ بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہ رہیں اور افراد کا فرض یہ ہے کہ وہ کام ڈھونڈیں' معاشی جدوجہد کریں نہ کہ لوگوں سے مانگنا شروع کر دیں۔

جہاں تک معاشرے کا تعلق ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "وہ مومن نہیں جس کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ پیٹ بھر کر سو رہے" [17] اور حکم دیا کہ "جس کے پاس سواری ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد راشن ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس راشن نہ ہو"۔ [18] اس سے ظاہر ہوا کہ افراد معاشرہ کا یہ فرض ہے کہ وہ محتاجوں اور غریبوں کی خبر گیری کریں اور یہ کسی کے لئے ہرگز زیبا نہیں کہ وہ عیش و عشرت کی زندگی گزارے جب کہ اس کے بھائی بنیادی ضروریات سے محروم ہوں۔

8- والدین کی ناچاقی

بچہ جس ماحول میں آنکھ کھولتا ہے اسی کے اثرت اس کے دل و دماغ پر مرتسم ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایسے گھرانے کا ماحول دیکھتا ہے جہاں ماحول خوشگوار' پاکیزہ' پرلطف اور دینی ہو تو وہ اس کے اچھے اثرات قبول کرے گا۔ اگر گھر ایسا ہو جہاں لڑائی جھگڑے' مار کٹائی' اونچی آواز میں چیخ چیخ کر بولنا' گالی اور کوسنے دینا وغیرہ ایک معمول ہو تو اس کے برے اثرات بھی بچے پر پڑیں گے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جہاں میاں بیوی میں ذہنی و قلبی ہم آہنگی نہ ہو اور ان کے درمیان اختلافات روزمرہ کا معمول ہوں' وہاں بچے نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات بگڑ بھی جاتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے قرآن و سنت میں شادی کے لئے لڑکی اور لڑکے کے انتخاب کے سلسلے میں تفصیلی رہنمائی مہیا کی ہے اور دینی پہلو کے علاوہ فریقین کی (آزاد مرضی سے) رضا مندی نیز سماجی رتبے' خاندان برادری' علم و اخلاق' مالی و سماجی حالات کی یکسانیت پر زور دیا ہے تاکہ میاں بیوی ایک خوشگوار ماحول میں زندگی بسر کر سکیں۔ ہم لوگ عام طور پر ان اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس طرح خود

مشکلات کو دعوت دیتے ہیں۔

والدین کی ناچاقی اور لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر بعض اوقات بچوں میں یہ میلان پیدا ہو جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت گھر سے باہر گزارا جائے اور گھر میں صرف سونے کے لئے یا بامر مجبوری آیا جائے۔ ان حالات میں اگر وہ بدقسمتی سے برے ماحول میں پھنس جائیں تو ان کی زندگی بالاخر برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح بعض بچے گھر کے ماحول سے دلبرداشتہ ہو کر گھر سے بھاگ جاتے ہیں اور عموماً غلط ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں۔

اگر والدین کی ناچاقی سوء اتفاق سے طلاق پر منتج ہو تو یہ صورت بھی بچے پر برے اثرات مرتب کرتی ہے۔ فطرت کا اصول یہ ہے کہ بچے کو ایک طرف ماں کی ممتا اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسری طرف باپ کی رہنمائی اور نگرانی بھی اس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک سے محرومی بھی بچے کی شخصیت کو مجروح کر دیتی ہے۔ اگر باپ نہ ہو اور بچوں کو پالنے کے لئے ماں ملازمت وغیرہ کرے تو ظاہر ہے نہ وہ بچوں کو پوری توجہ اور محبت دے سکے گی اور نہ ہمہ وقت ان کی نگرانی کر سکے گی اور بچوں کے آوارہ ہونے کا امکان بڑھ جائے گا۔ اگر معاشی مسئلہ نہ ہو تو بعض اوقات وہ باپ کی شفقت کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر بچے کے زیادہ لاڈ اور ناز اٹھائے گی اور اکثر اوقات بچے اس سے بھی بگڑ جاتے ہیں اور اگر طلاق کی صورت میں بچہ ماں سے محروم ہو جائے تو ظاہر ہے کوشش کے باوجود باپ نہ ماں کی کمی پوری کر سکتا ہے اور نہ اس کی جگہ لے سکتا ہے۔ اور اگر وہ دوسری شادی کر لے اور سوتیلی ماں بچوں کو حقیقی پیار اور محبت نہ دے سکے یا ان سے بدسلوکی کرے تو اس سے بھی بچے کی شخصیت مجروح ہو جائے گی اور اس کے بگڑنے کے امکانات بہت بڑھ جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے "طلاق اللہ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند ہے" [19] اور قرآن و سنت نے تفصیل سے میاں بیوی کے حقوق و فرائض بیان کر دیئے ہیں تاکہ ممکن حد تک ان کے درمیان ہم آہنگی رہے۔

یہاں اس امر کی طرف اشارہ بے جا نہ ہوگا کہ انفرادی کمزوریوں کے باوجود اسلام

کی ان تعلیمات ہی کی برکت ہے کہ مسلمان معاشروں میں طلاق کی شرح غیر مسلم ممالک خصوصاً ترقی یافتہ مغرب کے مقابلے میں برائے نام ہے اور مسلمانوں کے ہاں خاندانی نظام ابھی تک مضبوط بنیادوں پر قائم ہے جس سے کہ یورپ و امریکہ محروم ہیں۔ الحمدللہ علی ذلک۔

9- والدین و اعزہ کا غیر متوازن سلوک

بظاہر یہ بات عجیب لگتی ہے کہ والدین کے رویے کو بچوں کے بگاڑ کا ذمہ دار قرار دیا جائے کیونکہ والدین عموماً بچوں سے بہت پیار کرتے ہیں لہٰذا یہی بات ذہن میں آتی ہے کہ وہ کیوں اپنے بچے کو بگاڑیں گے! لیکن حقیقت یہی ہے کہ بہت سے بچوں کے بگاڑ کا سبب ان کے والدین ہی ہوتے ہیں جو اپنے غیر متوازن رویے سے بچے کے بگاڑ کا موجب بنتے ہیں۔ اس سے پہلے تربیت اولاد کے سلسلے میں والدین کی غفلت اور ان کی ناچاقی کے برے اثرات کا ذکر ہم کر چکے ہیں یہاں ہم ایک اور پہلو سے گفتگو کریں گے۔

بعض والدین اپنے بچوں سے محبت کا تقاضا یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو کوئی روک ٹوک نہ کی جائے' انہیں کبھی جھڑکا نہ جائے' مارا نہ جائے خواہ وہ کام خراب ہی کیوں نہ کر دیں' خواہ وہ دینی احکام اور آداب عامہ کی مخالفت ہی کیوں نہ کریں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح بچے کی شخصیت پر برا اثر پڑے گا' اس کا دل دکھے گا وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ رویہ بالکل غلط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کو مارنا پیٹنا خصوصاً اسے عادت بنا لینا یا اسے دہشت اور ڈر کا ذریعہ بنانا صحیح نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بچے کو بے جا لاڈ پیار سے بگاڑ دیا جائے اور اسے جھڑکنے اور ہاتھ نہ لگانے کی قسم کھالی جائے۔ اگر تنبیہہ و تادیب یا بوقت ضرورت مارنا اتنا ہی برا اور ہر صورت میں نقصان دہ ہوتا تو قرآن حکیم کیوں نافرمان بیویوں کو تنبیہہ و تادیب اور مارنے کی اجازت دیتا' [20] اور رسول اللہ ﷺ کیوں حکم دیتے کہ دس سال کے بعد مار کر نماز پڑھاؤ۔ [21]

اس کے برعکس والدین کی ایک قسم ایسی ہوتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کی بہتری اسی میں ہے کہ بچے کو ڈانٹ کر اور دبا کر رکھا جائے تاکہ وہ قابو میں رہے اور تابعدار رہے۔ ایسے والدین ہر وقت بچے کو ٹوکتے رہتے اور اس پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔ "یہ نہ کرو' وہ نہ کرو' ایسے کیوں کر دیا' تم تو نرے بدھو ہو' بیوقوف ہو' جاہل ہو' پاگل ہو وغیرہ وغیرہ" ذرا ذرا سی بات پر تھپڑ دے مارتے ہیں یا آنکھیں نکالتے رہتے ہیں اور بچے کا خون خشک ہوتا رہتا ہے یا وہ دہشت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے یہ رویہ بھی غلط ہے اور اس کے برے اور نقصان دہ اثرات زندگی اور شخصیت پر پڑتے ہیں۔ اس کی شخصیت کچلی جاتی ہے' وہ دبو ہو جاتا ہے اور اس میں خود اعتمادی کی بجائے احساس کمتری پروان چڑھنے لگتا ہے۔ متوازن اور بہترین رویہ ان دونوں کے درمیان ہے۔ نہ بچے پر زیادہ سختی کی جائے اور نہ اسے بالکل ڈھیل دے دی جائے بلکہ عمومی رویہ شفقت اور محبت کا ہو لیکن بوقت ضرورت اسے جھڑک بھی لیا جائے تاکہ اس کی صحیح تربیت ہوتی رہے۔

اگر سوئے اتفاق سے والد اور والدہ دونوں نہ ہوں تو بھی بچے کے گارڈین' چچا' چچی' دادا' دادی یا نانا' نانی وغیرہ بچے کو عموماً صحت مندانہ بنیادوں پر پرورش نہیں کر سکتے' اور افراط و تفریط کا شکار ہو کر عموماً بچے کے بگڑنے کا سبب بن جاتے ہیں لہٰذا ان کو چاہئے کہ اپنے رویے معتدل رکھیں' نہ زیادہ سختی کریں' نہ ہر وقت کی روک ٹوک رکھیں اور نہ اس سے بے نیاز ہی ہو جائیں کہ ان کو روک ٹوک کرنے والا اور نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہو۔

○ ○ ○

بچے کے بگاڑ کے اسباب کا ذکر کرنے کے بعد آیئے اب یہ دیکھیں کہ بچے کا بگاڑ

عموماً" کن شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کا علاج کیسے کیا جا سکتا ہے؟ یہ مظاہر اخلاقی بھی ہو سکتے ہیں اور نفسیاتی بھی۔ ہم ایک ایک مظہر کا یہاں مختصراً" ذکر کریں گے اور اس کے علاج کی طرف اشارے کرتے جائیں گے۔

بگاڑ کے علاج کے سلسلے میں یہ واضح رہے کہ ہم نے دوسری فصل میں بچوں کی تربیت کے حوالے سے اصولی اور نظری بحث کی ہے اور تیسری فصل میں ان اہم عملی اقدامات کا ذکر کیا ہے جن کو اختیار کر کے تعلیمی ادارے بچوں کی صحیح تربیت کر سکتے ہیں لہٰذا تکرار سے بچنے کی خاطر اس موقع پر ہم ان نظری یا عملی اقدامات کا ذکر نہیں کریں گے بلکہ موقع محل کی مناسبت سے چند مزید اہم نکات کی طرف اشاروں پر اکتفا کریں گے۔

۱- بگاڑ کے اخلاقی مظاہر

بگاڑ کے اہم اخلاقی مظاہر یہ ہیں۔ (1) جھوٹ بولنا' (2) چوری کرنا' (3) گالی دینا۔

۱- جھوٹ بولنا

جھوٹ بولنا بہت بری عادت ہے بلکہ بری عادتوں کی جڑ ہے۔ اس کے چھوڑ دینے سے آدمی بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والا بہت سی دیگر برائیوں میں بھی ملوث ہو جاتا ہے کیونکہ وہ جو بھی کام کرے' وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ بول کر اس کے وبال سے بچ جائے گا اس طرح آدمی برائیوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جھوٹ کو نفاق کی نشانی بتایا ہے [22] اور فرمایا کہ جھوٹا آدمی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم رہے گا۔[23]

بچوں سے جھوٹ کی عادت چھڑانے کے تین طریقے ہیں:

۱- یہ کہ اساتذہ جھوٹ کے بارے میں بچوں کے اندر نفرت اور کراہت پیدا کریں وہ انہیں بتائیں کہ اسلامی اخلاق کی رو سے یہ کتنی بڑی برائی ہے اور یہ کہ جھوٹے آدمی کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ

جھوٹ نہیں بولیں گے۔

2- یہ کہ بچوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے اور غلطی ہونے پر انہیں کھلے دل سے معاف کر دیا جائے۔ فرض کیجئے کسی بچے سے غلطی ہو جائے تو اب اگر اسے یقین ہو کہ اس نے سچ بتایا تو جھڑکیاں پڑیں گی' مار پڑے گی تو وہ جھوٹ کا سہارا لے گا۔ اگر اسے پتہ ہو کہ غلطی تسلیم کرنے سے استاد کچھ نہیں کہیں گے تو وہ سچ بولنے کی ہمت کرے گا۔

3- یہ کہ بچے کے سامنے استاد کبھی جھوٹ نہ بولے مثلاً وہ کہے کہ کل یہ سبق دہرائیں گے اور پھر وہ نہ دہرائے یا کہے کہ اگلے جمعہ کو پکنک پر جائیں گے اور پھر نہ لے کر جائے۔

یاد رکھئے کہ بچے کا معصوم ذہن ان سب باتوں سے جھوٹ کا سبق لیتا ہے۔ اسی لئے نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ مذاق میں بھی بچے کے ساتھ جھوٹ نہ بولو۔[24]

2- چوری کرنا

چوری کرنا بھی بہت بری عادتوں میں سے ہے۔ جس معاشرے میں چوری ڈاکہ عام ہو جائے اس کا بچنا اور مستحکم رہنا محال ہو جاتا ہے کیونکہ چوری کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے میں کسی شخص کے حق ملکیت کا تقدس پامال ہو جائے اور گویا جنگل کا قانون نافذ ہو جائے کہ جو چاہے دوسرے کا مال ہتھیا لے۔ اس کی قباحت کا اندازہ یہاں سے لگائیے کہ قرآن نے اس کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کی ہے[25] اور جس شخص کا ہاتھ چوری میں کٹ گیا گویا وہ ساری عمر کے لئے معاشرے میں وقار اور عزت کی زندگی سے محروم ہوگیا اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو آخرت کا وبال مزید ہوگا۔[26] لہٰذا اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ بچے میں چوری کی عادت ہرگز نہ پنپنے دیں اور اگر اسے یہ بری عادت پڑ ہی جائے تو اس کے والدین کو مندرجہ ذیل مشورے دیں:

1- بچے کی جائز ضروریات پوری کی جائیں۔ اس کے کھانے پینے (گھر میں روٹین کے کھانے کے علاوہ بچے ٹکیوں' ٹافیوں وغیرہ کے شوقین ہوتے ہیں۔) پہننے' اسے [illegible] میں حق

الامکان کشادہ دستی کا اہتمام کیا جائے تا کہ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس میں چوری کا رجحان پرورش نہ پائے۔

2- اگر بچے کے پاس ایسے پیسے یا پین پنسل یا کھیل کا سامان ہو جو گھر والوں نے نہ لے کر دیا ہو تو بچے کا یہ بیان سادگی سے نہ قبول کر لیا جائے کہ "اسے پیسے زمین پر پڑے مل گئے تھے۔" یا "گیند بلا مجھے میرے دوست نے تحفے کے طور پر دے دیا ہے۔" بلکہ محتاط روش اختیار کی جائے اور ایسی چیزوں کا کھوج رکھا جائے کہ بچے نے یہ چیزیں کہاں سے اور کس طرح حاصل کی ہیں اور اگر پتہ چل جائے کہ بچے نے چوری کی ہیں تو حکمت سے اس کی یہ عادت زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہمارے ایک دوست کے چھوٹے بچے کو چوری کی عادت پڑ گئی۔ بچے کی والدہ نے جب اس کو نوٹ کر لیا تو اس نے سب بچوں کو بلا کر کہا کہ فلاں جگہ میں نے مقرر کی ہے جہاں ہر وقت پیسے پڑے ہوں گے۔ جس بچے کو ضرورت ہو وہاں سے بغیر پوچھے لے سکتا ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ جو بچہ پیسے وہاں سے لے وہ بعد میں بتا دے کہ میں نے اتنے پیسے خرچ کیے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ بچے کی چوری کی عادت جاتی رہی۔

3- بچہ اگر چوری کرے تو اس کی ہرگز حوصلہ افزائی نہ کی جائے' نہ ہی اس کے سامنے کوئی بری مثال پیش کی جائے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے اپنی ایک کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ عدالت نے ایک چور کو ہاتھ کاٹنے کی شرعی سزا دی۔ جب اس کا ہاتھ کاٹا جانے لگا تو اس نے چیخ کر کہا' میرا ہاتھ کاٹنے سے پہلے میری ماں کی زبان کاٹی جائے کیونکہ جب پہلی دفعہ میں ہمسائے کی مرغی کا انڈہ چوری کر کے گھر لایا تھا تو میری ماں نے بجائے ڈانٹنے کے یہ کہا تھا کہ "واہ! میرا بیٹا تو جوان ہو گیا ہے۔" اس حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں پکا چور بن گیا اور آج اس حال کو پہنچا۔[27]

نیز استاد کو چاہئے کہ بچے کے اندر عقیدہ توحید و آخرت راسخ کرے اور اسے سمجھائے کہ اگرچہ چوری کے وقت کوئی آدمی نہیں دیکھ رہا ہوتا لیکن اللہ تو دیکھ رہا ہوتا

ہے اور اس کے فرشتے تو دیکھ اور لکھ رہے ہوتے ہیں مزید یہ کہ بفرض محال دنیا میں اگر کسی کو اس چوری کا پتہ نہ بھی چلے تو آخرت میں تو اللہ کی سزا سے بچنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہوگی' اور یہ کہ اس کی سزا بڑی سخت ہوگی۔

3- گالی دینا

گالی دینا اور فحش کلامی کرنا بہت بری عادت ہے اور یہ انسان کے عز و شرف کے بھی خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ زبان کا غلط استعمال آدمی کو جہنم کی آگ تک لے جاتا ہے[28]' اور اسے گناہ کبیرہ[29] اور فاسقوں کا کام[30] قرار دیا ہے۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے والدین کو گالی نہ دو۔ صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی کے ساتھ جھگڑے اور اس کے والدین کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کے والدین کو گالی دے تو اس طرح یہ شخص اپنے والدین کو گالی دیئے جانے کا سبب بنتا ہے۔[31] لہٰذا زبان کے غلط استعمال سے' جن میں سرفہرست گالی دینا اور فحش گوئی ہے' پرہیز انتہائی ضروری ہے۔

بچے کے گالی دینے کی عادت کے تین بڑے سبب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ انہیں اس کی قباحت و شناعت کا احساس نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ گھر میں والدین یا بڑے بہن بھائی اگر گالی دیتے ہوں تو چھوٹے بچے ان سے یہ فوراً سیکھ لیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بچے سکول اور گلی محلے کے غیر مہذب ساتھیوں کے ساتھ کھیلتے اور اٹھتے بیٹھتے گالی دینا سیکھ لیتے ہیں۔

اگر کسی بچے کو گالی دینے کی عادت پڑ جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ:

1- اسے بتایا جائے اور بار بار بتا کر اس کے ذہن نشین کیا جائے کہ گالی دینا شریف آدمی کا کام نہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے اور اللہ و رسولؐ نے اس سے سختی سے منع کیا ہے اور یہ کہ اس عادت کا نتیجہ دنیا میں بھی برا ہے اور آخرت میں بھی۔

2- استاد والدین کو یہ مشورہ دے کہ وہ بچوں کے سامنے اچھا نمونہ پیش کریں اور بچوں کے سامنے ہرگز گالی نہ دیں کیونکہ بچہ جو کچھ دیکھتا اور سنتا ہے اسی کی نقل

کرتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہو اور جب بولنے کی عمر کو پہنچے تو اسے سب سے پہلے لا الہ الا اللہ کہنا سکھاؤ۔ 32

3- یہ کہ بچے کو سکول اور گلی محلے کے بد تمیز اور غیر مہذب بچوں کے ساتھ کھیلنے سے روکا جائے۔ اگر یہ بچے گالی دیتے ہوں تو ان کے ساتھ کھیلنے والا بچہ بھی ان سے فوراً" گالی دینا سیکھ لے گا۔

نفسیاتی بگاڑ

نفسیاتی بگاڑ میں ہم چار مظاہر پر مختصر گفتگو کریں گے یہ مظاہر ہیں (1) جھجک۔ (2) خوف۔ (3) احساس کمتری اور (4) غصہ۔

1- جھجک:

کسی حد تک تو جھجک فطری ہوتی ہے جیسے دو تین سال کا بچہ شرم سے منہ پر ہاتھ رکھ لیتا ہے یا آنکھیں بند کر لیتا ہے یا منہ پھیر لیتا یا اجنبیوں سے ملتے ہوئے یا اجنبی جگہ پر جا کر ماں کے ساتھ چپک جاتا ہے یا اس کی گود میں گھسا رہتا ہے وغیرہ تاہم عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ غیر ضروری جھجک ختم ہو جانی چاہئے اور اگر یہ ختم نہ ہو تو یہ ایک مرض ہے جس کا علاج کیا جانا چاہئے۔

جھجک اور حیا میں فرق کرنا چاہئے۔ حیا ایک خوبی ہے جب کہ جھجک ایک کمزوری ہے۔ حیا وہ ہے جو شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آئے یا کوئی غلط یا برا کام کرتے ہوئے آئے۔ جھجک جرات و شجاعت اور مردانگی کے منافی ہے جب کہ حیا اس کے منافی نہیں ہے۔ بچہ اگر بڑا ہوتا جائے لیکن اس کی جھجک ختم نہ ہو تو وہ اقدام سے عاری ہو جائے گا اور زندگی کے معرکے میں پیچھے رہ جائے گا۔

بچوں میں غیر ضروری جھجک کا علاج یہ ہے کہ وہ جس امر سے جھجک محسوس کریں۔ نرمی اور پیار سے انہیں بتدریج اس کے کرنے پر مائل کیا جائے۔ بچہ اگر اجنبیوں کے پاس جانے سے جھجکے تو اسے سمجھایا جائے کہ وہ تو اس سے محبت کرتے ہیں

اس پر مہربان ہیں' اس سے ملنا چاہتے ہیں اس طرح آہستہ آہستہ اس کی جھجک دور ہو جائے گی۔

2- خوف

بچوں میں ایک حد تک خوف تو فطری ہوتا ہے بلکہ تعمیری بھی مثلاً بچے کو اگر ڈرایا جائے کہ گرم دیگچی یا استری کو ہاتھ نہیں لگانا تو یہ اس کے لئے مفید ہے تاہم اس ڈر کو اس درجے نہیں بڑھانا چاہئے کہ وہ نارمل زندگی نہ گزار سکے۔ مثلاً بچے کے لئے اندھیرے سے خوف کھانا فطری ہے لیکن بچہ جوں جوں بڑا ہوتا جائے اسے سمجھانا چاہئے کہ اندھیرے سے ڈرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ وہی کمرہ جس میں آپ دن میں کئی دفعہ جاتے ہیں وہاں اگر اندھیرے میں بھی جانا پڑے تو اس میں ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ بات عام ہے کہ روتے ہوئے بچے کو چپ کرانا ہو تو اسے ڈراتے ہیں "چپ کر جاؤ ورنہ بلا آ جائے گی" بچوں کو کہانیاں بھی سناتے ہیں تو جنوں اور چڑیلوں کی یا تخیلاتی قسم کی۔ بعض والدین اپنی پرائیویسی کے لئے چھوٹے بچوں کو الگ تنہا کمرے میں سلاتے ہیں جس سے بچوں میں ڈر پیدا ہونا فطری امر ہے۔

بچے کو غیر ضروری خوف سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل امور ذہن میں رکھنے چاہئیں:

1- روتے ہوئے بچے کو بلا وغیرہ سے مت ڈرائیں بلکہ حکمت سے اس کی توجہ بدل دیں یا اس کی جائز ضرورت پوری کر دیں۔
2- والدین چھوٹے بچے کو الگ کمرے میں تنہا نہ سلائیں۔
3- والدین بچوں کو گھر میں تنہا بند کر کے خود کام کاج کے لئے باہر نہ جائیں۔
4- استاد چھوٹے بچوں کو اس طرح نہ جھڑکیں اور ماریں کہ وہ دہشت زدہ ہو جائیں۔
5- چھوٹی عمر کے بچے کو ہوسٹل میں داخل نہ کریں۔
6- بچوں کو جنوں اور چڑیلوں کی کہانیاں سنانے کی بجائے پیغمبروں اور اولیاء اللہ کی کہانیاں سنائیں خصوصاً" جہاد کے واقعات اور زندگی میں مشکلات و مصائب کا

بہادری سے مقابلہ کرنے کے حالات۔

7- بچوں کو چھوئی موئی کی طرح نرم و نازک انداز میں نہ پالیں بلکہ انہیں سخت محنت اور جدوجہد کا عادی بنائیں تاکہ وہ زندگی میں بغیر گھبرائے اور ڈرے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

8- بچے جس چیز یا امر سے ڈریں انہیں آہستہ آہستہ اس کا عادی بنائیں اور اسے بتائیں کہ اس میں ڈرنے کی کوئی بات نہیں مثلاً بچہ اگر اندھیرے سے غیر ضروری طور پر ڈرتا ہو تو اسے اپنے ساتھ لے کر بار بار اندھیرے کمرے میں جائیں اور پھر اس کی موجودگی میں بار بار بلب جلائیں اور بجھائیں اور اسے بتائیں کہ اس میں ڈرنے والی کوئی بات نہیں۔

3- احساس کمتری

احساس کمتری بھی نفسیاتی عوارض میں سے ایک اہم بیماری ہے جو انسانی شخصیت کو غیر متوازن کرتی اور انسان کو ناکامیوں کے گرداب میں الجھا دیتی ہے۔ آیئے دیکھیں کہ احساس کمتری کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں اور ان کا علاج کیسے ممکن ہے؟ احساس کمتری کے اہم اسباب میں تحقیر' ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار' اولاد سے یکساں سلوک نہ کرنا' جسمانی معذوری' سماجی ناہمواری اور غربت شامل ہیں۔ اب ہم ان اسباب اور ان کے علاج کے بارے میں مختصراً کچھ عرض کریں گے۔

1- تحقیر

اگر بچے سے حقارت کا سلوک کیا جائے تو اس کی شخصیت میں ٹوٹ پھوٹ کا شروع ہو جانا غیر فطری نہ ہوگا۔ بڑوں کی طرح بچہ بھی چاہتا ہے کہ اسے عزت دی جائے۔ اگر کوئی والد اپنے بچے کو دوسروں خصوصاً اس کے دوستوں کے سامنے جھاڑ پلا دے یا مارے جس سے بچے اس کا مذاق اڑائیں تو اس کے تباہ کن نتائج نکلتے ہیں۔ بچہ آخر بچہ ہی ہوتا ہے ممکن ہے بعض خاص قسم کے علوم میں وہ دلچسپی نہ رکھتا ہو یا بعض چیزیں اسے سمجھ میں نہ آئیں لہٰذا والد یا استاد کا اسے یہ کہنا کہ "یہ تو ہے ہی کند ذہن' اس کی سمجھ میں تو کچھ آ ہی نہیں سکتا' اس کے دماغ میں تو بھس بھرا ہے' یہ تو

ہے ہی کوڑھ مغز" اس قسم کے جملے بچے کی ذہنی صحت کے لئے سم قاتل کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر کوئی استاد بچے کو مستقل ایسے جملوں سے نوازتا رہے اور ساری کلاس کے سامنے یہ باتیں کہے۔ اور اس قسم کے جملوں کے ساتھ جسمانی سزا بھی دے تو اس سے بچے کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے۔

تحقیر کے برے اثرات سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ بچے کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آیا جائے۔ بچے کے ساتھ سختی صرف انتہائی حالات میں کی جانی چاہئے کیونکہ نارمل حالات میں بچہ جو اثرات شفقت اور محبت کے قبول کرتا ہے وہ سختی اور مار کے نہیں۔ خصوصاً" چھوٹے بچے تو پیار کے بھوکے ہوتے ہیں لہٰذا نہ والدین کو بچوں کے سات سختی کرنی چاہئے نہ اساتذہ کو اور اس میں بہترین اسوہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور حضورؐ کی خدمت میں دس سال رہا۔ ان دس سالوں میں آپؐ نے نہ کبھی مجھے ڈانٹا نہ جھڑکا اور مارا حالانکہ میں بچہ تھا اور مجھ سے کوتاہی بھی ہو جاتی تھی۔[33]

2- غیر ضروری لاڑ پیار

بعض والدین خصوصاً" مائیں اپنے بچوں کو ضرورت سے زیادہ لاڑ پیار سے بگاڑ دیتی ہیں وہ ہمیشہ انہیں ہاتھ کا آبلہ بنا کر رکھتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ انہیں گرم ہوا بھی نہ لگے۔ چھوٹا ہو تو اسے ہر وقت گود میں اٹھائے رکھتی ہیں' بڑا ہو تو ہر وقت اسے نظروں کے سامنے رکھتی ہیں' کوئی غلطی کرے تو اسے ٹوکتی نہیں۔ پہلوٹی کے یا منتوں مرادوں کے بعد دیر سے پیدا ہونے والے بچے عموماً" اس لاڈ پیار کے مستحق بنتے ہیں۔ ایسے بچے اس لاڑ پیار کی زیادتی کی وجہ سے محنت سے جی چرانے لگتے ہیں' انہیں کوئی ذرا کچھ کہے تو رونے لگتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر گھبرا جاتے ہیں اور زندگی میں ذرا کوئی مشکل پیش آئے تو ان کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

بچے کو لاڈ پیار کے مضر اثرات سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ اس کا سیدھا اور فطری حل یہ ہے کہ بچے کو بے جا لاڈ پیار نہ کیا جائے بلکہ اس کی پرورش اس طرح کی جائے کہ وہ مستقبل میں پیش آنے والے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکے کیونکہ ماں

باپ سدا تو کسی کے ساتھ نہیں رہتے۔ اس لئے بچے بچیوں کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جائے کہ کل کلاں جس قسم کے حالات سے بھی ان کا سابقہ پڑے وہ کامیابی سے ان کا سامنا کر سکیں۔ پھر بچوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں یہ بھی بتایا جائے کہ اچھے اور برے حالات اور صحت اور بیماری ہر چیز اللہ کی طرف سے آتی ہے لہٰذا مسلمان کا کام یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ کی مشیت پر راضی رہے۔ اچھے حالات ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرے اور سختی کا زمانہ ہو تو صبر کرے بلکہ افضل یہ ہے کہ پھر بھی شکر ہی کرے کیونکہ مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ ہر حالت میں راضی برضا رہے۔

3- اولاد سے یکساں سلوک نہ کرنا

جو والدین اولاد سے یکساں سلوک نہیں کرتے بلکہ مختلف وجوہ کی بناء پر بعض بچوں کو اچھا سمجھتے ہیں وہ کم توجہ پانے والے بچوں پر غیر شعوری طور پر ظلم کرتے ہیں کیونکہ ایسا بچہ بتدریج احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اساتذہ کچھ بچوں کے ساتھ توجہ اور محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بعض کو ہمیشہ ٹوکتے اور ڈانٹتے رہتے ہیں' اس کا نتیجہ بھی وہی نکلتا ہے کہ جو بچے سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ برا سلوک ہو رہا ہے وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ والدین ساری اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کریں اور اسی طرح اساتذہ سارے طلبہ کے ساتھ یکساں سلوک کریں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے کہ "تم جب اپنی والاد کو کچھ دو تو ان سے مساوی سلوک کرو۔"[34]

4- جسمانی معذوری

اگر کوئی بچہ معذور ہو' اس کی ٹانگ میں نقص ہو یا بازو میں' آنکھ میں ہو یا کان میں تو ایسے بچے خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ وہ چونکہ معذور ہوتے ہیں لہٰذا اپنی کمزوری کا انہیں خود احساس ہوتا ہے۔ ویسے بھی اگر ان کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرے یا بد اخلاقی سے پیش آئے تو ان کے جذبات کا مجروح ہونا فطری بات ہے۔ اگر کوئی انہیں "او لنگڑے" یا "او کانے" کہے تو سوچا جا سکتا ہے کہ ان پر کیا گزرے گی؟

لہٰذا اساتذہ کا فرض ہے کہ ایسے بچوں کے ساتھ نہ صرف وہ خود خصوصی شفقت اور محبت سے پیش آئیں بلکہ یہ بھی دیکھیں کہ ان کی کلاس یا محلے کے ساتھی بھی ان کا خیال رکھیں اور ان کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آئیں۔ ان کی نقل نہ اتاریں اور ان کا مذاق نہ اڑائیں کیونکہ جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ "بعید نہیں کہ ایسا کرنے والے کو اللہ اس مصیبت میں مبتلا کر دے اور جو مبتلا ہے اسے اس سے نجات دلا دے۔"[35]

5- سماجی ناہمواری

سماجی ناہمواری میں یتیم کی مثال دی جا سکتی ہے جس کا والد اس کے سر پہ نہیں ہوتا اور والدہ گو اس کی اچھی تربیت بھی کرے لیکن ظاہر ہے باپ کا نعم البدل نہیں بن سکتی لہٰذا ایسا بچہ خصوصی محبت اور شفقت کا متقاضی ہوتا ہے لیکن اگر یتیم کے اعزہ و اقارب اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئیں یا اساتذہ اور کلاس کے بدتمیز لڑکے کسی بچے کی اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھائیں تو ظاہر ہے بچے کی شخصیت اس سے مجروح ہو جاتی ہے اور وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ساتھ خصوصی حسن سلوک کا حکم دیا ہے کہ اسے جھڑکو نہیں [36] اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو یتیم کی کفالت کرے وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا [37] اور ایک جگہ فرمایا کہ "جو یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتا ہے اللہ تعالیٰ یتیم کے سر کے ہر بال کے عوض ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔"[38]

6- غربت

مفلسی و غربت بھی ان عوامل میں سے ہے جو انسانی شخصیت کو کچل کر رکھ دیتے ہیں خصوصاً" آج کے جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں اس میں بدقسمتی سے دولت کو معیار عزت و مرتبہ سمجھا جاتا ہے اور جو غریب ہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا حالانکہ یہ چیز صریحاً" خلاف اسلام ہے اور اسلام میں عزت و مرتبے کا انحصار تقویٰ یعنی اسلامی احکام پر عمل کرنے میں ہے جو زیادہ متقی ہے وہ زیادہ قابل احترام ہے خواہ وہ سب سے زیادہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مفلسی باعث شرم اور خفت ہوتی تو حضورؐ خود

فقر اختیار نہ کرتے' اور نہ اصحاب صفہؓ سے خصوصی محبت فرماتے۔ لہٰذا اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جس کے پاس زیادہ مال و دولت ہے وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اس شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ ان پر خرچ کرے جو کسی وجہ سے معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ امیروں کے مال میں غریبوں کا حق ہے 39اور امیروں کو وہ سب اللہ کی راہ میں غریبوں کو دے دینا چاہئے جو ان کی ضرورت سے زائد ہے 40اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو گنجائش ہونے کے باوجود غریبوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ اللہ کے ہاں پکڑا جائے گا۔41 اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ غریب اور امیر بچوں میں کوئی فرق نہ کریں اور یہ بھی دیکھیں کہ کلاس کے غریب بچوں کے ساتھ کوئی طالب علم زیادتی نہ کرے اور ان کا دل نہ دکھائے

غصہ

غصہ بنیادی انسانی جبلتوں میں سے ہے اور ہمیشہ مذموم ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض حالات میں غصہ آنا چاہئے مثلاً اگر کوئی ہم پر یا ہماری عزت پر یا دین و وطن پر حملہ آور ہو تو اس کے خلاف غصہ آنا چاہئے۔ چنانچہ حضور ﷺ کو بھی اس دن بہت غصہ آیا جب آپؐ کے گود کھلائے اور لاڈلے اسامہ بن زیدؓ نے فاطمہؓ بنت قیس کے خلاف چوری کی حد نافذ نہ کرنے پر حضورؐ سے سفارش کی۔ آپؐ نے فرمایا' "تم اللہ کی حد کے نفاذ میں سفارش کرتے ہو؟' تم سے پہلی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان کا کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے' اللہ کی قسم! اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔"42

مذموم غصہ وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے ہو اور جس میں آدمی حد سے تجاوز کر جائے' اسے اپنی زبان اور ہاتھ پر قابو نہ رہے اور وہ فریق مخالف کے ساتھ زیادتی کر جائے۔ چنانچہ اس حالت میں غصے پر قابو پانے کا حکم ہے نہ کہ اس کا ظہار کا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "بہادر اور پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پا لے نہ کہ وہ جسے کوئی پچھاڑ نہ سکے۔"43

انسان کے غصہ میں آنے کے اسباب کئی ایک ہو سکتے ہیں اور جیسا سبب ہو گا اسی کی مناسبت سے اس کا علاج ہو گا۔ مثلاً بھوکے آدمی کو غصہ زیادہ آتا ہے' اسے کھانا مل جائے گا تو غصے کی وہ کیفیت نہ رہے گی۔ بعض بیماریوں میں غصہ زیادہ آتا ہے' بخار یا کسی دوسری بیماری میں آدمی اگر کمزور ہو جائے تو وہ چڑچڑا ہو جاتا ہے اور اسے بات بات پر غصہ آنے لگتا ہے۔ یہی مریض جب تندرست ہو جائے گا تو اس کا غصہ کم ہو جائے گا۔ جب کسی کی بے عزتی کی جائے تو اسے غصہ آتا ہے۔ لہٰذا والدین اور اساتذہ کا فرض ہے کہ اگر بچے کو سمجھانا ہو یا اسے کسی غلطی پر ڈانٹنا ہو تو ایسا لب و لہجہ اور اسلوب اختیار کیا جائے جس سے وہ اپنی ہتک محسوس نہ کرے۔ غیر ضروری لاڈ پیار سے بگڑے بچے بھی بات بات پر غصہ کرنے لگتے ہیں لہٰذا والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں سے اس انداز میں لاڈ نہ کریں کہ وہ بگڑ جائیں۔ بعض اوقات بچے ایک دوسرے کے نام بگاڑ دیتے ہیں اور بعض اسے اپنی چڑ سمجھ لیتے ہیں۔ اساتذہ کو چاہئے کہ وہ طلبہ کو سمجھائیں کہ ایسی باتوں سے احتراز لازمی ہے۔

غصہ کسی بھی قسم کا ہو اس کے بعض علاج نبی کریم ﷺ نے تجویز فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ غصہ آنے پر آدمی کو چاہئے کہ اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے پھر بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے۔ [44]ایک دفعہ فرمایا کہ غصہ آئے تو وضو کر لینا چاہئے [45] یا خاموشی اختیار کر لینی چاہئے [46] یا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم[47] پڑھنا چاہئے۔

○ ○ ○

حواشی

1- اس فصل کے لکھنے میں ہم نے عبداللہ صالح علوان کی کتاب تربیتہ الاولاد فی الاسلام سے مدد لی ہے۔

2- التحریم 6:66

3- طہ 32:10

4- بخاری و مسلم

5- مصنف عبدالرزاق

6- صحیح مسلم

7- عبداللہ ناصح علوان، تربیتہ الاولاد فی الاسلام جلد اول صفحہ 145

8- نفس المرجع

9- صحیح بخاری و مسلم

10- امام غزالی کیمیائے سعادت، صفحہ 566، ناشران قرآن لیمٹڈ، لاہور 1983ء

11-

12- بخاری و مسلم

13- توبہ 9 : 119

14- الفرقان 25 : 28-30

15- سنن ترمذی

16- صحیح بخاری

17- طبرانی

18- صحیح مسلم

19- سنن ابی داؤد

20- النساء 4 : 34

21- سنن ابی داؤد و مستدرک حاکم

22- بخاری و مسلم

23- صحیح مسلم

24- سنن ابی داؤد

25- المائدہ 5 : 38

26- المائدہ 5 : 39'40

27- مصطفیٰ السباعی، اخلاقنا الاجتماعیہ، صفحہ 162

28- مسند احمد بن حنبل

29- صحیح بخاری

30- بخاری و مسلم

31- صحیح بخاری

32- مستدرک حاکم

33- صحیح مسلم

34- طبرانی

35- سنن ترمذی

36- النحل 93 : 9

37- سنن ترمذی

38- صحیح ابن حبان

39- الذاریت 51 : 19

40- البقرہ 2 : 219

41- طبرانی

42- صحیح بخاری

43- بخاری و مسلم

44- مسند احمد

45- سنن ابی داؤد
46- مسند احمد
47- بخاری و مسلم

فصل پنجم

بچے کی تربیت کی زمانی ترتیب

تربیت میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ طلبہ کو کون سی بات کب سکھائی جائے' کب اس پر عمل کی ترغیب دی جائے اور کب عمل پر اصرار کیا جائے۔ تربیت کے دورانئے ہم نے تین مراحل میں تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں:

پہلا مرحلہ	ابتدائی (ادنیٰ)	پریپ تا دوم	عمر 5 تا 7 سال
دوسرا مرحلہ	ابتدائی (اعلیٰ)	سوم تا پنجم	عمر 8 تا 10 سال
تیسرا مرحلہ	مڈل	ششم تا ہشتم	عمر 11 تا 13 سال

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ مرحلے کے تعین سے یہ مراد نہیں ہے کہ بعد کے مراحل میں اس تربیتی سرگرمی کا خیال نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ مذکورہ مرحلے میں مطلوبہ تربیتی سرگرمی کی ابتداء کر دی جائے۔ بعد میں حسب ضرورت اس کا اعادہ کیا جاتا رہے۔

تربیتی سرگرمیوں کو سہولت بیان کی خاطر ہم نے چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

1- تعلیم و تدریس سے متعلق سرگرمیاں۔
2- عبادات سے متعلق سرگرمیاں
3- اخلاقیات سے متعلق سرگرمیاں۔
4- اسلامی معاشرتی آداب۔

۱- تعلیم و تدریس

تربیتی سرگرمی	تربیت کے لئے موزوں مرحلہ
وقت پر سکول آنا بلکہ سکول کے متعین وقت سے پانچ منٹ پہلے پہنچنا	پرائمری ادنیٰ
سکول آنے سے پہلے دانت صاف کرنا	پرائمری ادنیٰ
سکول آنے سے پہلے نہانا	پرائمری ادنیٰ
ناک اور گلہ صاف کرنے کا طریقہ	پرائمری ادنیٰ
ناخن اور بال کٹوانا	پرائمری ادنیٰ
سکول آنے سے پہلے جوتے اور کپڑے صاف کرنا	پرائمری ادنیٰ
کتابیں کاپیاں اور بستہ صاف ستھرا رکھنا	پرائمری ادنیٰ
کرسی، ڈیسک اور سکول کی دیواروں پر نہ لکھنا	پرائمری ادنیٰ
سکول کے کمروں، برآمدوں، روشوں اور صحن میں کاغذ وغیرہ نہ پھینکنا	پرائمری ادنیٰ
جہاں بھی کاغذ پڑا ہو اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دینا	پرائمری ادنیٰ
شام کو جلدی سونا اور صبح جلدی اٹھنا	پرائمری ادنیٰ
ساتھیوں سے مل جل کر کھیلنا	پرائمری ادنیٰ
دوسروں کی شکایتیں نہ لگانا	پرائمری ادنیٰ
کلاس میں اجتماعی طور پر آتے جاتے قطار بنانا	پرائمری ادنیٰ
تفریح اور چھٹی کے وقت شور و غل اور ہنگامہ آرائی سے پرہیز کرنا	پرائمری ادنیٰ
کسی کو گالی ہرگز نہ دینا	پرائمری ادنیٰ
بازار کی مضر صحت، گلی سڑی، گندی، ان ڈھکی، کھٹی مٹھی اور ٹھنڈی چیزیں نہ کھانا	پرائمری ادنیٰ
صبح سکول جانے کے لئے بستہ، کپڑے، جوتے وغیرہ رات سونے سے پہلے تیار کرنا	پرائمری ادنیٰ
چھٹی سے پانچ منٹ پہلے بستہ باندھنے کی تیاری اور	

"اپنی چیز چھوڑو نہیں دوسرے کی چیز چھیڑو نہیں۔" کے ماٹو پر عمل کرنا	پرائمری ادنیٰ
آج کا کام کل پر ہرگز نہ چھوڑنا	پرائمری ادنیٰ
امتحان یا کھیل میں ناکامی پر دلبرداشتہ نہ ہونا	پرائمری ادنیٰ
دن بھر کا ٹائم ٹیبل بنانا اور اس پر عمل کرنا	پرائمری اعلیٰ
محدود وقت کے لئے متعین اوقات میں کھیلنا	پرائمری اعلیٰ
ویڈیو گیمز اور لڈو وغیرہ پر وقت ضائع نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
ٹی۔وی پر صرف بچوں کے اور مفید پروگرام دیکھنا	پرائمری اعلیٰ
ساتھیوں کے نام نہ بگاڑنا' پورا نام لینا	پرائمری اعلیٰ
ساتھیوں سے جھگڑا نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
برے بچوں کو دوست نہ بنانا	پرائمری اعلیٰ
کھیل اور ورزش میں باقاعدگی اختیار کرنا	پرائمری اعلیٰ
لکھنے پڑھنے کے درست طریقوں پر عمل پیرا ہونا	پرائمری اعلیٰ
باقاعدگی سے اضافی مطالعہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
سکول لائبریری کی ممبر شپ اختیار کرنا	پرائمری اعلیٰ
کھیل کے آداب	پرائمری اعلیٰ
امتحان دینے کا صحیح طریقہ	پرائمری اعلیٰ
ہر وقت آگے بڑھنے کی لگن اور تعمیری مسابقت	پرائمری اعلیٰ
گلیوں میں پھر کر اور گانے سن کر وقت نہ ضائع کرنا	مڈل
اچھی تقریر کے گر	مڈل
مضمون نویسی کے گر	مڈل

2- عبادات

نماز

نماز زبانی یاد کرنا	پرائمری ادنیٰ
نماز کی اہمیت ذہن نشین کرنا	پرائمری ادنیٰ
وضو کا طریقہ جاننا	پرائمری ادنیٰ
عملاً" وضو کرنا سیکھنا	پرائمری ادنیٰ
غسل کا طریقہ جاننا	پرائمری ادنیٰ
نماز کا ترجمہ یاد کرنا	پرائمری اعلیٰ
سکول میں نماز پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
وضو اور نماز کے فقہی مسائل	پرائمری اعلیٰ
نماز جمعہ اور عیدین	پرائمری اعلیٰ
سکول میں نماز کی سختی اور چیکنگ	مڈل
نماز جنازہ	مڈل
نماز دھیان سے پڑھنا	مڈل

روزہ

روزے کی اہمیت	مڈل
روزے کے فقہی مسائل	مڈل
روزے کی ترغیب	مڈل

قرآن مجید

ناظرہ:

ناظرہ قرآن مکمل پڑھنا	پرائمری اعلیٰ

ترجمہ:

تیسویں پارے کی آخری پندرہ سورتیں	پرائمری اعلیٰ

قرآن کا ترجمہ پڑھنا	مڈل

حفظ:

تیسویں پارے کا آخری نصف اور سورہ یاسین مع آیت الکرسی	
اور سورہ بقرہ کا پہلا اور آخری رکوع	پرائمری اعلیٰ
قرآن کے مختصر آداب	پرائمری ادنیٰ
تلاوت قرآن کے آداب	پرائمری ادنیٰ

حدیث

40 مختصر احادیث زبانی یاد کرنا	پرائمری ادنیٰ
60 احادیث مع ترجمہ سیکھنا	پرائمری اعلیٰ
120 احادیث مع ترجمہ سیکھنا	مڈل

دعائیں یاد کرنا اور انہیں اپنا معمول بنانا

دینی کلمات یاد کرنا' (بسم اللہ' کلمہ طیبہ' السلام علیکم' الحمدللہ' انشاء اللہ'
جزاک اللہ' ماشاء اللہ' اللہ اکبر' سبحان اللہ' بارک اللہ' نعوذ باللہ' استغفراللہ'

فی امان اللہ' لاحول ولا قوۃ' سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم)	پرائمری ادنیٰ
سلام اور اس کا جواب مکمل	پرائمری ادنیٰ
کلمہ شہادت	پرائمری ادنیٰ
چھینک آنے کی دعا اور اس کا جواب	پرائمری اعلیٰ
مصیبت کے وقت کی دعا	پرائمری اعلیٰ
وضو کے بعد کی دعا	پرائمری اعلیٰ
جاگنے کی دعا	پرائمری اعلیٰ
کھانا کھانے کے بعد کی دعا	پرائمری اعلیٰ
سواری کی دعا	پرائمری اعلیٰ
ربنا آتنا فی الدنیا.....	پرائمری اعلیٰ
مسجد میں داخل ہونے کی دعا	پرائمری اعلیٰ

مسجد سے باہر آنے کی دعا	پرائمری اعلیٰ
سونے کی دعا	پرائمری اعلیٰ

تزکیہ نفس

قناعت و استغنا	مڈل
حب دنیا اور فکر آخرت	مڈل

3- اسلامی اخلاقیات

اخلاق حسنہ

سچ:

ہر بات میں سچ کہنا	پرائمری ادنیٰ
غلطی ہو جائے تو اعتراف کر لینا	پرائمری اعلیٰ

وعدے کا ایفاء:

جو وعدہ کیا ہو اسے پورا کرنا	پرائمری ادنیٰ
وہی وعدہ کرنا جسے پورا کیا جا سکے	پرائمری اعلیٰ
ہوم ورک باقاعدگی سے کرنا	پرائمری اعلیٰ

سادگی:

لباس اور کھانے پینے میں سادگی اختیار کرنا	پرائمری اعلیٰ

کفایت شعاری:

بغیر حقیقی ضرورت کے کچھ نہ خریدنا	پرائمری اعلیٰ

احترام استاد:

استاد کا کہا ماننا	پرائمری ادنیٰ
رستے میں ملیں تو سلام کرنا	پرائمری ادنیٰ
کلاس میں آئیں تو کھڑے ہو جانا	پرائمری ادنیٰ

بڑوں کا ادب:

ان کو سلام میں پہل کرنا	پرائمری ادنیٰ
ان کے سامنے شور نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
ان کی باتوں میں دخل نہ دینا	پرائمری ادنیٰ

چھوٹوں سے شفقت:

چھوٹوں سے پیار کرنا	پرائمری اعلیٰ
ان کی مدد کرنا	پرائمری اعلیٰ
ان کو تنگ نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
ان کو نہ جھڑکنا اور مارنا	پرائمری اعلیٰ

صبر:

سواری پر سوار ہوتے اور اترتے وقت قطار بنانا	پرائمری ادنیٰ
اپنی باری کا انتظار کرنا	پرائمری اعلیٰ
امتحان اور کھیل میں ناکامی پر صبر کرنا	پرائمری اعلیٰ
معذرت طلبی کو خوشگوار سمجھنا اور 'معاف کیجئے' یا 'Sorry' کہنا	پرائمری اعلیٰ

شکر:

جو شخص کام آئے اس کا شکر ادا کرنا ('شکریہ' یا 'تھینک یو' کہنا)	پرائمری اعلیٰ
دوسرے کی کوئی چیز استعمال کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کرنا	پرائمری اعلیٰ
ہر حال میں اور ہر نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا یعنی "الحمد للہ" کہنا	پرائمری اعلیٰ

سخاوت:

غریبوں اور محتاجوں کی مالی مدد کرنا	پرائمری اعلیٰ

خوش خلقی:

ہر ایک سے مسکرا کر ملنا	پرائمری اعلیٰ
کسی سے شکر رنجی ہو جائے تو صلح میں جلدی اور پہل کرنا	پرائمری اعلیٰ

حلم اور رواداری:

دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کرنا	پرائمری اعلیٰ
کوئی غلطی کرے تو اسے نرمی سے سمجھانا	پرائمری اعلیٰ

دیانتداری:

کوئی امانت دے تو اس کی حفاظت کرنا اور حسب وعدہ واپس لوٹانا	مڈل
ملاوٹ نہ کرنا	مڈل
حقائق نہ چھپانا	مڈل

عفو و درگزر:

چھوٹے بہن بھائیوں اور دوستوں کی غلطیاں معاف کر دینا	پرائمری اعلیٰ

جانوروں سے حسن سلوک:

پالتو جانوروں اور پرندوں کی خوراک کا خیال رکھنا	پرائمری اعلیٰ
جانوروں کو نہ ستانا اور مارنا	پرائمری اعلیٰ

کمزوروں کی مدد:

دوسروں کے کاموں میں تعاون کرنا	پرائمری ادنیٰ
معمولی استعمال کی چیزیں دوسروں کو بلا تکلف دے دینا	پرائمری ادنیٰ
بوجھ اٹھانے میں دوسروں کی مدد کرنا	پرائمری اعلیٰ
معذوروں اور بوڑھوں کی مدد کرنا	پرائمری اعلیٰ

والدین کی خدمت:

والدین کچھ کہیں تو دھیان سے سننا	پرائمری ادنیٰ
والدین کا کہا ماننا	پرائمری ادنیٰ
ان کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولنا	پرائمری ادنیٰ
والدین کو تنگ نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
والدین سے زیادہ فرمائشیں نہ کرنا اور صرف ضرورت کی چیزیں مانگنا	پرائمری اعلیٰ

اخلاص:

دوسروں کے خلاف برا نہ سوچنا — پرائمری اعلیٰ

کسی کو دھوکہ نہ دینا — پرائمری اعلیٰ

ہر کام میں نیت صاف رکھنا — مڈل

ہر کام صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کرنا — مڈل

توبہ:

اگر کوئی غلط کام یا گناہ ہو جائے تو اس کا اعلان نہ کرنا بلکہ فوراً توبہ کرنا اور آئندہ کے لئے اس سے بچنے کا عہد کرنا — پرائمری اعلیٰ

حسن ظن:

دوسروں کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا اور بلا سبب کسی کی نیت پر شک نہ کرنا — پرائمری اعلیٰ

اخلاق رذیلہ

جھوٹ:

کسی قیمت پر جھوٹ نہ بولنا — پرائمری ادنیٰ

چوری:

بغیر اجازت کسی کی چیز نہ لینا — پرائمری ادنیٰ

دوسروں کی چیز نہ چھپانا — پرائمری ادنیٰ

چوری نہ کرنا — پرائمری ادنیٰ

فضول خرچی:

صرف وہی چیزیں خریدنا جن کی ضرورت ہو — پرائمری اعلیٰ

سگریٹ، پان، نسوار اور چیونگم کی عادت نہ ڈالنا — پرائمری اعلیٰ

وسائل ضائع نہ کرنا (کمرے سے باہر جاتے ہوئے بتی بجھا دینا، پنکھا بند کر دینا، نہاتے ہوئے خواہ مخواہ پانی ضائع نہ کرنا، باہر نکلتے وقت ٹونٹی

احتیاط سے بند کرنا وغیرہ)	پرائمری اعلیٰ
منافقت:	
قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنا	پرائمری اعلیٰ
غصہ:	
بات بات پر غصے کا اظہار نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
جھگڑا نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
غصہ ضبط کرنا	پرائمری اعلیٰ
دوسروں کا مذاق اڑانا:	
ایسا مذاق نہ کرنا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو	پرائمری اعلیٰ
دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا	پرائمری اعلیٰ
دوسروں کی نقل نہ اتارنا	پرائمری اعلیٰ
بری صحبت:	
صرف اچھے، محنتی اور نیک لڑکوں کے ساتھ دوستی کرنا	پرائمری اعلیٰ
بروں کی صحبت سے ہر قیمت پر بچنا	پرائمری اعلیٰ
گالی دینا:	
کسی کو برا بھلا نہ کہنا	پرائمری ادنیٰ
کسی کو گالی نہ دینا	پرائمری ادنیٰ
چغلی:	
دوسروں کی چغلی نہ لگانا	پرائمری اعلیٰ
دوسروں کے درمیان جھگڑا نہ ڈالنا	پرائمری اعلیٰ
غیبت:	
دوسروں کی کمزوریوں اور برائیوں کو نہ اچھالنا بلکہ ان کی پردہ پوشی کرنا	پرائمری اعلیٰ
دوسروں سے نفرت نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ

کسی کی غیبت نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
قہقہہ:	
مسکرانے پر اکتفا کرنا	پرائمری اعلیٰ
ہر وقت قہقہے نہ لگانا	پرائمری اعلیٰ
تکبر:	
تکبر نہ کرنا کہ وہ انسان کو زیبا نہیں	پرائمری اعلیٰ
ضد:	
اپنی بات منوانے کے لئے ضد نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
اپنی رائے میں غلطی کا امکان تسلیم کرنا	پرائمری اعلیٰ
تہمت:	
کسی پر جھوٹا الزام نہ لگانا	پرائمری اعلیٰ
بخل:	
ضرورت کے وقت حسب حیثیت کھلے دل سے خرچ کرنا	پرائمری اعلیٰ
جلد بازی:	
ہر بات اور کام خوب سوچ سمجھ کر کرنا اور جلد بازی سے پرہیز کرنا	پرائمری اعلیٰ
ریا کاری:	
اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھنا	پرائمری اعلیٰ
بے جا نمود و نمائش سے پرہیز کرنا	مڈل
دکھاوے کے لئے کوئی کام نہ کرنا کہ یہ شرک ہے	مڈل
حسد:	
حسد نہ کرنا کہ یہ انسان کی نیکیوں کو کھا جاتا ہے	مڈل
دوسروں کو نعمت ملنے پر خوش ہونا	

خودغرضی:

خودغرضی سے بچنا اور دوسروں کی مدد کرنا	پرائمری اعلیٰ

ایذا رسانی:

ساتھیوں اور دوستوں کو تنگ نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
پرندوں اور جانوروں کو تکلیف نہ پہنچانا	پرائمری اعلیٰ

جھوٹی قسم:

جھوٹی قسم نہ کھانا	پرائمری اعلیٰ
صرف اللہ کی قسم کھانا	پرائمری اعلیٰ
زیادہ قسمیں نہ کھانا	پرائمری اعلیٰ

خوشامد:

کسی کی خوشامد نہ کرنا	مڈل
خلاف واقعہ اور جھوٹی بات نہ کہنا	مڈل

عیب جوئی:

دوسروں کی عیب جوئی نہ کرنا	مڈل
کھانے میں عیب نہ نکالنا	مڈل
اپنے آپ کو عیب سے پاک نہ سمجھنا	مڈل

4- اسلامی معاشرتی آداب

آداب مجلس:

بلاوجہ گفتگو نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
شور نہ کرنا، آہستہ بولنا	پرائمری ادنیٰ
نئے آنے والوں کو جگہ دینا	پرائمری اعلیٰ
دو آدمیوں کی گفتگو میں مداخلت نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
بڑوں کی بات نہ کاٹنا	مڈل

آداب گفتگو:

گفتگو نرمی اور شائستگی سے کرنا	پرائمری ادنیٰ
جھوٹ اور غلط بات نہ کہنا	پرائمری ادنیٰ
چیخ چیخ کر نہ بولنا	پرائمری ادنیٰ
بڑوں سے مودبانہ گفتگو کرنا	پرائمری ادنیٰ
مختصر گفتگو کرنا اور صرف مقصد کی بات کرنا	پرائمری اعلیٰ
گندی باتیں نہ کرنا اور گالی نہ دینا	پرائمری اعلیٰ

آداب سلام:

والدین' اساتذہ اور بڑوں کو سلام کرنا	پرائمری ادنیٰ
سلام کا بہتر جواب دینا	پرائمری اعلیٰ
سوار پیدل کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے	پرائمری اعلیٰ
جب کسی مجلس میں جائیں تو سلام کریں اور جب مجلس سے اٹھ کر جائیں تو بھی سلام کریں	پرائمری اعلیٰ
سلام میں پہل کرنے کی کوشش کرنا	پرائمری اعلیٰ
سلام اجنبی اور ناواقف کو بھی کرنا کہ یہ صرف دوستوں کے لئے نہیں	پرائمری اعلیٰ
مصافحہ اور معانقہ کرنا	مڈل
جب لوگ عبادت کر رہے ہوں' قرآن و حدیث پڑھ رہے ہوں یا کلاس ہو رہی ہو یا جمعہ اور عید کا خطبہ ہو رہا ہو یا جب کوئی پیشاب پاخانہ کر رہا ہو تو سلام نہیں کرنا چاہئے۔	مڈل

چھینک اور جمائی کے آداب:

جب چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ رکھیں تاکہ آواز دب جائے اور گندگی نہ پھیلے۔	پرائمری ادنیٰ
چھینکنے سے ہاتھ گندا ہو جائے تو رومال سے یا غسل خانے میں جا کر پانی سے صاف کریں۔ (آستین سے صاف نہ کریں۔)	پرائمری ادنیٰ

چھینک آنے کے بعد الحمدللہ کہیں' سننے والا یرحمکم اللہ کہے۔ اس کے جواب میں چھینکنے والا یھدیکم اللہ کہے	پرائمری ادنیٰ
اپنے آپ کو جمائی لینے سے روکیں۔ جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیں۔	پرائمری اعلیٰ
مجلس میں جمائیاں نہ لیں (کہ اسے عدم دلچسپی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔)	مڈل

لباس کے آداب:

کپڑا اور جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لینا	پرائمری ادنیٰ
سکول کی یونیفارم جو صبح پہنی ہو شام کو تیار کرنا	پرائمری اعلیٰ
نیا کپڑا پہننے پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور نئے لباس کی مسنون دعا پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
سادہ لباس پہننا خصوصاً" سکول کی طالبات کا غیر ضروری فیشن اور قیمتی لباس سے احتراز کرنا	پرائمری اعلیٰ
لباس ایسا پہننا جو جسم چھپائے اور ستر ڈھانپے (مردوں کے لئے ناف سے گھٹنوں تک اور عورت کے لئے سارا جسم سوائے چہرے اور ہاتھوں کے' ستر ہے)	پرائمری اعلیٰ
لباس اپنی مالی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے۔ مالی وسعت نہ ہو تو قیمتی لباس پر اصرار نہ کریں۔	مڈل
لڑکے لڑکیوں جیسا اور لڑکیاں لڑکوں جیسا لباس نہ پہنیں	مڈل
بچیوں کو چاہئے کہ چادر لے کر سکول جائیں	مڈل

لیٹنے اور سونے کے آداب:

سونے سے پہلے بستر جھاڑ لینا	پرائمری ادنیٰ
سیدھے لیٹ کر داہنے ہاتھ کو سر کے نیچے رکھ کر سونا	پرائمری ادنیٰ
پیٹ کے بل نہ سونا اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا	پرائمری ادنیٰ
سوتے وقت جوتے کپڑے قریب رکھنا تاکہ بوقت ضرورت مل جائیں	پرائمری ادنیٰ
منہ لپیٹ کر نہ سونا	پرائمری ادنیٰ
رات کو جلدی سونا اور صبح جلدی اٹھنا	پرائمری ادنیٰ

سونے سے پہلے وضو کرنا	مڈل
سوتے وقت کی اور سو کر اٹھنے کی مسنون دعائیں پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
ہوا دار جگہ میں سونا ایسا نہ ہو کہ دروازے' کھڑکیاں اور روشن دان سب بند ہوں	پرائمری اعلیٰ
بند کمرے میں گیس ہیٹر جلا کر ہرگز نہ سونا	پرائمری اعلیٰ
سونے کے اوقات میں کسی کے بیڈ روم میں اجازت لئے بغیر نہ جانا خواہ والدین کا کمرہ ہی کیوں نہ ہو	پرائمری اعلیٰ
سوتے وقت گھر کا دروازہ لاک کرنا' کھانے پینے کے برتن اور اشیاء ڈھانک دینا' آگ جل رہی ہو تو بجھا دینا اور غیر ضروری بتیاں بجھا دینا	مڈل

بیمار پرسی کے آداب:

مریض کے قریب شور نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
کوئی دوست عزیز یا رشتہ دار بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لئے جانا	پرائمری اعلیٰ
مریض کے پاس بہت دیر تک نہ بیٹھنا	مڈل
مریض کو تسلی و تشفی کے کلمات کہنا	مڈل

نوکروں کے ساتھ حسن سلوک:

نوکروں کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا یا کم از کم وہی کھانا الگ دے دینا	مڈل
ملازم سے غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دینا' سزا نہ دینا	مڈل
ملازم کی بے عزتی نہ کرنا اور اس کی عزت نفس مجروح نہ کرنا	مڈل

میزبانی و مہمان نوازی کے آداب:

مہمان کی خاطر مدارات اور احترام کرنا	پرائمری اعلیٰ
میزبان کے پاس تین دن سے زیادہ نہ رہنا الایہ کہ خصوصی حالات ہوں	مڈل
کسی کے ہاں مہمان بن کر جانا ہو تو موزوں تحفہ لے جانا	مڈل
مہمان کی سہولت کا ہر ممکن خیال رکھنا	مڈل

میزبان سے خصوصی کھانوں کی فرمائش نہ کرنا بلکہ جو خدمت بھی وہ کرے اسے خوشدلی سے قبول کرنا — مڈل

غریبوں اور مسکینوں سے حسن سلوک:

کمزوروں، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا — پرائمری اعلیٰ

اگر مدد نہ کر سکتے ہوں تو حسن سلوک سے پیش آنا اور ان کے لئے دعا کرنا — پرائمری اعلیٰ

انہیں حقیر نہ سمجھنا، برا بھلا نہ کہنا، ان کی نقل نہ اتارنا اور ان کے ساتھ زیادتی نہ کرنا — پرائمری اعلیٰ

غریبوں محتاجوں کے حالات سے عبرت پکڑنا اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا — مڈل

آداب آمد و رفت:

راہ چلتے ہوئے دوسروں کو سلام کرنا — پرائمری ادنیٰ

کوئی سلام کرے تو اس کو بہتر جواب دینا — پرائمری ادنیٰ

بغیر ٹکٹ سفر نہ کرنا — پرائمری اعلیٰ

اکڑ کر نہ چلنا — پرائمری اعلیٰ

میانہ روی سے چلنا، بہت تیز نہ بہت آہستہ — پرائمری اعلیٰ

کھانے پینے کے آداب:

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا (اور تولئے سے نہ پونچھنا) — پرائمری ادنیٰ

بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا، بعد میں یاد آئے تو "بسم اللہ اولہ و آخرہ" کہہ لینا — پرائمری ادنیٰ

اپنے آگے سے کھانا اور بیٹھ کر اطمینان سے کھانا — پرائمری ادنیٰ

مل کر کھاتے ہوئے اچھی اچھی چیزیں خود کھانے کا لالچ نہ کرنا — پرائمری ادنیٰ

کھانا خوب چبا کر آرام اور سکون سے کھانا — پرائمری ادنیٰ

پانی یا دیگر مشروب ٹھہر ٹھہر کر تین سانسوں میں پینا — پرائمری ادنیٰ

پینے سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ کہنا — پرائمری ادنیٰ

بہت گرم اور بہت ٹھنڈی چیزیں کھانے پینے سے پرہیز کرنا — پرائمری ادنیٰ

بھوک رکھ کر کھانا' بہت پیٹ بھر کر نہ کھانا	پرائمری اعلیٰ
کھانا کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنا اور مسنون دعا پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
سادہ اور متوازن غذا کھانا	پرائمری اعلیٰ

آداب خرید و فروخت:

ناپ تول یا گنتی میں کمی بیشی نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
جو چیز خریدیں اس کے پورے پیسے ادا کرنا	مڈل

آداب ملاقات:

جب کسی شخص سے ملاقات ہو تو اسے السلام علیکم کہنا	پرائمری ادنیٰ
کسی سے ملنے جانا ہو تو صاف ستھرا لباس پہننا	پرائمری ادنیٰ
کسی کے گھر ملنے جائیں تو دستک دیتے یا گھنٹی بجاتے وقت	
دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہونا	پرائمری ادنیٰ
دستک یا گھنٹی پر جو شخص دروازہ کھولے اسے سلام کرنا اور پھر گفتگو کرنا	پرائمری ادنیٰ
آرام سے دستک دینا اور گھنٹی مسلسل بجاتے نہ چلے جانا	پرائمری ادنیٰ
دستک یا گھنٹی کے جواب میں جب پوچھا جائے کون ہے؟ تو اپنا نام	
بتانا یہ نہ کہنا کہ "میں ہوں۔"	پرائمری ادنیٰ
اگر کوئی شخص دروازے پر دستک دے یا گھنٹی بجائے تو جب تک آپ	
یا آپ کے گھر والے اسے جانتے نہ ہوں اس وقت تک دروازہ نہ کھولنا	پرائمری ادنیٰ
تین بار دستک دینے یا گھنٹی بجانے کے باوجود اگر کوئی گھر	
سے جواب نہ دے تو برا منائے بغیر واپس آ جانا	پرائمری ادنیٰ
ملاقات کے لئے آنے والے شخص سے اس کی خیریت پوچھنا'	
اسے خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کی خاطر تواضع کرنا	پرائمری اعلیٰ
ملنے سے پہلے وقت مقرر کر لینا اور اس وقت کی پابندی کرنا	پرائمری اعلیٰ
کسی سے ملنے جانا ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق اس کے لئے	
کوئی تحفہ لے جانا	پرائمری اعلیٰ

بے وقت کسی کے گھر نہ جانا	پرائمری اعلیٰ

آداب تفریح

دوسروں کے آرام کا خیال رکھنا	پرائمری اعلیٰ
پارکوں میں چھلکے، لفافے اور شاپنگ بیگ نہ پھینکنا	پرائمری اعلیٰ
بے ہودہ اور لغو تفریح سے پرہیز کرنا (جیسے ہر وقت لڈو یا تاش کھیلنا یا وڈیو گیمز میں گھسے رہنا یا گانے سنتے رہنا)	مڈل
تفریح کے وقت اہم باتوں سے غافل نہ ہو جانا (جیسے کھیل میں مشغول ہو کر ہوم ورک نہ کرنا یا نماز نہ پڑھنا)	مڈل

والدین کا احترام:

والدین کا کہا ماننا	پرائمری ادنیٰ
ان کے ساتھ ضد کر کے اپنی بات نہ منوانا	پرائمری ادنیٰ
والدین کو تنگ نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
ان کے سامنے اونچی آواز سے بات نہ کرنا اور خواہ مخواہ کی بحث نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
والدین کی مالی حالت کے مطابق فرمائشیں اور مطالبات کرنا	پرائمری اعلیٰ

استاد کا احترام:

استاد کا کہا ماننا	پرائمری ادنیٰ
ہوم ورک باقاعدگی سے کرنا	پرائمری ادنیٰ
استاد کے کلاس میں آنے پر کھڑے ہو جانا	پرائمری ادنیٰ
استاد کلاس میں ہو تو شور اور شرارتیں نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
استاد پڑھا رہا ہو تو اور کوئی کام نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ

بزرگوں کا ادب:

گھر میں اگر بزرگ ہوں (دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ) تو ان کا احترام کرنا، ان کا کہا ماننا اور انہیں تنگ نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ

گھر سے باہر بازار میں، سفر میں بوڑھے آدمیوں کی مدد کرنا مثلاً"
انہیں گاڑی میں بیٹھنے اور اترنے میں مدد دینا یا ان کو سڑک پار کرانا وغیرہ پرائمری اعلیٰ

آداب خرچ:

اللہ کے رستے میں غریبوں محتاجوں کو دینا پرائمری ادنیٰ
جہاں جائز ضرورت ہو وہاں خرچ کرنے سے نہ ہچکچانا مڈل
ضرورت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرنا اور فضول خرچی سے بچنا مڈل
والدین کو مالی وسعت نہ ہو تو اپنے مطالبے نہ دہرانا مڈل

آداب طہارت و صفائی:

گلی، سڑک، رستے اور درخت کے نیچے رفع حاجت نہ کرنا پرائمری ادنیٰ
پیشاب کھڑے ہو کر نہ کرنا پرائمری ادنیٰ
کبھی کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرنا پرائمری ادنیٰ
پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ رو نہ بیٹھنا پرائمری ادنیٰ
پیشاب پاخانہ اور استنجا کرتے وقت کپڑوں کو آلودگی سے بچانا پرائمری ادنیٰ
صفائی کے لئے ڈھیلے یا ٹائلٹ پیپر اور پانی کا استعمال کرنا پرائمری ادنیٰ
استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا پرائمری ادنیٰ
روزانہ صبح اٹھ کر نہانا پرائمری ادنیٰ
نہانے کے بعد تولیہ خشک کرنے کے لئے پھیلا دینا اور صابن،
تیل وغیرہ کو استعمال کر کے ان کی جگہ رکھ دینا پرائمری ادنیٰ
سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر دانت ضرور صاف کرنا پرائمری ادنیٰ
ناخن بڑے نہ ہونے دینا کہ یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہیں پرائمری ادنیٰ
ناک بائیں ہاتھ سے صاف کرنا پرائمری ادنیٰ
جگہ جگہ نہ تھوکنا پرائمری ادنیٰ
کسی ایک ناخن کو بڑا ہونے دینا اور باقی کو کاٹ دینا بھی غلط ہے پرائمری اعلیٰ
بال کٹواتے رہنا، کیونکہ بچوں کے لئے بڑے بالوں کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے پرائمری اعلیٰ

بالوں کو تیل لگانا اور سنوار کر رکھنا۔ خصوصاً نہانے کے بعد	پرائمری اعلیٰ
ناک اور گلا غسل خانے میں جا کر صاف کرنا' لوگوں کی موجودگی میں نہیں۔	پرائمری اعلیٰ
رفع حاجت کے لئے آتے اور جاتے وقت مسنون دعائیں پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
زکام کی صورت میں کپڑے یا کاغذ کے رومال استعمال کرنا	پرائمری اعلیٰ
اپنے گھر' سکول اور گلی محلے کو صاف ستھرا رکھنا	پرائمری اعلیٰ

آداب صحت و حفاظت:

بڑوں سے پوچھے بغیر کوئی دوا نہ کھانا	پرائمری ادنیٰ
بیمار ہونے پر فوراً مستند ڈاکٹر کے پاس جانا اور دوا باقاعدگی سے استعمال کرنا	پرائمری اعلیٰ
پرہیز علاج سے بہتر ہے	پرائمری اعلیٰ
باقاعدگی سے ورزش کرنا اور کھیلوں میں حصہ لینا خصوصاً صبح کی سیر کرنا	پرائمری اعلیٰ
مہلک ہتھیاروں کو چلانے کی کوشش نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ

گلی محلے کے آداب:

ہمسایوں سے چھوٹے موٹی چیزوں کے لین دین کو برا نہ سمجھنا	پرائمری ادنیٰ
گلی میں شور نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
گلی میں نہ کھیلنا' مجبوری ہو تو پہلے اجازت لینا	پرائمری ادنیٰ
گلی میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکنا	پرائمری ادنیٰ
گلی اور سڑک پر پیشاب پاخانہ نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنا	پرائمری اعلیٰ
گلی محلے کے لوگوں کا احترام کرنا اور ہر بڑے کو سلام کرنا	پرائمری اعلیٰ
گلی محلے میں فضول نہ گھومنا پھرنا	مڈل

جانوروں اور پرندوں پر رحم:

پرندوں کو پنجروں میں بند کر کے نہ رکھنا	پرائمری اعلیٰ
جانوروں کو بلاوجہ نہ مارنا' اور تنگ کرنا	مڈل
گھر میں اگر مویشی ہوں (گائے بھینس وغیرہ) یا پالتو جانور ہوں	

(جیسے بلی کتا وغیرہ) تو ان کو وقت پر کھانا دینا' ان کی صفائی کا خیال رکھنا اور بیماری میں ان کا علاج کروانا	مڈل
مویشیوں سے ان کی استطاعت سے زیادہ کام نہ لینا	مڈل
معذوروں سے حسن سلوک:	
معذوروں کی مدد کرنا	پرائمری اعلیٰ
معذوروں کو حقیر نہ سمجھنا' ان کی نقل نہ اتارنا اور ان کا مذاق نہ اڑانا	پرائمری اعلیٰ
معذوروں سے عبرت پکڑنا اور اللہ کا شکر ادا کرنا	پرائمری اعلیٰ
آداب خوشی و غم:	
خوشی مناتے وقت حد سے نہ بڑھنا مثلاً" آتش بازی اور ہوائی فائرنگ سے پرہیز کرنا	پرائمری ادنیٰ
خوشی ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا (زبان سے الحمدللہ کہنا)	پرائمری ادنیٰ
غم کے موقع پر صبر کرنا (اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا)	پرائمری اعلیٰ
غم کے وقت واویلا نہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
ٹیلیفون استعمال کرنے کے صحیح طریقے:	
ٹیلیفون سننے پر ہیلو کہنے کی بجائے السلام علیکم کہنا	پرائمری ادنیٰ
کسی کو ٹیلیفون کرنا ہو تو پہلے السلام علیکم کہہ کر اپنا تعارف کروانا اور اس کے بعد گفتگو کرنا	پرائمری اعلیٰ
ٹیلیفون صرف ضرورت کے وقت استعمال کرنا' فضول گپ شپ کے لئے نہیں۔	پرائمری اعلیٰ
ٹیلیویژن دیکھنے کے صحت مند طریقے:	
ٹی وی پر صرف بچوں کے پروگرام دیکھنا	پرائمری ادنیٰ
ٹی وی کے قریب بیٹھ کر ٹی وی نہ دیکھنا	پرائمری ادنیٰ
مار دھاڑ پر مبنی پروگرام نہ دیکھنا	پرائمری اعلیٰ

امتحانوں کے دنوں میں ٹی۔وی پر تالہ لگا دینا	پرائمری اعلیٰ
ٹی وی زیادہ دیر نہ دیکھنا کہ اس سے نظر کمزور ہو جاتی ہے	پرائمری اعلیٰ
ٹی وی پر صرف تعمیری اور منتخب پروگرام دیکھنے کی عادت ڈالنا	پرائمری اعلیٰ
گانے' ناچنے اور اخلاق کو خراب کرنے والے پروگرام نہ دیکھنا	پرائمری اعلیٰ
ٹی وی دیکھنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا کیونکہ مسلمان مردوں کا غیر عورتوں کو اور عورتوں کا غیر مردوں کو دیکھنا اسلامی لحاظ سے گناہ ہے خصوصاً" جب وہ غیر مناسب لباس میں بھی ہوں	پرائمری اعلیٰ

پڑھنے لکھنے کے آداب:

پڑھنے لکھنے کا ٹائم ٹیبل بنانا اور اس پر سختی سے عمل کرنا	پرائمری اعلیٰ
لکھتے پڑھتے وقت کتاب کاپی کو مناسب فاصلے اور اونچائی پر رکھنے کے لئے میز کرسی وغیرہ استعمال کرنا (تاکہ جھکنا نہ پڑے)	پرائمری اعلیٰ
لیٹ کر نہ پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
ٹیبل لیمپ استعمال کرنا خصوصاً" جب مطالعے کا کمرہ مشترک ہو	پرائمری اعلیٰ
کم روشنی میں مطالعہ نہ کرنا اور اس امر کا لحاظ رکھنا کہ روشنی بائیں جانب سے آ رہی ہو یا اوپر سے	پرائمری اعلیٰ
اونچی آواز سے نہ پڑھنا (کہیں دوسرے بے آرام نہ ہوں)	پرائمری اعلیٰ

آداب امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا	مڈل
دوسروں کو نیکی کی تلقین سے پہلے خود عمل کرنا	مڈل
نیکی کی ترغیب یا برے کام سے روکنے کا کام پیار' محبت اور نرمی سے کرنا	مڈل

احترام قانون:

اللہ تعالیٰ کے ہر قانون (حکم) پر عمل کرنا	پرائمری اعلیٰ
مسلمان حکومت کے قانون پر عمل کرنا	پرائمری اعلیٰ
اگر کوئی قانون کی خلاف ورزی کرے تو اسے نرمی و محبت سے سمجھانا	مڈل

ٹریفک کے قوانین کی پابندی کرنا	
سڑک پار کرنے سے پہلے دائیں بائیں دیکھنا	پرائمری ادنیٰ
مصروف سڑک پر سائیکل نہ چلانا	پرائمری ادنیٰ
سڑک زیبراکراسنگ سے پار کرنا	پرائمری ادنیٰ
پیدل چلنا ہو تو فٹ پاتھ پر بائیں طرف چلنا	پرائمری ادنیٰ
آداب مسجد:	
مسجد کا احترام کرنا	پرائمری ادنیٰ
دینی رہنماؤں (خطیب، امام، موذن وغیرہ) کا احترام کرنا	پرائمری ادنیٰ
مسجد میں اونچی آواز میں گفتگو نہ کرنا	پرائمری ادنیٰ
مسجد میں قہقہے نہ لگانا	پرائمری ادنیٰ
باجماعت نماز خاموشی اور سکون سے ادا کرنا	پرائمری ادنیٰ
مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی دعا پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
آداب تلاوت قرآن:	
باوضو تلاوت کرنا	پرائمری ادنیٰ
قرآن مجید کا احترام کرنا (اٹھاتے، رکھتے اور پڑھتے ہوئے اس کے آداب کا خیال رکھنا)	پرائمری ادنیٰ
قرآن مجید اونچی آواز سے نہ پڑھنا خصوصاً جب دوسرے مصروف ہوں یا اس سے بے آرام ہوں	پرائمری ادنیٰ
قرآن پڑھنے سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھنا	پرائمری ادنیٰ
قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کرنا	مڈل
قرآن مجید کے احکام پر عمل کی کوشش کرنا	مڈل
آداب دعا:	
دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنا	پرائمری اعلیٰ

دعا میں عاجزی اختیار کرنا	مڈل
دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا	پرائمری اعلیٰ
دعا کے اول و آخر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا	پرائمری اعلیٰ
قرآنی اور مسنون دعائیں یاد کرنا اور ان کے محل پر ان کو پڑھنا	پرائمری اعلیٰ

ذکر و نوافل:

اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا (اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، لیٹے اللہ کو یاد کرنا)	پرائمری اعلیٰ
ہر موقع محل پر پڑھنے کے لئے قرآن و سنت میں مذکور ورد و اذکار پڑھنا	مڈل

متفرق آداب:

کسی اجنبی سے کھانے پینے کی کوئی چیز نہ لینا خصوصاً سفر میں	پرائمری ادنیٰ
مذاق میں بھی کسی پر ہتھیار نہ اٹھانا	پرائمری ادنیٰ
بجلی کے پلگوں اور ساکٹوں میں انگلی نہ ڈالنا	پرائمری ادنیٰ
بجلی سے چلنے والی مشینوں کو نہ چھیڑنا	پرائمری اعلیٰ
بدنظمی اور بے ترتیبی سے بچنا، ہر کام سلیقے اور قرینے سے کرنا	پرائمری اعلیٰ
ہر چیز کے رکھنے کی ایک جگہ مقرر کرنا اور اسے وہیں رکھنا	پرائمری اعلیٰ

زندگی میں کامیابی کے گر:

محنت میں عظمت ہے	پرائمری اعلیٰ
زندگی کے کسی مرحلے پر بھی مایوس نہ ہونا	پرائمری اعلیٰ
Try Try Again	پرائمری اعلیٰ
اپنی ڈکشنری میں سے ناممکن کا لفظ نکال دو	پرائمری اعلیٰ
آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا	پرائمری اعلیٰ
پوری کوشش کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا اور اس پر بھروسہ کرنا	پرائمری اعلیٰ
ہر وقت آگے بڑھنے کی لگن رکھنا	پرائمری اعلیٰ
ایسے مضامین اور پیشے کا انتخاب کرنا جس سے طبعی مناسبت ہو	مڈل

سو مختصر قرآنی آیات

ایمانیات

۱۔ اللہ ایک ہے ﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴾ (الأخلاص ۱۱۲/ ۱)
کہو اللہ ایک ہے۔

۲۔ ایمان لاؤ ﴿ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴾ (التغابن ٦٤/ ٨)
اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔

۳۔ اللہ سے محبت ﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ﴾ (البقرة ۲/ ١٦٥)
اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔

۴۔ حکم کا اختیار ﴿ إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ﴾ (الأنعام ٦/ ٥٧)
حکم دینے کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔

۵۔ اللہ کی اطاعت ﴿ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ ﴾ (الأنفال ۸/ ٢٠)
اللہ کی اطاعت کرو۔

٦۔ اللہ ہی رازق ہے ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ﴾ (الذاريات ٥١/ ٥٨)
اللہ ہی رزق دینے والا ہے۔

۷۔ شرک نہ کرو ﴿ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ﴾ (لقمان ۳۱/ ١٣)
کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرو۔

۸۔ ہر امت کیلئے رسول ﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ﴾ (يونس ١٠/ ٤٧)
ہر امت کے لیے ایک رسول (بھیجا گیا) ہے۔

۹۔ اطاعت کرو ﴿ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ ﴾ (النساء ٤/ ٥٩)
رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

۱۰۔ اسوہ حسنہ ﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾
بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ عمل
(الأحزاب ۳۳/ ۲۱)

۱۱۔ آخرت کی زندگی ﴿ وَٱلْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴾ (الأعلی ۸۷/ ۱۷)
(اور) آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

۱۲۔ ہر نیکی بدی کا بدلہ ﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴾ (الزلزال ۹۹/ ۷۔۸)
(پھر) جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے (آخرت میں) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔

۱۳۔ موت برحق ہے ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۸۵)
ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔

۱۴۔ اعمال کی جوابدہی ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴾ (الأنعام ۶/ ۱٦٤)
(اور) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۱۵۔ قرآن کی حفاظت ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَٰفِظُونَ ﴾ (الحجر ۱۵/ ۹)
بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

۱۶۔ دین اسلام ﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۹)
بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔

۱۷۔ تکمیل دین ﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ﴾ (المائدۃ ۵/ ۳)
آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

۱۸۔ نیکی بدی کو مٹا دیتی ہے ﴿ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ﴾ (ھود ۱۱/ ۱۱٤)
بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

۱۹۔ اتحاد ملت ﴿ إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ ﴾ (الأنبیاء ۲۱/ ۹۲)
بے شک تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے۔

عبادات

۲۰۔ صرف اللہ کی عبادت ﴿ لَا نَعْبُدُوٓاْ إِلَّا ٱللَّهَ ﴾ (هود۱۱/ ۲۶)
اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

۲۱۔ نماز قائم کرو ﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ ﴾ (البقرة۲/ ۸۳)
(اور) نماز قائم کرو۔

۲۲۔ زکوٰۃ ﴿ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ ﴾ (البقرة۲/ ۸۳)
(اور) زکوٰۃ ادا کرو۔

۲۳۔ روزہ ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ ﴾ (البقرة۲/ ۱۸۳)
تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

۲۴۔ حج ﴿ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ ﴾ (آل عمران۳/ ۹۷)
اور اللہ کا لوگوں پر حق ہے (کہ وہ اس کے) گھر کا حج کریں۔

۲۵۔ جہاد ﴿ وَجَٰهِدُواْ فِى ٱللَّهِ ﴾ (الحج۲۲/ ۷۸)
(اور) اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

۲۶۔ تلاوت قرآن ﴿ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴾ (المزمل۷۳/ ٤)
(اور) قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

۲۷۔ نماز باجماعت ﴿ وَٱرْكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴾ (البقرة۲/ ٤۳)
(اور) رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۲۸۔ پابندی نماز ﴿ حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ ﴾ (البقرة۲/ ۲۳۸)
نمازوں کی پابندی کرو۔

۲۹۔ وقت کی پابندی ﴿ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ﴾ (النساء٤/ ۱۰۳)
بے شک نماز مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

۳۰۔ نماز کا فائدہ ﴿ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ ﴾ (العنكبوت۲۹/ ٤٥)
بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

۳۱۔ نبیؐ پر درود بھیجو ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ ﴾ (الأحزاب۳۳/ ٥٦)
اے ایمان والو ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجو۔

۳۲۔ قرآن توجہ سے سنو ﴿ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ ﴾ (الأعراف۷/ ٠٤)
اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو۔

۳۳۔ ذکر الٰہی میں اطمینان ﴿ أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ ﴾ (الرعد۱۳/ ۲۸)
آگاہ رہو کہ اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

۳۴۔ توبہ ﴿ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ﴾ (التحریم٦٦/ ٨)
اللہ کے آگے توبہ کرو۔

۳۵۔ دعا ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (المؤمن٠ / ٦٠)
(اور) تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اخلاقیات

۳۶۔ اچھی گفتگو ﴿ وَقُولُوا۟ لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾ (البقرة۲/ ۸۳)
لوگوں سے اچھی بات کہو۔

۳۷۔ گالی نہ دو ﴿ وَلَا تَسُبُّوا۟ ﴾ (الأنعام٦/ ١٠٨)
گالی نہ دو۔

۳۸۔ ناکامی سے نہ گھبراؤ ﴿ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ ﴾ (الحدید۵۷/ ۲۳)
جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اس کا غم نہ کھاؤ۔

۳۹۔ نام نہ بگاڑو ﴿ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَـٰبِ ﴾ (الحجرات۴۹/ ۱۱)
(اور) ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو۔

۴۰۔ مذاق نہ اڑاؤ ﴿ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ ﴾ (الحجرات۴۹/ ۱۱)
لوگ ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔

۴۱۔ والدین کی خدمت ﴿ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ﴾ (بني إسرائيل۱۷/ ۲۳)
(اور) والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

۴۲۔ فضول خرچی نہ کرو ﴿ وَلَا تُسْرِفُوٓاْ ﴾ (الأنعام٦/ ١٤١)
(اور) فضول خرچی نہ کرو۔

۴۳۔ اخوت ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ (الحجرات٤٩/ ١٠)
مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

۴۴۔ انصاف کرو ﴿ ٱعْدِلُواْ ﴾ (المائدة٥/ ٨)
انصاف کرو۔

۴۵۔ کپڑے صاف رکھو ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (المدثر٧٤/ ٤)
(اور) اپنے کپڑے پاک صاف رکھو۔

۴۶۔ تعاون ﴿ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ ﴾ (المائدة٥/ ٢)
نیکی کے کام میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔

۴۷۔ تجسس منع ہے ﴿ وَلَا تَجَسَّسُواْ ﴾ (الحجرات٤٩/ ١٢)
(اور) دوسروں کی ٹوہ میں نہ رہو۔

۴۸۔ اچھی صحبت ﴿ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴾ (التوبة٩/ ١١٩)
(اور) سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

۴۹۔ بروں کے منہ نہ لگو ﴿ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴾ (الأعراف٧/ ١٩٩)
(اور) جاہلوں کے منہ نہ لگو۔

۵۰۔ اکڑ کر نہ چلو ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ﴾ (نبي إسرائيل١٧/ ٣٧)
زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔

۵۱۔ حصول علم کی دعا ﴿ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴾ (طه٢٠/ ١١٤)
اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

۵۲۔ جھوٹ نہ بولو ﴿ وَٱجْتَنِبُواْ قَوْلَ ٱلزُّورِ ﴾ (الحج٢٢/ ٣٠)
(اور) جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔

۵۳۔ برائی کا بدلہ ﴿ ٱدْفَعْ بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ (فصلت٤١/ ٣٤)
(بدی کو) اس (نیکی) سے دفع کرو جو بہترین ہو۔

۵۴۔ قول و فعل میں تضاد ﴿ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴾ (الصف ۶۱/ ۲)
تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

۵۵۔ عدم تعاون ﴿ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (المائدۃ ۵/ ۲)
(اور) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو۔

۵۶۔ صبر کرو ﴿ اصْبِرُوا ﴾ (آل عمران ۳/ ۲۰۰)
صبر سے کام لیا کرو۔

۵۷۔ فضول کام ﴿ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴾ (المؤمنون ۲۳/ ۳)
اور (مومن وہ ہیں) جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں۔

۵۸۔ شکر ادا کرنا ﴿ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۱۷۲)
(اور) اللہ کا شکر ادا کیا کرو۔

۵۹۔ مایوسی سے بچو ﴿ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۵۳)
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

۶۰۔ مشکل کے بعد آسانی ﴿ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴾ (انشراح ۹۴/ ۶)
بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے۔

۶۱۔ مصیبت کی دعا ﴿ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۱۵۶)
بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔

۶۲۔ نیکی پسندیدہ ہے ﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۱۹۵)
بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

۶۳۔ درس اتحاد ﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۰۳)
(اور) سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔

۶۴۔ ترک گناہ ﴿ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ﴾ (الأنفال ۶/ ۱۲۰)
(اور) ظاہری اور پوشیدہ (ہر طرح کا) گناہ چھوڑ دو۔

۶۵۔ بے حیائی سے بچو ﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ ﴾ (الأنفال٦/ ١٥١)
(اور) بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ۔

۶۶۔ شکر کا صلہ ﴿ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾ (إبراهيم١٤/ ٧)
اگر تم شکر کرو گے تو میں (اللہ) تمہیں زیادہ دوں گا۔

۶۷۔ بڑائی کا معیار ﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ (الحجرات٤٩/ ١٣)
بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

۶۸۔ ایثار ﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ﴾ (الحشر٥٩/ ٩)
(اور) وہ ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔

۶۹۔ تزکیہ نفس ﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ﴾ (الشمس٩١/ ٩)
جس نے تزکیہ (نفس) کیا' وہ کامیاب ہوا۔

۷۰۔ توکل ﴿ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا ﴾ (المائدة٥/ ٢٣)
(اور) اللہ پر توکل کرو۔

۷۱۔ اللہ کا بہترین مددگار ہے ﴿ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴾ (الأنفال٨/ ٤٠)
(اللہ) بڑا ہی اچھا کارساز اور بڑا ہی اچھا مددگار ہے۔

۷۲۔ بہترین زاد راہ ﴿ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ﴾ (البقرة٢/ ١٩٧)
بے شک بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔

۷۳۔ اچھے کام کا حکم دو ﴿ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ ﴾ (لقمان٣١/ ١٧)
(اور) تو نیکی کا حکم دے۔

۷۴۔ برائی سے روکو ﴿ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ ﴾ (لقمان٣١/ ١٧)
اور تو برائی سے روک۔

۷۵۔ عفو درگزر ﴿ خُذِ الْعَفْوَ ﴾ (الأعراف٧/ ١٩٩)
عفو درگزر سے کام لے۔

۷۶۔ بدگمانی نہ کرو ﴿ اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ﴾ (الحجرات٤٩/ ١٢)
زیادہ گمان کرنے سے بچو۔

۷۷۔ سرگوشی نہ کرو ﴿ فَلَا تَنَٰجَوْا ﴾ (المجادلة۵۸/ ۹)
سرگوشی نہ کرو۔

۷۸۔ تبلیغ کا طریقہ ﴿ ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ ﴾ (النحل۱۶/ ۱۲۵)
لوگوں کو حکمت سے اپنے رب کے رستے کی طرف بلاؤ۔

۷۹۔ بھلے کام کرو ﴿ وَٱفْعَلُوا۟ ٱلْخَيْرَ ﴾ (الحج۲۲/ ۷۷)
(اور) بھلے کام کرو۔

۸۰۔ سستی نہ کرو ﴿ وَلَا تَهِنُوا۟ ﴾ (آل عمران۳/ ۱۳۹)
(اور) سستی نہ کرو۔

۸۱۔ غم نہ کرو ﴿ وَلَا تَحْزَنُوا۟ ﴾ (آل عمران۳/ ۱۳۹)
(اور) غم نہ کرو۔

۸۲۔ احسان نہ جتلاؤ ﴿ لَا تَمُنُّوا۟ ﴾ (الحجرات۴۹/ ۱۷)
احسان نہ جتلاؤ۔

معاملات

۸۳۔ ماپ اور تول ﴿ وَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ بِٱلْقِسْطِ ﴾ (الأنعام۶/ ۱۵۲)
(اور) ماپ تول میں پورا انصاف کرو۔
ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔

۸۴۔ جھگڑا نہ کرو ﴿ وَلَا تَنَٰزَعُوا۟ ﴾ (الأنفال۸/ ٤٦)
آپس میں جھگڑا نہ کرو۔

۸۵۔ صلح صفائی ﴿ وَٱلصُّلْحُ خَيْرٌ ﴾ (النساء٤/ ۱۲۸)
صلح بہتر ہے۔

۸۶۔ امانت ﴿ تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا ﴾ (النساء٤/ ۵۸)
امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔

۸۷۔ فضول خرچی نہ کرو ﴿ وَلَا تُسْرِفُوٓاْ ﴾ (الأنعام٦/ ١٤١)

فضول خرچی نہ کرو۔

۸۸۔ ایفائے عہد ﴿ وَأَوْفُواْ بِٱلْعَهْدِ ﴾ (بني إسرائيل١٧/ ٣٤)

عہد کو پورا کرو۔

۸۹۔ قتل ﴿ وَلَا تَقْتُلُواْ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ﴾

(اور) کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ (الأنفال٦/ ١٥١)

۹۰۔ یتیم سے حسن سلوک ﴿ فَأَمَّا ٱلْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴾ (الضحى٩٣/ ٩)

یتیم سے سختی نہ کرو۔

۹۱۔ سائل کو نہ ڈانٹو ﴿ وَأَمَّا ٱلسَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ (الضحى٩٣/ ١٠)

مانگنے والے کو نہ جھڑکو۔

۹۲۔ قصاص میں زندگی ﴿ وَلَكُمْ فِى ٱلْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴾(البقرة٢/ ١٧٩

(اور) اے اہل دانش! قصاص (کے حکم) میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

۹۳۔ سود حرام ہے ﴿ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ﴾ (البقرة٢/ ٢٧٥)

(اللہ) نے سود کو حرام کیا ہے۔

۹۴۔ حرام روزی ﴿ لَا تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ ﴾ (النساء٤/ ٩

ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

۹۵۔ مرد کی حیثیت ﴿ ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ ﴾ (النساء٤/ ٣٤)

مرد عورتوں کے سربراہ ہیں۔

۹۶۔ مشاورت ﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾ (الشورى٤٢/ ٣٨)

وہ (مسلمان) اپنے کام باہمی مشورے سے کرتے ہیں۔

۹۷۔ افواہ کی تحقیق ﴿ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ ﴾ (الحجرات٤٩/ ٦)

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو۔

۹۸۔ چوری کی سزا ﴿ وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا ﴾ (المائدة٥/ ٣٨)
اور چور خواہ مرد ہو یا عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔

۹۹۔ فساد نہ کرو ﴿ وَلَا تُفْسِدُوا ﴾ (الأنعام٦/ ٥٨)
زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

۱۰۰۔ زیادتی نہ کرو ﴿ وَلَا تَعْتَدُوٓا ﴾ (البقرة٢/ ١٩٠)
(اور) زیادتی نہ کرو۔

www.KitaboSunnat.com

سو مختصر احادیث

ایمانیات

۱۔ نیت «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»(بخاري ومسلم)
اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۲۔ خوف خدا «اِتَّقِ اللهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ»(دارمي)
تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ۔

۳۔ دانائی «رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ»(بيهقي)
سب سے بڑی دانائی اللہ سے ڈرنا ہے۔

۴۔ اللہ سے مدد مانگو «إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ»(ترمذي ومسند أحمد)
جب تو مدد مانگے تو صرف اللہ سے مدد مانگ۔

۵۔ محبت و نفرت «اَلْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ»(بيهقي)
اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر نفرت ہونی چاہیے۔

۶۔ سنت نبوی «عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ»(بخاري ومسلم)
تم پر میری سنت کی پیروی لازم ہے۔

۷۔ رسولؐ کا حکم «مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ»(مسلم ونسائي)
میں نے تمہیں جس چیز سے روکا ہے اس سے پرہیز کرو۔

۸۔ حدود اطاعت «لاَ طَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ»(بخاري ومسلم)
گناہ کے کام میں اطاعت نہیں۔

۹۔ خیر خواہی «اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ»(مسلم)
دین خیر خواہی کا نام ہے۔

۱۰۔ بدعت «كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ»(مسلم)
ہر بدعت (دین میں نئی بات کرنا) گمراہی ہے۔

۱۱۔ نیکی کیا ہے «اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ»(مسلم)

نیکی وہ ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو۔

۱۲۔ گناہ کیا ہے «اَلإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ»(مسلم)
گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے۔

عبادات

۱۳۔ نماز «اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ»(ترمذي و موطا)
نماز دین کا ستون ہے۔

۱۴۔ نماز کی اہمیت «بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ»(مسلم)
بندے اور کفر کے درمیان نماز ہی کا فرق ہے۔

۱۵۔ وضو «لاَ تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ»(بخاري ومسلم)
وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

۱۶۔ مسجد «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا»(مسلم)
اللہ کے نزدیک بہترین جگہ مسجدیں ہیں۔

۱۷۔ زکوٰۃ «اَلزَّكٰوةُ قَنْطَرَةُ الإِسْلَامِ»
زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے۔

۱۸۔ زکوٰۃ کی تقسیم «تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ وَتُرَدُّ إِلَى فُقَرَآءِهِمْ»(بخاري ومس
(زکوٰۃ) ان (مسلمانوں) کے امیروں سے لی جاتی ہے اور غریبوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔

۱۹۔ روزہ «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ»(بخاري ومسلم)
روزہ (برائیوں سے بچنے کے لیے) ڈھال ہے۔

۲۰۔ روزے کا ثواب «اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ»(بخاري ومسلم)
روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

۲۱۔ صدقہ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ»(بخاري ومسلم)
(دوزخ کی) آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (صدقہ) دے سکو۔

۲۲۔ قرآن مجید «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»(بخاري)
تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

۲۳۔ اللہ کا ذکر «لاَ يَزَالُ لِسَانُكَ رُطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ»(ترمذي)
تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔

۲۴۔ جہاد جاری رہے گا «اَلْجِهَادُ مَاضٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»(أبوداود)
جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

۲۵۔ جہاد کا ثواب «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا»(بخاري ومسلم)
اللہ کی راہ میں ایک دن کی پہرہ داری دنیا بھر کی دولت سے بہتر ہے۔

اخلاقیات

۲۶۔ بعثت نبوی اور اچھے اخلاق «بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ حُسْنَ الأَخْلاَقِ»
(مؤطا وأحمد)
مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔

۲۷۔ اچھے اخلاق «إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلاَقًا»(بخاري ومسلم)
تم میں سے اچھا وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہے۔

۲۸۔ سچ بولنا «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ»(بخاري ومسلم)
سچ بولنا تم پر لازم ہے۔

۲۹۔ جھوٹ سے بچو «إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ»(بخاري ومسلم)
جھوٹ سے بچو۔

۳۰۔ امانت «لاَ إِيْمَانَ لِمَنْ لاَ أَمَانَةَ لَهُ»(بيهقي)
جو امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں۔

۳۱۔ اخوت «اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ»(مسلم)
مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

۳۲۔ مومن مومن کا آئینہ ہے۔ «اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ»(أبوداود وترمذي)
مومن مومن کا آئینہ ہے۔

۳۳۔ اسلامی اخوت «اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا»(بخاري ومسلم)
ہر مومن دوسرے مومن کے لیے اس عمارت کی طرح ہے جس کی اینٹیں ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔

۳۴۔ رحمدلی «مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ»(بخاري)
جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

۳۵۔ حصول علم «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»(ابن ماجة)
علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

۳۶۔ حیا «اَلْحَيَآءُ مِنَ الإِيْمَانِ»(بخاري ومسلم)
حیا ایمان کا حصہ ہے۔

۳۷۔ حیا میں بھلائی ہے «اَلْحَيَآءُ لاَ يَأْتِيْ إِلاَّ بِخَيْرٍ»(بخاري ومسلم)
حیا ہر حالت میں خیر و برکت ہے۔

۳۸۔ عورت اور پردہ «اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ»(ترمذي)
عورت پردے کی چیز ہے۔

۳۹۔ بری نگاہ «زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ»(بخاري ومسلم)
بری نظر سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے۔

۴۰۔ گالی «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ»(بخاري ومسلم)
کسی مسلمان کو گالی دینا فسق و نافرمانی ہے۔

۴۱۔ چغل خوری «لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ»(بخاري ومسلم)
چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

۴۲۔ شکر گزاری «مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ»(أبوداود وترمذي)
جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔

۴۳۔ قناعت «اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لاَ يَنْفَدُ»
قناعت نہ ختم ہونے والا مال ہے۔

۴۴۔ تبلیغ «بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً»(بخاري)
میری بات (لوگوں تک) پہنچاؤ خواہ ایک ہی ایت ہو۔

۴۵۔ سخاوت «اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى»(بخاري ومسلم)
اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔

۴۶۔ دولت مندی «اَلْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ»(بخاري)
اصل دولت مندی دل کی بے نیازی کا نام ہے۔

تزکیہ نفس «أَلاَ وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةٌ إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ»
آگاہ رہو کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ صحیح ہو تو پورا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو پورے جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے' آگاہ رہو کہ وہ دل ہے۔ (بخاري ومسلم)

۴۸۔ بخشش و استغفار «إِسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرُلَكُمْ»(مسلم)
تم مجھ سے بخشش چاہو' میں تمہیں بخش دوں گا۔

۴۹۔ زبان کی پکڑ «إِنَّا لَمُؤَاخِذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ»(ترمذي)
ہم جو کچھ منہ سے نکالتے ہیں' اس کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی۔

۵۰۔ موت کو یاد رکھو «أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَاتِ»
لذتوں کو ختم کر دینے والی (موت) کو اکثر یاد رکھا کرو۔

۵۱۔ ماں کی خدمت «اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ»
جنت ماؤں کے پاؤں تلے ہے۔

۵۲۔ رازداری «اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ»(أبوداود)
مجلس کی بات راز ہوتی ہے۔

۵۳۔ سلام کرنا «اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ»(ترمذي)
آپس میں سلام کیا کرو۔

۵۴۔ بڑوں کو سلام کرو «يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ»(بخاري ومسلم)
چھوٹا بڑے کو سلام کرے

۵۵۔ اجازت لینا «اَلْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ»(بخاري ومسلم)
اجازت لینا تین بار ہے۔

۵۶۔ عیب پوشی «مَنْ سَتَرَ الْمُسْلِمَ سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»(بخاري وم
جو (دنیا میں) کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے
دن اس کے عیب چھپائے گا۔

۵۷۔ ہمدردی «لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيْكَ»(ترمذي)
اپنے بھائی کی کسی مصیبت پر خوش نہ ہو۔

۵۸۔ بغض و دشمنی «لَا تَبَاغَضُوْا»(مسلم)
ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔

۵۹۔ مسلمانوں سے لڑنا «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا»
(بخاري ومسلم)
جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

۶۰۔ لعن طعن «لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا»(ترمذي)
مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا۔

۶۱۔ طہارت وصفائی «لاَ يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ»(بخاري)
تم میں سے کوئی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

۶۲۔ آداب طعام «كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ»(بخاري ومسلم)
دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

۶۳۔ بال سنوارنا «مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ»(أبوداود)
جس کے بال ہوں اسے چاہئے کہ ان کو سنوار کر رکھے۔

۶۴۔ بدگمانی «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ»(بخاري)
بدگمانی سے بچو۔

۶۵۔ حسد «إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ»(أبوداود)
حسد سے بچو۔

۶۶۔ دوسروں کی ٹوہ نہ لگاؤ «لاَ تَجَسَّسُوْا»(أبوداود)
دوسروں کی ٹوہ میں نہ رہو۔

۶۷۔ حکمت ودانائی «اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ»
حکمت و دانائی مومن کی گم شدہ چیز ہے۔

۶۸۔ مردوں کو برا نہ کہو «لاَ تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ»(بخاري)
مرے ہوئے لوگوں کو برا نہ کہو۔

۶۹۔ مستقل عمل «أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ»(بخاري ومسلم)
اللہ کے نزدیک پسندیدہ کام وہ ہے جو مستقل طور پر کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

۷۰۔ مانگنا «لاَ تَسْئَلُوا النَّاسَ»(أبوداود)
لوگوں سے نہ مانگا کرو۔

۷۱۔ اچھے امور «مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيْهِ»(ابن ماجة وترمذي)
اسلام کا تقاضا ہے کہ آدمی لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔

۷۲۔ ٹریفک «إِمَاطَةُ الأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ»(بخاري ومسلم)
راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔

۷۳۔ مظلوم کی بددعا «إِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ»(بيهقي)
مظلوم کی بددعا سے بچو۔

۷۴۔ نیکی کا حکم دو «مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ»
نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔

معاملات

۷۵۔ والدین کی ناراضی «سُخْطُ الرَّبِ فِيْ سُخْطِ الْوَالِدِ»(ترمذي)
والدین کی ناراضی میں اللہ کی ناراضی ہے۔

۷۶۔ صلہ رحمی «لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ»(بخاري ومسلم)
قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

۷۷۔ ہمسائے کا حق «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ»(بخاري ومسلم)
جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے۔

۷۸۔ جواب دہی «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»(بخاري ومسلم)
تم سب نگران ہو اور اپنے ماتحت (افراد) کے لئے جواب دہ ہو۔

۷۹۔ خدمت خلق «مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِيْ حَاجَتِهِ»(بخاري ومسلم)
جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔

۸۰۔ بہترین انسان «خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ»
بہترین انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کے لیے زیادہ نفع رساں ہے۔

۸۱۔ آداب مجلس «تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا»(بخاري ومسلم)
(مجلس کی) کشادہ کرو اور گنجائش پیدا کرو۔

۸۲۔ نقالی منع ہے «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»(أبوداود)
جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ (آخرت میں) اسی میں شمار ہوگا۔

۸۳۔ سادگی «اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الإِيْمَانِ»(أبوداود)
سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

۸۴۔ عیش وعشرت «إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ»(مسند أحمد)
عیش و عشرت سے بچو۔

۸۵۔ اسلام چھوڑنا «مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ»(ترمذي وابن ماجة)
جو (مسلم جماعت سے) الگ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔

۸۶۔ محنت کی عظمت «اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللهِ»
محنت کش اللہ کا دوست ہے۔

۸۷۔ دھوکا دہی «مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ»(صحيح مسلم)
(نبیؐ نے فرمایا) جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں۔

۸۸۔ ذخیرہ اندوزی «اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ»(ابن ماجة ودارمي)
ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر (اللہ کی) لعنت ہے۔

۸۹۔ حلال کمائی «طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ»(بيهقي)
حلال روزی کمانے کی جدوجہد فرض ہے۔

۹۰۔ اچھا مال «مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى»(ترمذي وابن ماجة)
جو تھوڑا ہو اور کفایت کرے وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو لیکن غافل کر دے۔

۹۱۔ اپنی کمائی «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ»(ترمذي وابن ماجة)
پاکیزہ ترین مال وہ ہے جو تم خود کما کر کھلاؤ۔

۹۲۔ دولت ضائع کرنا «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِضَاعَةَ الْمَالِ»(بخاري ومسلم)
بے شک اللہ نے تم پر مال کا ضائع کرنا حرام ٹھہرایا ہے۔

۹۳۔ جھوٹی قسم «اَلْحَلَفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ»(مسلم)
جھوٹی قسم مال کو کھوٹا کر دیتی ہے۔

۹۴۔ صبح کو سونا «نَوْمُ الصُّبْحَةِ تَمْنَعُ الرِّزْقَ»(مسند أحمد)
صبح کے وقت سونا روزی کو روکتا ہے۔

۹۵۔ مال کی حفاظت «مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ»(أبوداود وترمذي)
جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

۹۶۔ جعلی بولی «لاَ تَنَاجَشُوْا»(بخاري ومسلم)
جعلی بولی نہ دو۔

۹۷۔ آسانی پیدا کرو «يَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا»(بخاري ومسلم)
(لوگوں کے لیے) آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو۔

۹۸۔ معروف میں اطاعت ہے «إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ»(ابن ماجة ومسند أحم
(غیر اللہ کی) اطاعت صرف اچھے کاموں میں ہے۔

۹۹۔ خوشامد «إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ»(ابن ماجة ومسند أحمد)
خوشامد سے بچو۔

۱۰۰۔ مسلمان کے حقوق «كُلُّ الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ»(مسلم)
ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور آبرو حرام ہے۔

ضمیمہ ۲ نمونے کے چند صباحی خطابات:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا استعمال

عزیز بچو! السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اسی نے یہ ساری دنیا بنائی ہے۔ ہمیں اسی نے پیدا کیا ہے۔ وہی ہر ایک کو روزی دیتا ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی کا مالک ہے۔ اس نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کا پاک نام لیتے رہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے رہیں۔

اسلام نے ہمیں ہر کام شروع کرنے کا ایک طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے ہونا چاہئے۔ پوری بسم اللہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کے معنی ہیں کہ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ بسم اللہ کو تسمیہ بھی کہتے ہیں اور یہ قرآن مجید کی ایک آیت اور ہر سورت کی ابتدا میں لکھی ہوتی ہے۔

بسم اللہ میں اللہ کا ذاتی نام اور اس کی دو صفتیں آئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی رحمت والا ہے اور وہ اپنے بندوں کو ہر وقت اپنی رحمت سے نوازتا رہتا ہے۔

پیارے بچو! جب کوئی کام بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں خیر وبرکت عطا فرماتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔

ہر کام بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہئے۔ کھانا کھانے یا کوئی مشروب پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے' اگر ابتدا میں بسم اللہ پڑھنی بھول جائے تو درمیان میں جس وقت

بھی یاد آئے بسم اللہ اولہ واخرہ پڑھ لینا چاہئے۔ قرآن کی تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ اور پھر بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔ جانور ذبح کرتے وقت بھی بسم اللہ پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح خط لکھتے ہوئے اور امتحانی پرچے کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور لکھنی چاہئے۔

ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آدمی کو یہ سوچنے سمجھنے کا موقع مل جاتا ہے کہ یہ کام جو میں کرنے چلا ہوں کہیں غلط کام تو نہیں۔ یہ کوئی ایسا کام تو نہیں جس سے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا ہے اور اس کے کرنے سے اللہ اور رسولؐ ناراض ہو جائیں۔ اس طرح آدمی غلط اور برے کام کرنے سے بچ جاتا ہے۔

ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اسلامی شعار ہے۔ مسلمان اور کافر کے طریقے میں فرق ہے۔ جب ایک مسلمان کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے یا سواری پر سوار ہوتے وقت اللہ کا پاک نام لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان اللہ کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے اور اللہ کے پاک نام کی برکت حاصل کرتا ہے۔ چونکہ کافر شخص بسم اللہ نہیں پڑھتا۔ اس لئے وہ اللہ کی شکر گزاری اور اس کے پاک نام کی برکت سے محروم رہتا ہے۔ بسم اللہ پڑھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے' لیکن اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھ لیا کریں۔

-----○-----

سلام کرنے کا طریقہ

عزیز بچو! آج آپ کو سلام کرنے کا طریقہ بتایا جائے گا کہ آپ کو کب اور کیسے سلام کرنا چاہئے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ السلام علیکم کہا جائے۔ جس کے معنی ہیں اللہ تمہیں سلامت رکھے۔ اس کے جواب میں دوسرے کا فرض ہے کہ وہ جواب میں وعلیکم السلام کہے۔ جس کے معنی ہیں اللہ تمہیں بھی سلامت رکھے۔ یہ ملاقات کا اسلامی طریقہ ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں کثرت سے سلام کیا کرو اس سے باہمی الفت پیدا ہوتی ہے۔ سلام ہر ایک کو کرنا چاہئے خواہ آپ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ چھوٹا بڑے کو' چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کیا کریں۔ جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ زیادہ خوش ہوتا ہے' لیکن کسی کافر کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہئے وہ اگر اسلام علیکم کہے تو جواب میں صرف وعلیکم کہنا چاہئے۔

حضورؐ کی تعلیمات کے مطابق سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ السلام علیکم کہنے والے کو اور جواب دینے والے کو دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جو السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہے اسے بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جو السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہے اسے تیس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو بھی یہی ثواب ملتا ہے۔

عزیز بچو! ہمارا دین اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ اس کی تعلیمات سلامتی کا پیغام ہیں اور ان سے معاشرے میں امن وسکون پیدا ہوتا ہے اور وہ کامیابی کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔

سلام کب اور کس موقع پر کیا جائے؟۔ آپ کو چاہئے کہ صبح اٹھ کر اپنی امی اور ابو کو سلام کریں۔ پھر گھر سے سکول کے لئے روانہ ہوتے وقت سلام کر کے جائیں۔ جب سکول پہنچیں تو آپ کے وہ ساتھی جو آپ سے پہلے آئے بیٹھے ہوں' آپ ان کو سلام کہیں۔ اس کے بعد جب آپ کے اساتذہ آپ سے ملیں تو ان کو سلام کریں۔ پھر سکول سے چھٹی کے وقت اپنے اساتذہ کو سلام کر کے جائیں اور واپسی پر گھر میں سلام کر کے اندر داخل ہوں۔

اس کے علاوہ راستے میں آتے جاتے لوگوں کو سلام کریں۔ جب آپ کسی اور کے ہاں جائیں یا آپ کے ابو کے کوئی دوست یا جاننے والے آپ کو ملیں تو آپ ان کو سلام کریں' لیکن اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو یا وضو کر رہا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو تو اسے سلام نہ کریں۔

سلام کرنے سے آپس میں محبت اور بھائی چارہ بڑھتا ہے۔ ایک دوسرے سے

انس پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ سب بچوں کا فرض ہے کہ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیا کریں۔

-----○-----

کھانا کھانے کے آداب

عزیز بچو! آج آپ کو کھانے پینے کے آداب بتائے جائیں گے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ جب بھی کھانا کھائیں' پہلے ہاتھ ضرور دھو لیں۔ ہاتھ دھونے اس لئے ضروری ہیں کہ کام کاج کے دوران میں مختلف قسم کے جراثیم ہمارے ہاتھوں میں لگ جاتے ہیں' اگر ہم ہاتھ نہ دھوئیں تو یہ جراثیم غذا کے ساتھ ہمارے معدے میں چلے جائیں گے اور ہم بیمار ہو جائیں گے۔ اس لئے ہاتھ دھونا بہت ضروری ہے۔

لیکن کھانا کھانے کے لئے جب آپ ہاتھ دھوئیں تو پھر تولیہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ تولئے میں بھی جراثیم لگے ہوتے ہیں جو دوبارہ ہمارے ہاتھوں کو لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر تولیہ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

کھانا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع کریں' اگر ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں تو کھانے کے دوران میں جب یاد آ جائے تو بسم اللہ اولہ واخرہ پڑھ لیں۔ جب آپ کھانا کھائیں تو آپ کے منہ سے کھانا چبانے کی آواز نہیں آنی چاہئے۔ کیونکہ یہ دوسروں کو بری محسوس ہوتی ہے۔

کھانا دائیں ہاتھ سے کھائیں اور جہاں تک ہو سکے اپنے آگے سے کھائیں۔ کھانا کھڑے ہو کر نہ کھائیں بلکہ بیٹھ کر کھائیں۔ کھانا کھاتے ہوئے دوسرے لوگوں کا بھی خیال رکھیں۔ مثلاً" یہ نہ ہو کہ ڈونگے میں سے اکثر بوٹیاں نکال کر آپ کھا جائیں اور دوسروں کے لئے صرف شوربا رہنے دیں۔ کھانا صرف اس وقت کھائیں جب اچھی

طرح بھوک لگی ہو۔ زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھائیں۔ ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ اس طرح آدمی بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کھانے کے دوران میں بہت زیادہ پانی نہ پئیں صرف ضرورت کے مطابق پئیں۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جو صحت کے لئے نقصان دہ ہیں ایسی مضر چیزوں سے جہاں تک ہو سکے بچنے کی کوشش کریں۔ اس لئے ہر وقت مٹھائی' ٹکیاں' ٹافیاں اور چیونگم وغیرہ نہ کھاتے رہیں۔ ان چیزوں سے دانت بھی خراب ہو جاتے ہیں اور معدے پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

متوازن غذا صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے سبزیاں' گوشت' دال' چاول' پھل اور روٹی وغیرہ کھائیں۔ بعض بچے سبزیاں نہیں کھاتے یا دودھ نہیں پیتے۔ یہ بری عادت ہے۔ یہ چیزیں شوق سے کھا پی لینی چاہئیں۔

کھانا اور پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ اس لئے کھانے کھانے پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے:

"الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین" شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

-----○-----

شکریہ ادا کرنا

پیارے بچو! ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آپ سے نیک سلوک کرے اور آپ کے کام آئے تو آپ اس کا شکریہ ادا کریں۔ شکریہ ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کسی کام آنے والے شخص کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اس خیال کو ذہن میں رکھیں کہ جس شخص نے میری خاطر زحمت اٹھا کر اور تکلیف برداشت کر کے مجھے فائدہ پہنچایا ہے میں اس کے جذبے کی قدر کروں۔

حضورؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان بڑا خوش نصیب ہوتا ہے۔ جب اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اس طرح اسے ثواب ملتا ہے اور جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے اور اس صبر کرنے پر بھی اسے

اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھی ہمارا فرض ہے اور عبادت کا کام ہے۔ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا بھی نیکی کا کام ہے۔ شکریہ ادا کرنا دینی لحاظ سے بھی بہت اہم ہے۔ کیونکہ جب ہم احسان کرنے والے کسی انسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو ہمارے اندر یہ احساس ابھرتا ہے کہ جب ہم ایک انسان کا شکریہ ادا کر رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا کیوں شکر ادا نہ کریں جو ہمارا خالق اور ہمارا سب سے بڑا محسن ہے۔ جس نے ہمیں ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ جو ہمیں روزی دیتا ہے۔ جس نے دیکھنے کے لئے ہمیں آنکھیں دی ہیں، سننے کے لئے کان دیئے ہیں اور چلنے کے لئے پاؤں دیئے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں اور اس کی ناشکری نہ کریں۔ ارشاد الٰہی ہے

"واشکروالی ولا تکفرون۔" اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد پر بھی بہت زور دیا ہے۔ جب کوئی شخص ہم سے بھلائی کے ساتھ پیش آتا ہے تو ہمیں بھی اس کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا چاہئے۔ کسی وقت آپ کو لکھنے کے لئے قلم یا پنسل کی ضرورت پڑتی ہے اور کوئی دوسرا آپ کو یہ مہیا کر دیتا ہے تو آپ کو اس شخص کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کوئی آپ کو کوئی چیز بطور تحفہ دیتا ہے آپ کو اس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کوئی شخص آپ کو راستہ بتاتا ہے یا اچھی نصیحت کرتا ہے تو اس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ والدین اور بہن بھائیوں کے تعاون پر بھی ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں دوسروں کے احسانات پر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور ہماری زبان پر اس وقت "شکریہ جناب" یا "Thank you" کے الفاظ ہونے چاہئیں۔

-----○-----

نماز کی اہمیت

عزیز بچو! نماز اسلام کا ایک بنیادی رکن اور دین کا ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی بار بار تاکید کی ہے۔ ہر مسلمان پر دن رات میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

"ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا"

بے شک نماز مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

اسلام میں عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ مالی عبادت اور جسمانی عبادت۔ مالی عبادت میں زکوۃ اور صدقہ و خیرات شامل ہیں اور جسمانی یا بدنی عبادت میں نماز اور دعا شامل ہیں۔

جسمانی عبادت میں سب سے بہتر اور افضل نماز ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکیاں ملتی ہیں۔ نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :

"ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر" بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

حدیث میں بھی نماز کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے نماز پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔

نماز کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ نماز مسلمانوں کو مساوات اور برابری کا سبق دیتی ہے۔ ان کو بھائی چارہ سکھاتی ہے۔ اس سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ نماز سے دل کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو یاد رکھتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے بندگی کا اظہار ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے اور مزید نعمتیں حاصل کرنے کے لئے یہ بہترین دعا ہے۔

نماز وقت پر پڑھنی چاہئے اور باجماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔ باجماعت نماز پڑھنے کا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ نماز سے پہلے وضو کرنا چاہئے۔ کپڑے پاک صاف ہونے چاہئیں اور قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز دھیان اور پوری توجہ سے پڑھنی چاہئے۔ نماز پڑھتے ہوئے ہنسنا' کھیلنا' باتیں کرنا یا کوئی فضول حرکت کرنا منع ہے۔

آٹھ سال سے کم عمر کے بچوں پر نماز فرض نہیں لیکن انہیں بھی چاہئے کہ وہ نماز پڑھا کریں تاکہ انہیں نماز پڑھنے کی عادت ہو جائے۔ لڑکے مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کریں اور لڑکیاں اپنے گھر میں امی یا باجی وغیرہ کے ساتھ یا اکیلی نماز پڑھ سکتی ہیں۔

نماز کا ترجمہ بھی یاد کرنا چاہئے تاکہ یہ معلوم ہو کہ آدمی کیا پڑھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کیا باتیں کر رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ دن رات میں پانچ مرتبہ دنیا کے سب کام کاج چھوڑ کر نماز ادا کیا کریں۔

-----○-----

ضمیمہ 3

اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے مجوزہ نصاب

برائے پرائمری و مڈل سکولز

اگرچہ ہمارے پاس جماعت وار تفصیلی نصاب مرتب شدہ موجود ہے لیکن کتاب کی ضخامت کو کم کرنے کی خاطر ہم اس کی تلخیص یہاں دے رہے ہیں۔

موجودہ نصاب میں اسلامیات پہلی سے آٹھویں جماعت تک لازمی ہے اور عربی چھٹی سے آٹھویں تک۔ اسلامیات کا نصاب کئی لحاظ سے ناقص ہے اور صرف حصہ مڈل میں عربی پڑھانے کا کوئی خاص فائدہ نہیں جب کہ نہ اس سے پہلے عربی ہے اور نہ بعد میں۔ ہمارے مرتب کردہ نصاب میں:

۱۔ مطالعہ قرآن و حدیث کے نام سے ایک نیا مضمون متعارف کروایا گیا ہے جو پہلی سے دسویں تک لازمی ہوگا۔

۲۔ عربی کو پہلی سے دسویں تک ساری جماعتوں کے لئے لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ اسلامیات کو جامع بنایا گیا ہے اور اس میں عقائد، سیرت، تاریخ، سوانح اور فقہ وغیرہ کا معتدبہ اضافہ کیا گیا ہے۔

مجوزہ نصاب ایک نظر میں

۱۔ مطالعہ قرآن و حدیث

پریپ: عربی کے حروف تہجی صحت مخارج کے ساتھ اور زیر زبر پیش تنوین وغیرہ پڑھنا۔

پہلی جماعت: قرآنی قاعدہ، قرآن حکیم اور عربی پڑھنا سیکھنے کے لئے صحت مخارج کے ساتھ اور دس احادیث مع ترجمہ زبانی یاد کرنا۔

دوسری جماعت: تیسواں پارہ ناظرہ، اس کا آخری چوتھائی حفظ کرنا اور پندرہ احادیث مع

ترجمہ زبانی یاد کرنا۔

تیسری جماعت: ناظرہ پہلے پانچ پارے، حفظ تیسویں پارے کا تیسرا چوتھائی اور اس پارے کی آخری پانچ سورتوں کا ترجمہ نیز بیس احادیث مع ترجمہ زبانی یاد کرنا۔

چوتھی جماعت: ناظرہ، پارہ چھ تا پندرہ، حفظ، سورۃ یٰسین، ترجمہ سورہ الفیل تا الکافرون نیز پچیس احادیث کا ترجمہ و تشریح۔

پانچویں جماعت: ناظرہ، پارہ سولہ تا انتیس، حفظ، آیت الکرسی، سورہ بقرہ کا پہلا اور آخری رکوع نیز سورہ حشر کا آخری رکوع۔ ترجمہ، سورہ العادیات تا الھمزہ نیز تیس احادیث مع ترجمہ و تشریح۔

چھٹی جماعت: لفظی ترجمہ قرآن، پہلا پارہ اور چالیس احادیث مع ترجمہ و تشریح نیز اہمیت احادیث۔

ساتویں جماعت: لفظی ترجمہ قرآن، پارہ دوم و سوم اور مطالعہ حدیث میں پچاس احادیث مع ترجمہ و تشریح اور ضرورت حدیث۔

آٹھویں جماعت: لفظی ترجمہ قرآن، پارہ چار تا آٹھ نیز ساٹھ احادیث مع ترجمہ و تشریح اور حجیت حدیث

۲۔ عربی

پہلے سے آٹھویں تک عربی کی لازمی تدریس میں دو اصول پیش نظر رکھے جائیں گے۔ ایک تو یہ کہ عربی کو بحیثیت قران و حدیث کی زبان کے پڑھایا جائے اور دوسرے یہ کہ اسے بحیثیت ایک زندہ زبان کے پڑھایا جائے۔ پہلی اور دوسری میں اسے مطالعہ قرآن میں ضم کیا گیا ہے اور تیسری سے اس کی باقاعدہ تدریس ہوگی۔

۳۔ مطالعہ اسلام

پریپ: توحید و رسالت کا مجمل تصور۔ انبیاء اور خلفاء راشدین کے نام اور بسم اللہ، لا الہ الا اللہ، الحمد اللہ، السلام علیکم، ماشاء اللہ، انشاء اللہ کا استعمال۔

جماعت اول: توحید میں بعض صفات باری تعالیٰ۔ سیرت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کا مختصر تعارف اور ہمارا ان سے تعلق۔ قرآن مجید کی حیثیت اور مختصر آداب۔ ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، اخلاص، اللہ اکبر اور سبحان اللہ کا استعمال۔ آداب طعام نیز مجلس، مسجد اور ملاقات کے آداب۔

جماعت دوم: ایمانیات میں رسالت کا تصور، سابقہ انبیاء اور بعث محمدیؐ نیز ختم نبوت، سیرت النبیؐ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا، چچا اور رضاعی والدہ کا ذکر اور بچپن کے حالات۔ قرآن مجید اللہ کا کلام، مقصود ہدایت اور عمل، تلاوت قرآن کے آداب۔ لا حول ولا قوۃ اور یرحمکم اللہ و یھدیکم اللہ کا استعمال۔ نماز کا متن زبانی یاد کروانا، اس کا عمومی مفہوم اور ترغیب و فضائل، نہانے کا صحیح طریقہ اور وضو کی عملی مشق۔ آداب و اخلاق میں بزرگوں کا احترام، جانوروں پر رحم، غریبوں ضعیفوں کی مدد، آداب نشست و برخاست، آداب تعلیم و تعلم، دوستوں سے تعاون، طہارت و صفائی۔

جماعت سوم: ایمانیات، آخرت کی زندگی کا تصور، اعمال کا بدلہ، جنت و دوزخ، سیرت النبیؐ ۸ سال سے ۴۰ سال کی عمر تک کے اہم واقعات۔ مکمل سلام اور اس کا جواب، انا للہ، بارک اللہ، سبحان اللہ اور نعوذ باللہ کا مفہوم اور استعمال، نماز، رکوع و سجود کی تسبیحیں، تحمید، قومہ کی دعا، کلمہ شہادت مع ترجمہ۔ دعائیں: وضو کے بعد کی دعا، سونے اور جاگنے کی دعا۔ آداب و اخلاق، آداب مجلس گفتگو، لین دین اور خوشی و غم۔

جماعت چہارم: ایمانیات: اللہ کے فرشتوں اور کتابوں کا تصور۔ سیرت النبیؐ: بعثت نبویؐ، دعوت و تبلیغ، ہجرت۔ استغفر اللہ اور فی امان اللہ کا استعمال، نماز: ثنا، الفاتحہ اور اخلاص کا ترجمہ۔ دعائیں: ربنا اتنا فی الدنیا.....، کھانا کھانے کے بعد کی دعا، سواری کی دعا

جماعت پنجم: ایمانیات: توحید، رسالت، آخرت، فرشتوں، کتابوں اور تقدیر اور ان کا عملی زندگی پر اثر۔ سیرت النبیؐ: غزوات، اسلامی معاشرے کی تشکیل، حجتہ الوداع، وفات، عبادات: روزے کی فرضیت، زکوۃ اور حج، التحیات، درود شریف اور دعا کا ترجمہ۔ دعائیں: مسجد میں جانے اور آنے کی دعا، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، دین اسلام: اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات

جماعت ششم: ایمانیات: ایمان کے مختلف اجزا اور ان سے بننے والے طرز فکر کی تشریح

اوراس عقیدے کے عملی مضمرات' عبادات: فرائض و نواقض وضو' واجبات و مفسدات نماز تعدیل ارکان' خضوع و خشوع روزے کی فرضیت' مقصد اور سحروافطار کی فضیلت' سیرت النبی: بعثت نبوی سے پہلے لوگوں کی حالت' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مکی زندگی' اسلامی آداب و کردار: تقویٰ کا تفصیلی مفہوم' عدل کا تصور اور تقاضے' اخلاص اور احسان۔

جماعت ہفتم: ایمانیات: ایمان اور عمل' ایمان کا پوری زندگی سے تعلق' عبادات: نماز جمعہ اور عیدین' نماز کا پوری زندگی سے تعلق' روزہ کی اہمیت' فضائل' نواقض' قضا' روزہ اور تربیت اخلاق' سیرت النبیؐ: ہجرت' مواخات' میثاق مدینہ' غزوات' خطبہ حجتہ الوداع' اصلاح و استحکام معاشرہ۔ خلفاء راشدین: حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اسلامی آداب و کردار: فضول خرچی' بخل' انفاق فی سبیل اللہ' ہمسایہ' مریض اور مہمان سے حسن سلوک' نجاست کی اقسام' طہارت لباس و اخلاق' حلال و حرام' قناعت و استغناء

جماعت ہشتم: عبادات: نماز جنازہ اور نماز قصر۔ زکوٰۃ کا نصاب اور مصارف' حج کی اہمیت و فضیلت' پوری زندگی سے تعلق' سیرت النبیؐ: اسوہ حسنہ یعنی سادگی' بچوں سے شفقت' اپنا کام خود کرنا' رحمدلی' شجاعت' مہمان نوازی' صفائی' کثرت ذکر و عبادت' خلفاء راشدین: حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ۔ اسلامی آداب و کردار: امر بالمعروف و نہی عن المنکر' جہاد' دعا کا تصور اور اہمیت' قانون کا احترام' یتیموں بیواؤں سے حسن سلوک' معذوروں مسافروں کے حقوق' قرض' حب دنیا اور فکر آخرت۔

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں ارقم فاؤنڈیشن کی تیار کردہ مندرجہ ذیل نصابی و ہم نصابی کتب بھی دستیاب ہیں۔

۱۔ مطالعۂ قرآن و حدیث	برائے جماعت اول
۲۔ مطالعۂ قرآن و حدیث	برائے جماعت دوم
۳۔ مطالعۂ قرآن و حدیث	برائے جماعت سوم
۴۔ مطالعۂ قرآن و حدیث	برائے جماعت چہارم
۵۔ مطالعۂ قرآن و حدیث	برائے جماعت پنجم

۶۔ تعلیمی ادارے اور کردار سازی برائے پرائمری و مڈل سکولز۔ اساتذہ کرام کے لئے

زیر طبع

۷۔ مطالعۂ اسلام	برائے جماعت اول
۸۔ مطالعۂ اسلام	برائے جماعت دوم
۹۔ مطالعۂ اسلام	برائے جماعت سوم
۱۰۔ مطالعۂ اسلام	برائے جماعت چہارم
۱۱۔ مطالعۂ اسلام	برائے جماعت پنجم
۱۲۔ عربی	برائے جماعت سوم
۱۳۔ عربی	برائے جماعت چہارم
۱۴۔ عربی	برائے جماعت پنجم

۱۵۔ تعلیمی ادارے اور کردار سازی برائے ثانوی و اعلیٰ ثانوی سکولز

۱۶۔ صباحی خطابات (تربیتی موضوعات پر ایک سو صباحی خطابات کا مجموعہ)

۱۷۔ پاکستان میں جدید تعلیم کی اسلامائزیشن۔ چند عملی تجربات

عزیز بک ڈپو ○ اردو بازار ○ لاہور